احناف حفّاظ حدیث

کی

فن جرح و تعدیل میں خدمات

تالیف

محمد ایوب الرشیدی

متخصص فی علوم الحدیث النبوی ﷺ

کتاب کا نام ...... احناف حفاظ حدیث کی فن جرح وتعدیل میں خدمات
تاریخ اشاعت ...... مارچ [illegible]
باہتمام .... احباب زمزم پبلشرز
کمپوزنگ .... فاروق اعظم کمپوزر
سرورق .... لوسٹر گرافکس
مطبع ....
ناشر .... زمزم پبلشرز
شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی
فون: 7725673 - 7760374
فیکس: 7725673
ای میل - zmzm01@cyber.net.pk
zamzam@sat.net.pk

ملنے کے دیگر پتے:
دار الاشاعت، اردو بازار کراچی
مکتبہ البخاری نزد صابری مسجد، بہار کالونی کراچی
قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک کراچی۔ فون: 7224292
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح واصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زر کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَزَاءً جَمِيْلًا جَزِيْلًا

—— منجانب ——

احباب زمزم پبلشرز

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

ناکارہ اس کاوش کو اپنے استاد محترم محقق العصر، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، فاضل دیوبند وتلمیذ رشید شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے منسوب کرنے کو باعث سعادت سمجھتا ہے جن کی پر خلوص شفقت وعنایت اور علمی تربیت سے بندہ نے "فن جرح وتعدیل میں احناف حفاظ حدیث کی خدمات" جیسے اہم ترین موضوع پر چند اوراق لکھنے کی جسارت کی۔

حضرت مدظلہ العالی کی حوصلہ افزائی اور مسلسل رہنمائی کی بناء پر بندہ یہ رسالہ اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی کر رہا ہے۔

فجزاہ اللہ خیر مایجزی عبادہ المحسنین

بندہ محمد ایوب الرشیدی

یکم ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ

رائے گرامی وتاثرات

استاذ محترم جناب حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس شعبہ تخصص فی علوم الحدیث النبوی، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

حامداً و مصلیا و مسلما:

اس زمانے میں اصحاب الرائے کے متعلق دو باتیں زیادہ کہی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ انہیں حدیث کی سمجھ نہیں، دوسری یہ کہ انہیں رواۃِ حدیث کی کچھ خبر نہیں، ان فنون میں انہیں بصیرت نہیں۔

پہلی بات:......

یہ حقیقت کے بکسر خلاف ہے کہ اصحاب الرائے کو حدیث کی سمجھ نہیں، چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ=۸۱۰ء-۸۷۰ء) کے استاد حافظ ابوالحسن علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۳۴ھ جن کے فضل وکمال، علمی وتحقیقی مقام کا اندازہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوسکتا ہے۔

"ما استصغرت نفسي قدام أحد سواه."(۱)

''میں نے موصوف کے سواہ کسی کے آگے اپنے آپ کو کمتر وحقیر نہیں سمجھا۔''

یہ علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے:

"الفقه في الحديث نصف العلم و معرفة الرجال نصف العلم"(۲)

---

(۱) عبر الاسلام للذهبي (۱۰۳/۱) دائرۃ المعارف بحیدر آباد دکن الهند

(۲) المحدث الفاصل بين الراوي والواعي للرامهرمزي تحقيق محمد عجاج الخطيب (ص ۳۲) دار الفكر بيروت ۱۴۰۴ھ.

''علم حدیث میں تفقہ وفقہی بصیرت حاصل کرنا آدھا علم اور معرفۃ رجال رویانِ حدیث کی جرح وتعدیل یعنی ان کے معتبر وغیر معتبر ہونے کی پہچان اور معرفت نصف علم ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جو عالم مذکورہ بالا ہر دو صفت سے آراستہ ہوگا وہی پورا عالم و امام فن ہوگا۔

اصحاب الرائے کی خصوصیات:

اصحاب الرائے حدیث کی جستجو اور اسے حاصل کرنے کے لئے شہر شہر جاتے، گاؤں گاؤں پھرتے، دور دراز ملکوں کا سفر کرتے اور جہاں کہیں مرکز علم پاتے وہیں ڈیرے ڈالے پڑے رہتے۔ چنانچہ ان کی پانچ خصوصیات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱ مشہور علمی مرکزوں کے ائمہ فن سے حدیث کا سماع کرتے۔

۲ معرفتِ حدیث و راویان حدیث کی تمیز میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لے جاتے۔

۳ ...... فقہ حدیث میں بصیرت حاصل کرتے۔

۴ ...... حدیث کا املاء کراتے۔

۵ بڑے بڑے علماء اور ائمہ کبار ان کے آگے زانوئے ادب تہ کرتے اور اپنی علمی تشنگی دور کرتے تھے۔

ایسے ہی ایک صاحب الرائے (حنفی) علی بن موسیٰ القمی، نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۳۰۵ھ جو امام ابوبکر محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (۲۲۳ھ-۳۱۱ھ=۸۳۸ء-۹۲۴ء) اور ابو العباس سراج محمد بن اسحٰق نیشاپوری الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (۲۱۶ھ-۳۱۳ھ=۸۳۱ء-۹۲۵ء) کے ہمعصر تھے اور یہ تینوں ائمہ فن نیشاپور میں حدیث املاء کراتے تھے۔

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۷۴۸ھ جن کے متعلق حافظ الدنیا ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ کا بیان ہے:

"هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال."(۱)

"وہ نقد رجال (ارباب علم کی چھان بین اور تحقیق) میں اہل استقراء تام (کامل تحقیق پیش کرنے والوں) میں سے ہیں۔"

وہ اہل الرائے کے متعلق "سیر أعلام النبلاء" میں رقمطراز ہیں:

"كان أهل الرأي بصراء بالحديث، قد رحلوا في طلبه، وتقدموا في معرفته."(۲)

"اصحاب الرائے حدیث کے دانا و بینا تھے، وہ طلب حدیث میں سفر کرتے اور اس کی معرفت میں معاصرین سے آگے نکلے ہوتے تھے۔"

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا بیان سے یہ حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے کہ چوتھی صدی ہجری تک اصحاب الرائے مذکورہ بالا صفات سے آراستہ ہوتے تھے۔

حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۰۵ھ "معرفۃ علوم الحدیث" میں رقمطراز ہیں:

"معرفة فقه الحديث إذ هو ثمرة هذه العلوم، وبه قوام الشريعة، فأما فقهاء الإسلام وأصحاب القياس والرأي والاستنباط والجدل والنظر فمعروفون في كل عصر وأهل كل بلد."(۳)

"فقہ حدیث کی معرفت یہ ان علوم کا ثمرہ ہے، شریعت کی بنیاد اس پر قائم ہے،

(۱) شرح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر لابن حجر تحقيق نور الدين عتر، (ص۱۳۶) الرحيم اكادمي كراتشي.

(۲) سير اعلام النبلاء للذهبي (۱۴/۲۳۶) مؤسسة الرسالة بيروت

(۳) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص ۶۳) دار الكتب المصرية القاهرة ۱۹۳۷

لیکن فقہ، اسلام، اصحاب قیاس اور رائے واستنباط نیز ارباب جدل ونظر ہر زمانے میں اور ہر شہر میں معروف ومشہور ہیں۔"

یہ فقہاء ہی ہیں جن سے نظامِ شریعت آج بھی عالم میں جاری وساری ہے۔

دوسری بات:

یہ کہ اصحاب الرائے کو راویان حدیث کی سمجھ نہیں اور ان فنون میں انہیں بصیرت نہیں۔

یہ حقیقت میں بات پھینکنا ہے، تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب الرائے تو فن جرح وتعدیل کے امام اور مقتدا ہیں، چنانچہ تخصص فی علم الحدیث کے سال اول کے طالب علم مولانا محمد ایوب الرشیدی نے درسگاہ میں عصر حاضر کے نامور عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسائل کا ایک مجموعہ "اربع رسائل"(۱) دکھایا، وہ میری نظر سے گزرا، چنانچہ اس میں دو رسالے ائمہ جرح وتعدیل پر تھے، پہلا رسالہ مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تھا اور دوسرا اس کا ذیل علامہ حافظ شمس الدین السخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۹۰۲ھ کا تھا۔(۲) میں نے مصنف سے کہا

"شیخ ابوغدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو سوجھی نہیں، کہ اس سے حنفی ائمہ فن جرح وتعدیل کو نکال کر اپنی تحقیقات سے علیحدہ کتابی صورت میں شائع کرتے تو ایک اور اچھا کام ہوجاتا۔"

بات معقول وقرینہ کی تھی، ان کے دل ودماغ میں اتر گئی اور وہ اس پر محنت کرنے کے لئے کمربستہ ہوگئے، جانفشانی سے کام کیا، ائمہ فن کے حالات لکھے اور ان کے علمی کارناموں کا تحقیقی انداز میں تعارف کرایا، مجھے یہ کتاب "احناف حفاظ حدیث کی فن جرح وتعدیل میں خدمات" حرفاً حرفاً سنائی، زبان وبیان کی اصلاح بھی کی اور جہاں مناسب سمجھا کام کی بات

(۱) اربع رسائل في علوم الحديث اعتنى بها عبدالفتاح ابو غدة الحلبي مكتب المطبوعات الاسلامية بيروت ۱۹۹۹ء

(۲) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل للذهبي والمتكلمون في الرجال للسخاوي

بھی بتائی۔ موصوف نے دونوں باتیں بخوشی قبول کیں، جس سے ان کی سعادت مندی کا قلب پر اچھا اثر ہوا اور اس بات سے خوشی ہوئی کہ کام کی کچھ باتیں ناظرین تک پہنچیں گی۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

موصوف نے انتخاب ائمہ فن میں دائرہ کار ذرا وسیع کر دیا ہے، بعض ایسے محدثین کا ذکر بھی آگیا ہے جن کا شمار اصحاب الرائے میں نہیں ہے، لیکن انہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے تلمذ کا شرف حاصل ہے، وہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنن وآثار کے راوی ہیں، اور اسی خوان علم کے زلہ ربا ہیں۔ ظاہر ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فن جرح وتعدیل کے مشہور امام ہیں، امام ترمذی، حافظ بن عدی، اور حافظ عقیلی رحمہم اللہ تعالیٰ سب ہی اپنی کتابوں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جرح وتعدیل کے اقوال اپنی سند سے نقل کرتے ہیں، اس مناسبت سے موصوف نے ان کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں "المتکلمون فی الرجال" میں سے "۴۴" ائمہ فن کے تذکرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے ایک انتخاب پیش کیا، اس پر مزید کام بھی جاری ہے۔

محمد ایوب صاحب کی یہ محنت لائق تحسین اور قابل مبارک باد ہے اور یہ کتاب ائمہ فن جرح وتعدیل کے موضوع پر اردو زبان میں پہلی مختصر اور تحقیقی کتاب ہے۔ اور میری معلومات کے مطابق اچھا اضافہ ہے، اللہ تعالیٰ اسے حسن قبول عطا فرمائے اور موصوف کو مزید کام کی توفیق دے۔ آمین

محمد عبدالحلیم چشتی

خادم شعبہ تخصص فی علوم الحدیث النبوی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

۱۴۲۳/۱۱/۲۸ھ الموافق ۲۰۰۲/۱/۲۲ء

DR. M. NIZAMUDDIN SHAMZAI
Professor of Hadees
JAMIAT UL ULOOM-UL-ISLAMIA
Allama Banori Town Karachi Ph: 4915314

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی

Ref ________ مورخہ ________

رائے گرامی وتاثرات

استاذ محترم جناب حضرت مولانا ڈاکٹر **مفتی نظام الدین شامزئی** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی وشیخ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھا رکھا ہے، دین اسلام کے ساتھ گمراہی ضلالت یا جھوٹ، فریب اور نفسانی خواہشات کی آمیزش سے حفاظت تکوینی معاملہ ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کا معجزہ بھی ہے، اگر کسی فرد سے جب بھی شعوری یا لاشعوری طور پر دین کے معاملے میں کوئی سست بات نکل گئی ہو تو دین کے علمبرداروں نے اس بات کی نشاندہی کو ضروری جانا، یہاں تک کہ اگر کسی راوی کو غلط وتساہل کا عارضہ یا کسی راوی سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کا اندازہ ہونے لگا تو اہل علم نے ایسے افراد سے دین کا مسئلہ اخذ کرتے ہوئے ان عوارض کی چھان بین بھی ضروری سمجھی، ادھر تعریف وتنقیص کے پہلو سے چھان بین کرنے والے اگر کسی قسم کی افراط وتفریط کا شکار ہوگئے ہوں تو اس زیادتی وبے احتیاطی کی نشاندہی کو بھی علمائے دین نے ضروری جانا۔

یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ معاصرت کی چشمک اور طبعی بغض وعناد اور حسد وکینہ پروری کے جراثیم کے وجود کا انکار خیر القرون کے علاوہ ادوار میں نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ معاصرتی چشمک اور طبعی عوارض کی اس چھان بین اور بیان واظہار کو افراط اور تفریط کی آلودگی سے بچنے کے لئے ماہرین نے ایک فنی مشغلہ اختیار کیا جو "فن جرح وتعدیل" کے مستقل عنوان سے مشہور ہوا، اور مختلف علماء نے اس فن میں مہارت اور شہرت حاصل کی۔ فن

جرح وتعدیل کے ائمہ کرام میں احناف میں سے بھی حفاظ حدیث کی ایک طویل فہرست ہے جو ائمہ علم حدیث اور علم فقہ میں مہارت وشہرت حاصل کرنے کے ساتھ فن جرح وتعدیل کے امام بھی تھے۔

ہمارے ہاں شعبہ تخصص فی الحدیث الشریف کے ایک طالب علم مولوی محمد ایوب صاحب حفظ اللہ نے "احناف حفاظ حدیث کی فن جرح وتعدیل میں خدمات" کے عنوان سے بعض اکابر ائمہ حفاظ کا تذکرہ فرمایا ہے جو درحقیقت علامہ سخاوی کی کتاب "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں "المتکلمون فی الرجال" کا ایک انتخاب ہے جس کو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے مستقل رسالے کی صورت میں "اربع رسائل فی علوم الحدیث" کے ساتھ شائع کیا ہے چونکہ اس سے حنفی علماء کی فہرست الگ کرنے کی ضرورت تھی۔ تو موصوف نے شعبہ تخصص فی علوم الحدیث کے مشرف جناب حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب دامت برکاتہم کی چاہت وہدایت پر مذکورہ رسالہ میں سے فن جرح وتعدیل کے حنفی ماہرین وحفاظ حدیث کے تعارف وتذکرہ کو مستقل کتابی صورت میں ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر دے۔

اس کام کی اہمیت کا یک دوسرا پہلو بھی ہے کہ ایک مخصوص طبقہ جو اپنی تمام تر توانائی اس پر خرچ کرتا ہے کہ حنفی علماء اور علم حدیث کے درمیان وسیع اور گہری خلیج ہے، حالانکہ جو لوگ مسلمہ طور پر نہ صرف یہ کہ علمائے حدیث کے سرخیل گردانے جاتے ہوں بلکہ فن جرح وتعدیل کے ائمہ بھی شمار ہوتے ہوں، انہیں علم حدیث کی مناسبت سے دور کرنے کی کوشش کتنی، حاصل اور بے نتیجہ کوشش ہے۔

بہرکیف مولوی صاحب موصوف کی کوشش لائق تحسین قابل تحجیج اور ہمت افزائی کی مستحق ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر دے اور اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے، دنیائے علم میں مقبول عام بنائے۔

امین بحرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فقط والسلام

پیش لفظ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی ترتیب اور غیبی نظام کے تحت امت مرحومہ کی رہنمائی کے لئے کتاب اللہ کے بعد سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کی دوسری بنیاد قرار پائی اور ہر عام وخاص کو "اطیعوا اللہ" کے ساتھ "اطیعوا الرسول" کا بھی پابند بنادیا گیا، لیکن اس مصدر علم کو صحیح سمجھنے کی طرح اس کی مکمل حفاظت اور دفاع کی ضرورت بھی ناگزیر تھی تاکہ زبان نبوت کے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو اپنی اصلی شان پر باقی رکھتے ہوئے ان پر صحیح عمل کیا جاسکے۔

چنانچہ جیسے اس کے مفاہیم کو سمجھنے کے لئے مختلف علوم وفنون منصہ شہود پہ آئے تو اسی طرح سے اس کی حفاظت اور نگہبانی کا بھی سامان ہوا، ائمہ جرح وتعدیل کو اللہ تعالیٰ نے اس خدمت جلیلہ کے لئے لاکھڑا کیا، جنہوں نے مکمل ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں اپنی زندگیاں صرف کیں، ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لایا جو بجاطور پر اس شہادت عالیہ کے مصداق ٹھہرے

"یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ، ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاھلین."[1]

"اس علم کو پیچھے آنے والے گروہ میں سے اچھے اور نیک لوگ اٹھائیں گے، غلو کرنے والوں کی تحریف کو مٹائیں گے اور غلط کاروں کی غلطیوں کو رفع کریں گے اور جاہلوں کی تاویلوں کا رد کریں گے۔"

مذکورہ حدیث کی رو سے ہر زمانہ میں ائمہ جرح وتعدیل پیدا ہوتے رہے اور ان میں سے ائمہ احناف کی بھی ایک خاصی تعداد ہے، جن پر اردو زبان میں کوئی مستقل

(۱) مقدمۃ الکامل لابی علی الجرجانی (۱/۱۵۲)

کتاب نہیں تھی، جب کہ اردو دان طبقہ کے لئے اس کی ضرورت بھی محسوس کی جارہی تھی کہ وہ اپنے اسلاف کی محدثانہ اور فن جرح وتعدیل میں ان کی جلیل القدر خدمات سے آگاہ ہوں۔

اس بناء پر یہ چند اوراق زیب قرطاس کئے، چونکہ اس مختصر رسالہ میں تمام ائمہ احناف کا احاطہ اور استیعاب ایک مشکل امر تھا، اس وجہ سے یہاں صرف علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "الإعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں سے منتخب شدہ "۴۴" ائمہ فن پر تبصرہ کیا گیا۔ جن میں سے اکثر ائمہ احناف اور بعض امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نامور تلامذہ ہیں۔

آخر میں ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے اس رسالہ کی اصلاح وتصحیح میں معاونت فرمائی بالخصوص مولانا عبدالباسط بن عبدالحق سندھی اور مولانا ساجد احمد صدوی رفقاء تخصص فی علوم الحدیث النبوی۔ فجزاهم الله كلهم احسن الجزاء في الدارين.

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرما کر بندہ کے شیخ، اساتذہ کرام اور والدین کے لئے صدقہ جاریہ اور باعث سعادت دارین بنائے۔ آمین

محمد ایوب الرشیدی
شریک تخصص فی علم الحدیث النبوی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔
ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ الموافق جنوری ۲۰۰۴ء

مقدمہ

فنِ جرح وتعدیل:

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی کما حقہ حفاظت امت مسلمہ کے نہایت اہم دینی فرائض میں سے ہے، کیونکہ کتاب اللہ کے بعد احکام شرعیہ کی دوسری اصل اور بنیاد سنت رسول ہے۔ جو قرآن کریم کی تفسیر وتشریح کے علاوہ بیشتر مسائل کے حل اور استنباط احکام کا مستقل سرچشمہ ہے۔ ربّ لم یزل نے اس سرمائے کی حفاظت کے لئے اوّلاً جانثاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو منتخب فرمایا جنہوں نے ان نبوی کلمات کو اپنے مضبوط حافظوں میں محفوظ رکھا اور تاحیات اپنے قول وفعل سے اس کی حفاظت ونگہبانی کی اور پورے حزم واحتیاط کے ساتھ بعد والوں کو منتقل کرتے گئے۔ پھر جب مسلمانوں میں باہمی انتشار نے جنم لیا، فرق باطلہ اور بعض منافقین نے اس جوہری اثاثے میں ردوبدل اور تحریف کی کوشش کی تاکہ مسلمانان عالم کا رشتہ اسلام سے کمزور کیا جائے اور اس طرح سے وہ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کرسکیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس سرمایہ کی حفاظت ونگہداشت کے لئے ایسے اسباب ووسائل پیدا کئے جس سے ان کے سارے کرتوت ومنصوبے پیوند خاک ہوگئے۔ اور ہمیشہ کے لئے وہ اپنے مذموم عزائم میں ناکام ہوئے۔ چنانچہ ایسے ائمہ جرح وتعدیل پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی بھرپور محنت وجانفشانی سے اس سرمائے کی حفاظت کی، رُواۃ حدیث کے احوال سے واقفیت کے لئے جانچ پرکھ کے اصول مقرر کئے، اور ان پر نقد وجرح کے لئے ایک میزان انصاف قائم کیا جس میں تولنے سے صحیح، ضعیف، اصل اور بے اصل روایت میں باہمی

فرق وموازنہ کر کے ان کی صحیح شناخت ہو سکے، پھر رفتہ رفتہ اسے ایک فن کی حیثیت حاصل ہوئی جسے محدثین کے عرف میں "فن جرح وتعدیل" کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔

علماءِ لغت نے لفظ "جرح" زخمی کرنا، توہین کرنا اور عیب لگانا، وغیرہ معانی میں استعمال کیا ہے جبکہ "تعدیل" عدل سے ہے جو ظلم کی ضد ہے۔ "باب تفعیل" سے اس کا ایک معنی تزکیہ بھی آتا ہے۔ جو یہاں مقصود ہے۔(۱)

چنانچہ "علم الجرح والتعدیل" میں راویوں کی کذب بیانی، فسق، غفلت، نسیان، امانت، ثقاہت، عدالت اور قوتِ ضبط وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ تاہم بنیادی طور پر جرح وتعدیل دو جداگانہ علم ہیں، جیسا کہ صاحب المستدرک امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۰۵ھ نے "معرفۃ علوم الحدیث" میں اس کی اقسام وانواع بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"وهما في الأصل نوعان، كل نوع منهما علم برأسه."(۲)

"حقیقت میں "جرح وتعدیل" دو نوع ہیں، ان میں سے ہر نوع ایک مستقل علم ہے۔"

جرح وتعدیل کے متعلق قرآنی ہدایات:

راویانِ حدیث کی تحقیق اور ان پر جرح وتعدیل کے بارے میں ہمیں قرآن کریم سے بھی ہدایات ملتی ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إن جاءكم فاسق بنبإ فتبيّنوا أن تصيبوا قوماً بجهالة فتصبحوا

(۱) الاجتهاد في علم الحديث وأثره في الفقه الإسلامي لعلي نايف بقاعي (ص ۷۱)، ومعجم الوسيط (ص ۱۱۵، ۵۸۸) والنهاية لابن الأثير (۱/۲۵۰) ولسان العرب لابن منظور الافريقي (۲/۴۲۲-۱۱/۴۳۱)

(۲) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص ۹۹)

على ما فعلتم نادمين."(۱)

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو ایسا نہ ہو کہ نا سمجھی میں کسی قوم پر چڑھ دوڑو اور پھر کل کو اپنے کئے پر پشیمان ہو۔"

اسی وجہ سے ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۳۲۷ھ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت صادق اور راست باز راویوں کی صداقت پر موقوف ہے۔(۲)

اور یہ ایک بدیہی امر ہے کہ رواتِ حدیث کی عدالت وراست گفتاری ان کی قوتِ حفظ وضبط سے آگاہی، تحقیق وجستجو اور کھود کرید کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ ان ائمہ جرح وتعدیل کا وظیفہ ہے جو رواۃِ حدیث کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد احادیث کی صحت وضعف کو متعین کرتے ہیں جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آنے والی ہے۔

اب مذکورہ بالا آیت کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ناقد کو رواتِ حدیث کی تحقیق وتفتیش کرنی چاہئے۔ خاص طور سے جو راوی فسق وغیرہ کا مرتکب ہو، تو اگر بلا چھان بین اس کے قول پر عمل کیا جائے تو اس میں دینی نقصان کا قوی امکان ہے۔ کیونکہ اس سے حدیث کی صحت وضعف پر اثر پڑتا ہے، جس سے احکام میں ردوبدل واقع ہو جاتا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۶۱ھ نے مذکورہ آیت کو "مقدمہ صحیح مسلم" میں رواۃِ حدیث کی تحقیق وچھان بین کے لئے بطورِ استشہاد پیش کیا ہے۔(۳)

(۱) سورة الحجرات (الآية ۶)

(۲) كتاب الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (۶/۱)

(۳) مقدمة صحيح مسلم للإمام مسلم (۶/۱)

حدیثِ نبویؐ سے جرح وتعدیل کا ثبوت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں بھی اس قسم کی مثالیں پائی جاتی ہیں جس میں ضرورت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے عیب کو بیان کیا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسب ذیل روایت نقل کرتے ہیں

"قالت عائشة رضي الله تعالى عنها: ان رجلا استاذن على النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: ائذنوا له، فلبئس ابن العشيرة، او بئس رجل العشيرة."(۱)

"حضرت اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اندر آنے) کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو۔ بہت برے قبیلے والا ہے یا وہ قبیلے کا بہت برا آدمی ہے۔"

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۶۷۶ھ نے لکھا ہے کہ اس آدمی کا نام عیینہ بن حصن تھا جو ابھی تک حقیقی ایمان سے محروم تھا، تاہم ظاہراً مسلمان تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کیا تاکہ کوئی اس سے دھوکہ نہ کھائے۔ (اور اسی کا نام جرح ہے)

دورِ رسالت کے بعد یہ شخص مرتد ہو کر مرتدین کی صف میں شامل ہوا، پھر خلافتِ صدیقی میں قیدیوں کے ساتھ اسیر ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) صحيح مسلم (۳۲۲/۲)
وشرح علل الترمذي لابن رجب الحنبلي (۳۴۸/۱)

کے پاس لایا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برملا "بئس اخو العشیرۃ" سے ان کو پکار کر اس کو وہ عدلِ نبوت یاد دلا دیا جس کی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پہلے دی تھی۔ نیز علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاسق مجاہر (جو کھلم کھلا فسق کرنے والا ہو) اور وہ شخص جس کے شر سے لوگ بچنا چاہتے ہوں، ان دونوں کی غیبت جائز ہے۔(۱)

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور صحابیہ ہیں، یہ وہ خاتون ہیں جن کو ان کے شوہر نے طلاق دی تھی، پھر عدت گزارنے کے بعد نئی شادی کے مشورے کے سلسے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے، اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"أما أبو الجهم فلا يضع عصاه عن عاتقه، وأما معاوية فصعلوك لا مال له."(۲)

"ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والے شخص ہیں (ایک دوسری روایت میں "ضراب للنساء" صراحتاً مذکور ہے) اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فقیر ہیں، ان کے پاس مال نہیں ہے۔"

"ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۰۱۴ھ نے "مرقات" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جرح کرنا کوئی ایسی غیبت نہیں ہے کہ جو شرعاً ناجائز ہو۔"(۳)

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) شرح صحيح مسلم للنووي (۳۲۲/۲)
(۲) مشكوة المصابيح (۲۸۸/۲)
(۳) مرقات المصابيح لعلي القاري (۳۲۶/۶)

سے نکاح کرنے کا مشورہ دے دیا۔)

مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''اس سے معلوم ہوا کہ رُواۃِ حدیث کے پوشیدہ عیوب آشکار کرنا اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ اگر ان کے احوال کو ظاہر نہ کیا گیا تو اس سے شریعت میں ایک فساد برپا ہو جائے گا جس کا اثر بنیادی شرعی احکام حلال اور حرام پر وقوع پذیر ہوگا۔''(۱)

اس سلسلے میں اور بھی کئی ساری مرویات منقول ہیں جس سے ہمیں رجال اور رُواۃِ حدیث پر جرح وتعدیل کا ثبوت ملتا ہے، بغرض اختصار انہی دو روایتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

دورِ صحابہؓ میں تحقیقِ رُواۃ کی ابتداء:

رُواۃِ حدیث کی چھان بین کی ابتداء دورِ صحابہؓ میں ہوئی اور انہیں نفوسِ قدسیہ کو ارشاداتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ونگہبانی کی شرفِ اوّلیت حاصل ہے۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ ''مقدمہ صحیح مسلم'' میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

انا كنا نحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، اذ لم يكذب عليه فلما ركب الناس الصعب والذلول، تركنا الحديث عنه.(۲)

''کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو (کثرت سے) بیان کرتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی

(۱) الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي (ص ۴۰)

(۲) مقدمة صحيح مسلم (۱/۱۰) و مقدمة سنن الدارمي (۱/۱۳۵)

نسبت نہیں کی جاتی تھی، مگر جب لوگوں نے ہر اچھی اور بری سواری پر چڑھنا شروع کیا تو ہم نے (بھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث (بیان) کرنا چھوڑ دیا۔''

یعنی جب لوگوں نے ہر کس وناکس سے روایت لینی شروع کی تو ہم نے بھی ان راویوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ روایت نہیں لی، بلکہ جن احادیث کو جانتے ہیں صرف ان کو روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۱۰ھ نے بھی رُواۃِ حدیث کی تحقیق کے بارے میں یہی فرمایا ہے کہ اس فن (جرح وتعدیل) کی ابتداء دورِ صحابہؓ میں ہوئی۔ جیسے کہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''لم يكونوا يسئلون عن الإسناد، فلما وقعت الفتنة قالوا: سموا لنا رجالكم فينظر إلى اهل السنة، فيؤخذ حديثهم، وينظر إلى اهل البدع فلا يؤخذ حديثهم.''(۱)

''صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین (شروع) میں اسناد کے متعلق نہیں پوچھا کرتے تھے، مگر جب فتنہ واقع ہوا (تو انہوں نے سند اور رُواۃ کی تحقیق شروع کی) وہ کہتے تھے کہ ہمیں (اس سند کے) رجال کے نام بتاؤ۔ تاکہ اہلِ سنت راوی دیکھے جائیں اور ان کی حدیث قبول کی جائے اور فرقِ باطلہ کے افراد دیکھے جائیں اور ان کی حدیث نہ لی جائے۔''

ابنِ سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ دورِ صحابہؓ میں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کذب بیانی کا کوئی وجود نہ تھا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلاخوف وخطر ایک دوسرے سے روایت کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(۱) مقدمة صحيح مسلم (۱/۱۱) وكتاب الجرح والتعديل (۱/۲۸)

"ہم جو حدیثیں تمہیں بیان کرتے ہیں تو ہم نے ہر حدیث کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں سنا، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمیں بیان کرتے تھے اور ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔"

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا تو اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رجال اور رُواۃِ حدیث کی تحقیق وتفتیش شروع کی۔(۱)

محدث ابنِ عدیؒ کی نظر میں چھان بین کرنے والے صحابہؓ:

محدث عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۳۶۵ھ نے اپنی مشہور کتاب "الکامل" کے مقدمہ میں جہاں ائمہ جرح وتعدیل پر تبصرہ کیا ہے تو وہاں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام بھی ذکر کیے ہیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

"حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن سلام، عبادۃ بن صامت، حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔"(۲)

تو ابن عدی کے نزدیک مذکورہ بالا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رُواۃِ حدیث پر کلام کرتے اور ان کا جائزہ لیتے، نیز مذکورہ بالا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ عمل اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس فن کی باقاعدہ ابتداء دورِ صحابہؓ میں ہوئی، اور یہی قرین قیاس بھی ہے کیونکہ شریعت کی مصدرِ ثانی (سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت ونگہبانی کا شرف بھی انہی مبارک ہستیوں کا طرہ امتیاز ہے۔ اور یہی اول مدرسہ نبوتؐ

(۱) الاجتهاد في الحديث وأثره في الفقه الإسلامي لعلي نايف بقاعي (ص ٦٥)
(۲) مقدمة الكامل لابن عدي (٦١/١، ٦٣)

کے عشاق حاملین حدیث بھی ہیں جنہوں نے زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حرف کو اپنے عمل سے محفوظ کیا۔ اور پھر جذبہ دعوت سے سرشار ہو کر چار دانگ عالم کو علوم نبوت سے فیضیاب کیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

روایتِ حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احتیاط:

تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین روایتِ حدیث میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے کیونکہ کذب بیانی گناہِ کبیرہ ہے اور پھر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس جرم کی سزا زیادہ سخت ہو جاتی ہے، چنانچہ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"من كذب عليّ متعمدا فليتبوأ مقعده من النار."(۱)

"جس شخص نے قصداً میرے اوپر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

(مذکورہ بالا حدیث متواتر ہے، علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۹۱۱ھ نے "الأزهار المتناثرة" میں اس کے تمام طرق جمع کیے ہیں جو ستر سے متجاوز ہیں۔)(۲)

اس مفہوم کی احادیث اور بھی ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کئی روایات "مقدمہ صحیح مسلم" میں نقل کی ہیں۔ اسی طرح اس روایت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ "عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم" نے اسے روایت کیا ہے۔(۳)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ارشاداتِ نبوی کی حفاظت کے سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ محتاط روش کے علمبردار تھے، اسی وجہ

(۱) جامع المسانيد للإمام الأعظم (٩٩/١، ١٠٣) ومقدمة صحيح مسلم (١٢/١)
(۲) الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة للسيوطي (ص ٤)
(۳) إمعان النظر شرح شرح نخبة الفكر (ص ٢٤)
وظفر الأماني بشرح مختصر السيد الشريف الجرجاني (ص ٥٢-٥٧)

سے علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں

"وکان أوّل من احتاط فی قبول الأخبار."(۱)

ترجمہ "حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قبولِ اخبار میں احتیاط سے کام لیا۔"

چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا تحقیق روایات کو قبول نہ کرتے تھے بلکہ حدیث میں اصولِ شہادت کو بنیاد بناتے تھے اور راوی حدیث سے دو گواہ طلب کرتے تھے۔(۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے کیجئے

"عن قبیصة بن ذؤیب، أن الجدة جاءت إلی أبی بکر تلتمس أن تورث، فقال: ما أجد لك فی کتاب الله شیئا، وما علمت أن رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکر لك شیئا، ثم سأل الناس، فقام المغیرة، فقال: حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم یعطیها السدس، فقال له: هل معك أحد؟ فشهد محمد بن مسلمة بمثل ذلك، فأنفذه له أبو بکر رضی الله عنه."(۳)

"قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دادی اپنی وراثت طلب کرنے کے لئے آئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں مجھے آپ کے بارے میں کچھ نہیں ملا۔ ورنہ یہ بھی نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے کچھ ذکر کیا ہے۔ پھر لوگوں سے پوچھنے

(۱) تذکرة الحفاظ للذهبی (۲/۱)
(۲) معرفة علوم الحدیث للحاکم (ص ۵۸)
(۳) تذکرة الحفاظ للذهبی (۲/۱)

لگے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے، فرمایا کہ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کیا کوئی اور (گواہ) بھی آپ کے ساتھ ہے؟ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بھی) اسی طرح کی گواہی دے دی۔ (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ دیا ہے)۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کو دادی کے لئے جاری کر دیا۔"

اسی طرح حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "معرفة علوم الحدیث" میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث سے حلف لیتے تھے، اور یہی ان کا مشہور مذہب تھا۔(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث بیان کرتے تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی اور پیشانی سے پسینہ ٹپکنا شروع ہو جاتا، اور نہایت احتیاط سے فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، یا اس کے قریب فرمایا۔(۲)

صحابہ کرام کا یہ عمل بناء بر احتیاط تھا، اور یہ کوئی بعید بات نہیں کیونکہ جب دیگر دینی امور میں ان کی احتیاط اور تقویٰ و بزرگی کا عام چرچا رہا، تو یقیناً کتاب اللہ کی طرح دین کی اساس اور بنیاد، شریعت کے دوسرے بڑے مآخذ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں بھی ایسے ہی احتیاط کی اشد ضرورت تھی۔ سو پہلے ہی ان مدرسہ نبوت کے فیض یافتہ سرچشمہ علوم نبوتؐ نے اس حزم واحتیاط کا عملی نمونہ امت کے سامنے پیش کیا۔

(۱) معرفة علوم الحدیث للحاکم (ص ۵۸)
(۲) مقدمة فتح الملهم لشبیر احمد العثمانی (ص ۱۹٦)

ایک ضروری وضاحت:

واضح رہے کہ مذکورہ بالا تفصیل کے بارے میں بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ معمول نہیں تھا بلکہ کبھی کبھار احتیاط کی وجہ سے وہ زیادہ تحقیق سے کام لیتے تھے، تاہم جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آتا تو پہلے کتاب اللہ میں تلاش کرتے، اگر وہاں کوئی تصریح نہ ملتی تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈھونڈتے، پھر جب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا کوئی سراغ نہ پاتے تو اجتہاد اور قیاس کی طرف جاتے۔ اور اسی اصول پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی عمل پیرا رہے۔ چنانچہ مذکورہ مسئلہ پر محمد عجاج الخطیب نے اپنی کتاب "السنة قبل التدوين" میں تفصیلی تبصرہ کیا ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔(۱)

فنِ جرح وتعدیل کی ابتداء علامہ ابنِ حجرؒ کی نظر میں:

نویں صدی کے مشہور محدث، ناقد علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار محافظین قرآن وسنت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول وفعل کو من وعن محفوظ کیا اور تاحیات ان نبویؐ شہ پاروں کی مکمل حفاظت و نگہبانی کی۔ پھر تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان حاملین علوم نبوت کے سرچشموں سے اس علم کو حاصل کیا اور اس کے یاد کرنے اور پہنچانے میں اپنے اوقات صرف کئے اور پتے جانیں کھپائیں۔ لیکن دور صحابہؓ کے بعد ہر زمانے میں (رفتہ رفتہ) ان میں ایسے لوگ بھی داخل ہونے لگے کہ جن میں حفظ حدیث اور تبلیغ حدیث کی کوئی صلاحیت وقابلیت نہ رہی۔ چنانچہ انہوں نے نقل روایات میں غلطیاں کیں، اور بعض تو

(۱) السنة قبل التدوين لمحمد عجاج الخطيب (ص ۹۸، ۹۹)

عمداً خلاف واقعہ روایات نقل کرنے لگے۔ تو نتیجتاً ذخیرۂ حدیث ایک بڑی آفت سے دوچار ہوگیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس وقت ایسے مرد میدانوں کی ایک بڑی جماعت کو اس مقصد کے لئے رونما کیا، جنہوں نے حدیث نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وتسلیم) کی چھان بین اور ہر طرح کے کذب وافتراء کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی جدوجہد اور سعی پیہم سے دفاع کرنے لگے، اسی طرح اپنی خیر خواہی کے جذبہ سے راویانِ حدیث پر کلام کرنے لگے۔ اور ان کا یہ عمل کوئی ناجائز غیبت شمار نہیں ہوگا، بلکہ راویانِ حدیث پر ان کی جرح وتعدیل ان پر "واجب علی الكفاية" الکفایہ تھی۔(۱)

قرنِ ثانی میں فنِ جرح وتعدیل کا تاریخی پس منظر:

صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے بعد قرنِ اول (پہلی صدی) کے کبار تابعین تک مجروحین اور ضعفاء کا کوئی خاص وجود نہ تھا، تاہم پہلی صدی کے بعد اس فن میں مزید وسعت پیدا ہوئی کیونکہ اس دوسری صدی میں ضعفاء اور مجروحین کی تعداد میں کچھ اضافہ ہونے لگا۔ جیسے کہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۹۰۲ھ اس تاریخی حقیقت کو "الاعلان بالتوبيخ لمن ذمّ التاريخ" میں اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

> "ولا يكاد يوجد في القرن الاوّل، الذي انقرض فيه الصحابة وكبار التابعين ضعيف إلا الواحد بعد الواحد كالحارث الاعور، والمختار الكذاب فلما مضى القرن الاول ودخل الثاني كان في اوائله من اوساط التابعين جماعة من الضعفاء الذين ضُعّفوا غالباً من قبل تحملهم وضبطهم للحديث، فتراهم يرفعون الموقوف، ويُرسلون

(۱) مقدمة لسان الميزان لابن حجر (۳/۱)

كثيرا، ولهم غلط، كأبي هارون العبدي.

فلما كان عند آخر عصر التابعين، وهو حدود الخمسين ومئة، تكلم في التوثيق والتجريح طائفة من الأئمة، فقال أبوحنيفة: مارأيت أكذب من جابر الجعفي وضعف الأعمش جماعةً، ووثّق آخرين، ونظر في الرجال شُعبة، وكان متثبتاً لايكاد يروي إلّا عن ثقة، وكذا كان مالك.»(1)

"پہلی صدی ہجری جس پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکبار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور کا خاتمہ ہوا، اس میں حارث اعور اور مختار کذاب جیسے اکّا دکّا شخص کے علاوہ کسی ضعیف راوی کا تقریباً وجود نہ تھا، پہلی صدی گزرنے کے بعد جب دوسری صدی شروع ہوئی تو اس کے اوائل میں اوساط تابعین میں ضعفاء کی ایک جماعت پیدا ہوئی جو زیادہ تر حدیث کو زبانی یاد رکھنے اور ان کو محفوظ رکھنے میں کمزور اور کوتاہ تھی۔ چنانچہ آپ ان کو دیکھیں گے کہ موقوف کو مرفوعاً نقل کرجاتے ہیں، کثرت سے ارسال کرتے ہیں اور ان سے روایت کرنے میں غلطی بھی ہوتی ہے، جیسے ابوہارون عبدی (وغیرہ)۔

پھر جب تابعین کا آخری دور آیا یعنی ۱۵۰ھ میں تو ائمہ کی ایک جماعت نے رُواۃِ حدیث کی توثیق وتضعیف میں کلام کیا۔

چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے جابر جُعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔

اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک جماعت کی تضعیف کی اور دوسری کی توثیق۔

(۱) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ للسخاوي (ص ۱۶۳)

شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے رجال کے بارے میں غور وفکر سے کام لیا۔ موصوف بڑے محتاط تھے۔ اور بجز ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حال تھا۔ (یعنی وہ بھی ثقات ہی سے روایت کرتے تھے اور اس فن میں شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم پلہ تھے)۔"

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ مزید لکھتے ہیں کہ:

"ان ائمہ فن کے بعد اس دور کے تبع تابعین میں کچھ ایسے ائمہ نقاد بھی ہیں کہ جب وہ کسی کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کریں تو ان کی بات مانی جاتی ہے۔ ان میں سے معمر، ہشام دستوائی، اوزاعی، سفیان ثوری، ابن ماجشون، حماد بن سلمہ اور لیث بن سعد وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔

پھر دوسرا طبقہ عبداللہ بن مبارک، ہشیم بن بشیر، ابواسحاق الفزاری، معافی بن عمران موصلی، بشر بن المفضل اور سفیان بن عیینہ وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اسی طرح انہی کے ہم عصر ایک اور طبقہ ابن علیہ، ابن وہب اور وکیع بن الجراح وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

پھر ان کے بعد اس دور میں دو ایسے امام جرح وتعدیل، رجال کی چھان بین کے لئے اٹھے جو حافظ ہونے کے ساتھ اس فن میں حجت بھی ہیں۔ یہ حضرات یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ اور عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔"(1)

فنِ جرح وتعدیل کی اہمیت:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فنِ جرح وتعدیل کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے "مقدمہ صحیح مسلم" میں رقمطراز ہیں:

(۱) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۳، ۱۶۴)

"وإنما ألزموا أنفسهم الكشف عن معايب رُواة الحديث وناقلي الأخبار، وأفتوا بذلك حين سئلوا لما فيه من عظيم الخطر، إذ الأخبار في أمر الدين إنما تأتي بتحليل أو تحريم أو أمر أو نهي أو ترغيب أو ترهيب، فإذا كان الراوي لها ليس بمعدن للصدق والأمانة، ثم أقدم على الرواية عنه من قد عرفه، ولم يُبين ما فيه لغيره ممن جهل معرفته كان آثما بفعله ذلك، غاشًا لعوّام المسلمين." (۱)

"ائمہ جرح وتعدیل نے رُواۃِ حدیث اور ناقلینِ اخبار کے عیوب کو کھول کر بیان کرنا اپنے ذمے لیا، اور جب بھی ان سے نقد وجرح کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ کیونکہ اس میں بڑا فائدہ ہے (کہ اس پر بہت ساری باتوں کا دارومدار ہے) چنانچہ امورِ دینیہ سے متعلق احادیث (عموماً) حلت وحرمت، امر ونہی اور ترغیب وترہیب کے بارے میں وارد ہوتی ہیں (اور ظاہر ہے کہ یہ نہایت احتیاط طلب امور ہیں) اب جب کوئی راوی حدیث سرچشمہ صدق وامانت نہ ہو، اور کوئی جاننے والا اس کے باوجود اس سے روایت کرے اور اس مروی عنہ (کے حالات ضعف وغیرہ) سے ناواقف لوگوں کو آگاہ (بھی) نہ کرے تو اس (دوہرے معیار کی) وجہ سے یہ شخص گنہگار ہوگا اور عامۃ الناس کو دھوکہ دینے والا (غاش) ہوگا۔"

اسی طرح موصوف نے ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ:

"صحیح اور ضعیف روایات کے درمیان تمیز، ثقہ اور غیر ثقہ میں فرق ہر شخص پر واجب ہے، تاکہ وہ صحیح روایت کو نقل کرے اور معتمد وقابلِ اعتبار راویانِ حدیث کو پہچان لے، ضدی اور ہٹ دھرم مبتدعین کی روایات سے احتراز وکنارہ کشی اختیار کرے۔" (۱)

(۱) مقدمة صحيح مسلم (۲۰/۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۷۹ھ نے بھی "کتاب العلل" میں اس فن کی بڑی اہمیت بیان کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

"کبار تابعین جیسے حسن بصری، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی اور عامر شعبی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے رُواتِ حدیث پر کلام کیا ہے۔ اسی طرح شعبہ، سفیان ثوری اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے بھی ان پر نقد وجرح کیا ہے۔ رجال پر نقد وجرح اور ان کی توثیق سے ان کا مقصد مسلمانوں کی خیر خواہی ہے نہ کہ غیبت اور ان پر طعن وتشنیع۔ پھر انہوں نے ان رُوات کے ضعف کو اس لئے آشکارا کیا تاکہ وہ اس امر کو جان لیں کہ بعض رُوات کی تضعیف ان کی بدعت کی وجہ سے کی گئی ہے، بعض پر کذاب بیانی کی تہمت تھی اور بعض غافل اور اکثر غلطیاں کرنے والے تھے۔

تو ان ائمہ نقد نے دینی خیر خواہی سمجھ کر رُواۃِ حدیث کے احوال پر غور وخوض کیا اور ان کا تنقیدی جائزہ لیا کیونکہ ان کی توثیق یا ان پر نقد وجرح ایک دینی شہادت ہے، اور اس شہادت میں حقوق واموال کی شہادت سے زیادہ غور وفکر اور تحقیق وجستجو کی ضرورت ہے۔" (۲)

واضح رہے کہ شاھد (گواہ) کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وأشهدوا ذوي عدل منكم." (۳)

(۱) مقدمة صحيح مسلم (۶/۱)
(۲) كتاب العلل للترمذي (۲۳۵/۲)
(۳) سورة الطلاق (الآية: ۲)

"تم اپنوں میں سے دو عادل (منصف) افراد کو گواہ بناؤ۔"

مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں گواہ کے لئے قابلِ اعتماد اور منصف مزاج ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ شہادت کی ضرورت عموماً حقوق العباد وغیرہ امور میں پیش آتی ہے۔ نیز ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی کا کسی دوسرے شخص پر دس درہم کا قرضہ ہو، پھر وہ مقروض اس قرض کی ادائیگی سے انکار کرے، تو یہ قرض خواہ دو گواہوں کے بغیر اس سے اپنا حق وصول نہیں کرسکتا۔ (حالانکہ یہ دنیوی معاملہ ہے) تو اللہ کا دین اس سے کہیں زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس میں عادل گواہوں کی شہادت قبول ہو۔(۱) کیونکہ اس میں بے احتیاطی سے سراسر دینی نقصان لازم آتا ہے۔

چنانچہ اس سے اس فن کی اہمیت اور بھی واضح ہوئی کہ یہ کتنا اہم منصب ہے، کہ اس میں بسا اوقات معمولی بے احتیاطی سے بہت بڑا دینی نقصان رونما ہوتا ہے، جو احکامِ الٰہیہ، حلال کا حرام بن جانا اور حرام کا حلال ہونا، اسی طرح اوامر ونواہی میں تبدیلی اور صراطِ مستقیم سے انحراف کا باعث بن جاتا ہے۔

فنِ جرح وتعدیل کے لئے اسماء الرجال سے واقفیت:

واضح رہے کہ رُواۃِ حدیث کی تحقیق اور ان پر ناقدانہ کلام اور فنِ جرح وتعدیل میں مہارت کے لئے اسماء الرجال سے واقفیت نہایت ضروری ہے اور بلاشبہ "علم اسماء الرجال" مسلمانوں کا وہ قابلِ فخر کارنامہ ہے جس کی نظیر قوموں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلموں کو بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔

مفکرِ اسلام علامہ ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۴۲۰ھ نے "رجال الفکر والدعوۃ" میں ایک انگریز مفکر ڈاکٹر اشپرنگر کے وہ کلمات نقل کئے ہیں جس میں انہوں

(۱) کتاب الجرح والتعدیل (۱/۱۶)

نے اس عظیم الشان کارنامے کی دادِ تحسین پیش کی ہے، موصوف لکھتے ہیں:

"فنِ اسماء رجال کا محیر العقول کارنامہ نہ کسی دوسری امت کی تاریخ میں اس کی نظیر گزری ہے اور نہ اب روئے زمین پر اس فن کا ہم شکل موجود ہے، چنانچہ اس فن کی بدولت ہم پانچ لاکھ رجال کے حالاتِ زندگی کی خبر لے سکتے ہیں۔"(۱)

اسی وجہ اسماء رجال کو نصف علم حدیث کہا گیا، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۵۶ھ اپنے شیخ علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۳۴ھ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"التفقه في معاني الحديث نصف العلم، ومعرفة الرجال نصف العلم."(۲)

"معانی حدیث میں سمجھ بوجھ (فقہی بصیرت) آدھا علم ہے، اور رجال سے واقفیت نصف علم ہے۔"

کیونکہ متنِ حدیث (ارشادِ نبوی) اور سند (رُواتِ حدیث کا وہ سلسلہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو) دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ پھر سند کا تعلق راویوں سے ہے اور راویوں کے حالات سے واقفیت کو علم اسماء الرجال کہا جاتا ہے۔

امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دین ہے اس کو حاصل کرنے سے پہلے اس (راوی) کو دیکھو جو حدیث بیان کرنے والے ہیں کہ وہ کیسے آدمی ہیں۔(۳)

اس بناء پر ناقد کے لئے یہ ضروری ہے کہ رُواتِ حدیث پر نقد وجرح یا ان کی

(۱) رجال الفكر والدعوة لأبي الحسن علي الندوي (ص ۸۸)
(۲) سير اعلام النبلاء للذهبي (۱۱/۴۸)، والمحدث الفاصل للرامهرمزي (ص ۳۲)
(۳) كتاب الجرح والتعديل (۱/۱۵)

توثیق وتعدیل سے قبل اس راوی کا نام ونسب جانتا ہو، اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس کی چال چلن کیسی ہے، سمجھ بوجھ کس درجہ کی ہے، عالم ہے یا جاہل، حافظہ وقوتِ ضبط کا کیا حال ہے، کس قبیلہ سے ہے، کن شیوخ سے کسبِ فیض کیا، کب پیدا ہوا اور کس وقت وفات پائی۔[۱]

تو جو جارح یا معدل رُواتِ حدیث کی ان ضروری امور کی معرفت سے پوری طرح واقف ہو وہ رُواۃِ حدیث پر کلام کا اہل ہوسکتا ہے بلکہ اس فن (اسماء الرجال) میں مہارت کے بغیر وہ امام جرح وتعدیل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اسماء رجال کی معرفت فن جرح وتعدیل سے آشنائی کے لئے شرطِ اول ہے اور اس کے بغیر کوئی بھی اس فن میں آگے نہیں جاسکتا۔

نیز بعض اربابِ فن کے نزدیک "جرح وتعدیل" علم اسماء الرجال کی فرع ہے۔[۲]

اس سے ثابت ہوا کہ اسماء الرجال میں مہارت کے بعد ہی کوئی شخص رجال یا رُواۃِ حدیث کی تعدیل یا ان پر نقد وجرح کرسکتا ہے، کیونکہ رُواۃ کی ثقاہت یا ان کے ضعف کا تعلق حدیث کی صحت وضعف کے ساتھ متعلق ہے اور یہ مسلّم ہے کہ حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ ائمہ فن ہی کرسکتے ہیں۔

احادیث کی صحت وضعف کا فیصلہ:

رُواۃِ حدیث کے حالاتِ زندگی سے واقفیت اور ان کی جانچ پرکھ ہر صاحبِ علم کا وظیفہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس منصب کے لئے ایسے عظیم المرتبہ اساطین امت پیدا کئے جن کی انتھک محنت اور پیہم کوشش وجستجو سے آج ذخیرۂ حدیث امت کے سامنے

(۱) مقدمة المحقق على تقدمة الجرح والتعديل (ب)
(۲) مقدمة المحقق على تقدمة الجرح والتعديل (ب)

کذب وافتراء کی آمیزش سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوا۔ اور انہی ائمہ جرح وتعدیل نے ایسے تمام رُواتِ حدیث کی پہچان کے لئے معیارِ انصاف کا میزان قائم کیا، جہاں انہوں نے ثقہ اور غیر ثقہ کو الگ الگ کرکے چھانٹی کی۔ اسی وجہ سے عمرو بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۴۶ھ فرمایا کرتے تھے کہ محدث اور عارفِ رجال مزکی کو مثل صراف ہونا چاہئے۔ جو درہم کو پرکھتا ہے اور کھرے کھوٹے (خالص وناخالص) کی تمیز کرتا ہے۔ اسی طرح حدیث میں بھی ثقہ اور غیر ثقہ ومجروحین رُواۃ موجود ہیں۔ تو یہاں بھی ان میں تمیز وتفریق کا معیار برقرار رکھنا ضروری ہے۔[۱]

صحیح اور ضعیف روایات کے بارے میں جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۸۱ھ سے پوچھا گیا کہ اس میں تمیز کی کیا صورت ہوگی؟ تو موصوف فرمانے لگے کہ:

"يعيش لها الجهابذة."[۲]

"اللہ تعالیٰ نے ان کے (چھان بین) کے لئے زبردست ائمہ نقاد پیدا کئے ہیں۔"

تو اس سے معلوم ہوا کہ محدثین کے ضابطے کے مطابق کسی حدیث کی صحت وضعف پر کلام کرنا ہر شخص کا منصب نہیں ہوسکتا بلکہ یہ ان ائمہ جرح وتعدیل کا کام ہے جو حدیث ورجال اور جرح وتعدیل کے تمام مسلّمہ اصول وقواعد سے پوری طرح واقف ہوں۔

ائمہ جرح وتعدیل اور ناقدینِ حدیث کے لئے شرائط:

گزشتہ صفحات میں یہ بات گزر گئی کہ محدثین کے نزدیک حدیث کی صحت وضعف اور ان کی تحقیق وتفتیش ائمہ جرح وتعدیل کا وظیفہ ہے، چنانچہ یہ علومِ حدیث

(۱) كتاب الجرح والتعديل (۱۸/۱) وتهذيب التهذيب (۸۱/۸)
(۲) كتاب الجرح والتعديل (۸۱/۱)
والتعديل والتجريح لأبي الوليد سليمان الباجي (۲۹۱/۱)

علوم الحدیث" میں اس موضوع پر تبصرہ کیا ہے۔ (۱)

پھر صرف فقہاء نہیں بلکہ محدثین بھی بسا اوقات اسی اصول پر عمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ سرتاج المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حدیث میتة البحر" کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ محدثین کے نزدیک اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ (۲)

لیکن چونکہ اس حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے، فقہائے کرام اور محدثین کا اس پر عمل رہا ہے کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا میتہ حلال ہے، تو جب اس تلقی بالقبول کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس غیر صحیح سند والی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے تو فقہائے کرام بدرجہ اتم اس منصب کے اہل ہیں کہ وہ حدیث کی معیار صحت میں اس کی سند کے علاوہ تعامل اور تلقی بالقبول جیسے امور کو بھی احادیث کی معیار صحت میں پیش نظر رکھیں، اگرچہ بعض رُواۃ پر ضعف کا الزام بھی ہو۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہے، نیز علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۶۳ھ نے "الاستذکار" میں اس حدیث کی تشریح میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب کسی حدیث کا معنی صحیح ہو اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہو جائے، تو تلقی بالقبول اور فقہائے امت کا صرف یہ عمل تیہ سند سے بہت زیادہ قوی ہے۔ (۳)

اسی طرح علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اختصار علوم الحدیث" میں ایسے ائمہ کرام کی ایک جماعت ذکر کی ہے جو تلقی بالقبول کی وجہ سے حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں، جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

ائمہ مالکیہ میں سے قاضی عبدالوهاب مالکی، شوافع میں سے شیخ ابو حامد الاسفرائنی، قاضی ابوالطیب الطبری اور شیخ ابو اسحاق شیرازی، حنابلہ میں سے ابن

---

(۱) قواعد فی علوم الحدیث لظفر احمد العثمانی (ص ۵۹ ـ ۶۳)
(۲) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تلخیص الحبیر (۱/۱۴) وتدریب الراوی للسیوطی (ص ۶۳)
(۳) الاستذکار لابن عبدالبر (۱/۱۵۹)

حامد، ابو یعلی بن الفراء، ابو الخطاب اور ابن زاغونی وغیرہ اور احناف میں سے شمس الائمہ سرخسی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں، ان کے علاوہ متکلمین میں سے اکثر اشاعرہ جیسے ابو اسحاق اسفرائنی اور ابن فورک رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ کا بھی یہ مذہب ہے اور موصوف کے نزدیک یہی تمام ائمہ حدیث اور سلف کا مذہب ہے۔ (۱)

اب گزشتہ تفصیل کے پس منظر میں "سند ومتنِ حدیث" کے باہمی ربط وتلازم میں محدثین وفقہاء دونوں کے اصول پیش نظر رہنا ضروری ہیں۔ تاکہ ان دونوں ائمہ امت کے اصولوں کی روشنی میں احادیث کا سمجھنا آسان ہو، خاص طور سے "مختلف فیہا" احادیث میں فقہاء کا "صحیح السند" حدیث کے مقابلے میں کسی دوسری روایت کو تلقی بالقبول یا تعامل امت سے ترجیح دینا یا "غیر صحیح السند" روایت پر عمل کرنا وغیرہ امور کی ساری تفصیلات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی حدیث کو جانچنے یا اس پر حکم لگانے میں دونوں کے اصول الگ الگ ہیں۔ (۲)

مزید تفصیلات کے لئے کتب اصول حدیث وفقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

ائمہ جرح وتعدیل کی تعداد:

ناقدینِ حدیث اور ائمہ جرح وتعدیل کی کوئی مقررہ تعداد نہیں کیونکہ اس فن میں وسعت تدریجاً واقع ہوئی ہے، پھر ان کی تعداد بھی ان کے بعد آنے والے محدثین کی آراء کی وجہ سے مختلف ہوئی ہیں۔ اسی طرح ان کی تعداد میں کمی بیشی کچھ اس اعتبار سے بھی ہے کہ بعض ائمہ فن ان میں زیادہ مشہور ہیں جو سب کے نزدیک مسلم ہیں۔ اور دیگر بعض سے رُواتِ حدیث کے بارے میں ان کی ناقدانہ آراء نسبتاً کم منقول ہیں اس لئے محدثین نے ان کو شمار نہیں کیا اگرچہ وہ بھی اس منصب کے حاملین میں شمار

---

(۱) الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لاحمد شاکر (ص ۴۶)
(۲) تدریب الراوی (ص ۶۰)
ومناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة للموفق بن أحمد المکی (۱/۱۰۴)

ہوتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی حتمی رائے پیش کرنا مشکل ہے لیکن پھر بھی ائمہ فن اس کا بساط بھر استقصی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی قرن اول سے لیکر قرن عاشر تک کتب رجال وتاریخ کا بنظر غائر مطالعہ کرے اور ان ائمہ کے اقوال وآراء کا بھی جائزہ لیتا رہے تو کچھ کوئی رائے قائم کی جاسکتی ہے، تاہم اس باب میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر زیادہ وسیع ہے جیسا کہ ان کی تفصیل آرہی ہے۔

قرن رابع کے نامور محدث، ناقد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مقدمۃ کامل" میں پہلے ائمہ فن سے حدیث نقل پر تبصرہ کیا ہے کہ جنہوں نے "...حدیث کی چھان بین کے ساتھ صحت وضعف کا بیان میں انصاف کام لیا۔" انہوں نے قرن رابع (موصوف کے زمانے تک) کے مرتب کردہ ذکر کیا ہے جن کی مجموعی تعداد ... پہنچتی ہے۔ ان میں سے سات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جن کے اسمائے گرامی گزشتہ صفحات میں ذکر کئے جاچکے ہیں۔ ... تابعین اور ... تبع تابعین ہیں۔(۱)

ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے قبل ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی "تقدمۃ الجرح والتعدیل" میں ایسے ائمہ اعلام جن پر انہوں نے تفصیلی تبصرہ کیا ہے، ان کی کل تعداد ... ہے۔ لیکن موصوف نے ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ نہیں کیا۔(۲)

متاخرین میں سے علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالے "ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل" میں پوری بسط وتفصیل کے ساتھ اپنے زمانے (آٹھویں صدی) تک کے ائمہ جرح وتعدیل کے اسمائے گرامی "طبقات" کی ترتیب سے ذکر کئے ہیں۔ چنانچہ ان ائمہ نقاد کی مجموعی تعداد سات سو پندرہ ہے۔ جن کو ذہبی

(۱) مقدمۃ الکامل لابن عدی ج۱ (۹۱ ـ ۱۴۷)
(۲) تقدمۃ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (۱۱ ـ ۳۷۲)

رحمہ اللہ تعالیٰ نے کل بائیس طبقات میں شمار کیا ہے۔(۱)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی "الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ" میں ایسے ائمہ جرح وتعدیل پر تبصرہ کیا ہے۔ نیز انہوں نے ہر طبقہ میں سے صرف چند ائمہ کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں، اگرچہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح موصوف نے ان کا استقصی نہیں کیا تاہم اپنے دور نویں صدی کے اخیر تک کے ائمہ فن کو ذکر کیا جن میں سے انہوں نے اپنے شیوخ جیسے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۵ھ اور علامہ العز الکنانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۷۶ھ وغیرہ کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔(۲)

زیر نظر رسالے میں احناف ائمہ جرح وتعدیل کی تعداد علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذکر کردہ اعداد وشمار کے مطابق ہے، جن میں سے ائمہ احناف اور ان کے مشہور تلامذہ کی مجموعی تعداد چوبیس بنتی ہے۔

پیش نظر رسالے کا منہج اور احناف ائمہ جرح وتعدیل پر تبصرہ:

زیر نظر رسالے میں احناف ائمہ جرح وتعدیل کے احوال پر حسب ذیل طریقہ سے تبصرہ کیا گیا ہے

۱ ہر امام جرح وتعدیل کا نام ونسب،
۲ سن ولادت،
۳ مشہور شیوخ کے اسمائے گرامی،
۴ مشہور تلامذہ کے اسمائے گرامی،

(۱) ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل للذہبی - فی اربع رسائل لابی غدہ (ص ۱۷۲-۲۲۷)
(۲) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ للسخاوی (ص ۱۶۳-۱۶۷)

5. توثیق وعدالت،
6. علومِ حدیث میں مقام اور فقہی بصیرت وغیرہ،
7. فنِ جرح وتعدیل میں ان کی امامت پر ائمۂ فن کی شہادات،
8. امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے تلمذ یا ان کی حنفیت پر تصریح۔

چنانچہ مندرجہ بالا امور جاننے کے بعد قاری پر فنِ جرح وتعدیل میں ان کا منصب امامت خوب روشن ہوجاتا ہے اور اگر ان مباحث کا تذکرہ نہ کیا جاتا تو اصل موضوع تشنہ ہی رہتا، مزید تفصیلات کے لئے اصل مستند مآخذ کے حوالہ جات درج کئے ہیں جس سے اصل کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

(۱) امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ

(المتوفی ۱۵۰ھ)

نام ونسب:

امام اعظم، فقیہ عراق ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی کوفی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۸۰ھ کو کوفہ میں ہوئی۔(۱)

---

(۱) امام اعظم ابوحنیفہ کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے

- الطبقات الکبری لابن سعد (۳۶۸/۶)
- تاریخ یحی بن معین (۶۰۷/۲)
- المعارف لابن قتیبة (ص ۲۱۶)
- کتاب الثقات للعجلی (ص ۴۵۰)
- تاریخ أسماء الثقات لابن شاهین (ص ۳۲۳)
- تاریخ بغداد للخطیب (۳۲۳/۱۳)
- تهذیب الکمال للمزی (۱۰۲/۱۹)
- سیر أعلام النبلاء للذهبی (۳۹۰/۶)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (۱۶۸/۱)
- الکاشف للذهبی (۳ ۲۰۵)
- العبر فی خبر من غبر (۱۶۴/۱)
- اکمال تهذیب الکمال للمغلطائی (۵۶/۱۲)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (۴۰۱/۱۰)
- تقریب التهذیب لابن حجر (۲۴۸/۲)
- طبقات الحفاظ للسیوطی (ص ۸۰)
- خلاصة تهذیب الکمال للخزرجی (ص ۳۴۵)
- شذرات الذهب لابن العماد (۲۲۸/۱)
- الأعلام للزرکلی (۳۶/۸)

مشہور شیوخ

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار ہزار شیوخ سے تفقہ کیا۔ چنانچہ ستر کو تو صرف صاحب "تہذیب الکمال" نے ذکر کیا ہے جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔(۱)

حماد بن ابی سلیمان، سماک بن حرب، عاصم بن ابی النجود، عامر شعبی، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، محارب بن دثار، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہم جمیعاً۔

تلامذہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ پوری اسلامی قلمرو میں پھیل گئے تھے اور تاحیات ہر شہر وبستی میں حدیث وفقہ کے علوم سے خلق خدا کو فیضیاب کرتے رہے، بلکہ ان سب کا احاطہ ایک مشکل امر ہے۔ جیسا کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔(۲)

شیخ ابن بزاز کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب امام اعظم" میں اپنی بساط کے مطابق ایسے محدثین وفقہاء کی ایک طویل فہرست ذکر کی ہے جس کی تعداد ساڑھے آٹھ سو سے متجاوز ہے۔ چنانچہ یہاں صرف ان بلاد ومقامات کے نام ذکر کیے جاتے ہیں جہاں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ کی کثرت ہوئی یا جہاں انہوں نے بود وباش اختیار کیا تھا۔ تو ایسے بلاد ومقامات چالیس سے بھی زیادہ ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:

مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، واسط، موصل، جزیرہ، رقہ، نصیبین، دمشق، رملہ، مصر،

(۱) مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی (۱/۳۸)
(۲) مناقب الامام ابی حنیفۃ للذہبی (ص ۱۹)

یمن، یمامہ، بحرین، بغداد، اہواز، کرمان، اصفہان، حلوان، استرآباد، ہمدان، نہاوند، رے، قومس، دامغان، طبرستان، جرجان، نیشاپور، سرخس، نساء، مرو، بخارا، سمرقند، کش، صغانیان، ترمذ، بلخ، ہرات، قہستان، سجستان، روم، خوارزم۔(۱)

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق وعدالت:

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الانتقاء" میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوثیق کرنے والے محدثین وفقہاء کی ایک بڑی جماعت ذکر کی ہے۔(۲) چنانچہ یہاں ان ائمہ اعلام میں سے پہلے بعض کے تعریفی وتوثیقی کلمات ذکر کیے جائیں گے اس کے بعد باقی حضرات کے صرف اسماء گرامی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

❶ ائمہ اعلام میں سے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۱۸ھ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ما احسن هديه وسمته، وما أكثر فقهه."(۳)

"کیا ہی خوب ان کی رہنمائی ہے اور کیا ہی اچھا ان کا طور طریقہ ہے اور کتنی زیادہ ان کی فقہی بصیرت ہے۔"

❷ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی توثیق کرتے ہوئے شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۶۰ھ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"ثقة ماسمعت احدا ضعفه، هذا شعبة بن الحجاج يكتب اليه ان يُحدّث، ويأمره، وشعبة شعبة"(۴)

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ ہیں، میں نے کسی سے ان کی تضعیف نہیں

(۱) مناقب الامام الاعظم للكردري (۲/۲۹۱-۲۴۳)
(۲) الانتقاء في فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء لابن عبدالبر (ص۱۹۳-۲۳۰)
(۳) الانتقاء (ص۱۹۳)
(۴) الانتقاء (ص۱۹۶)

کی، یہ شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو حدیث بیان کرنے کے لئے خط لکھ کرتے اور ان سے (حدیث بیان کرنے کا) مطالبہ کرتے اور شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تو کیا ہی کہنا۔"

۳ عبد اللہ بن شبرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۴۴ھ تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہت ثناء خواں تھے، امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت کا اندازہ درج ذیل تعریفی کلمات سے کیجئے

"عجزت النساء أن تلد مثل النعمان."[1]

"کہ مائیں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے (عبقری) شخص کے جننے سے عاجز ہیں۔"

۴ علی بن الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۳۰ھ کا بیان ہے کہ زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۷۳ھ کے پاس ایک شخص آئے تو انہوں نے اس شخص سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے؟ تو اس شخص نے جواب میں کہا کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے آ رہا ہوں، اس پر زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ

"إن ذهابك إلى أبي حنيفة يوماً واحداً، أنفع لك من مجيئك إليّ شهراً."[2]

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آپ کے ایک دن کی حاضری، میرے پاس ایک مہینہ آتے رہنے سے زیادہ سودمند ہے۔"

۵ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہت مداح تھے، ان کی محبت اور گہری عقیدت کے لئے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کے حسب ذیل اشعار ملاحظہ ہوں، جس میں وہ موصوف کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتے

(۱) الانتقاء (ص ۲۰۲)

(۲) الانتقاء (ص ۲۰۸)

ہوئے فرماتے ہیں:

رأيت أبا حنيفة كلّ يوم　　يزيد نباهة ويزيد خيرا
وينطق بالصواب ويصطفيه　　إذا ما قال أهل الجور جورا
يقايس من يقايسه بلبّ　　ومن ذا تجعلون له نظيرا
كفانا فقد حماد وكانت　　مصيبتنا به أمراً كبيرا
فردّ شماتة الأعداء عنّا　　وأبدى بعده علما كثيرا
رأيت أبا حنيفة حين يؤتى　　ويطلب علمه بحرا غزيرا
إذا ما المشكلات تدافعتها　　رجال العلم كان بها بصيرا[1]

۱ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ روز ان کی فضل وشرافت اور نیکی اور خیر خواہی بڑھتی ہے۔

۲ جب ظالم ظلم کی بات کرے تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ٹھیک اور اچھی تلی بات کرتے ہیں۔

۳ جو ان کے ساتھ قیاس کرتا ہے وہ عقل ہی سے قیاس کر سکتا ہے، اور وہ کون ہے؟ جس کو تم ان جیسا قرار دیتے ہو۔

۴ امام حماد رحمہ اللہ تعالیٰ کی غیر موجودگی نے ہماری کفایت کر دی (کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے جانشین کو چھوڑ گئے) کیونکہ امام حماد رحمہ اللہ تعالیٰ (کے جانے) پر ہم بہت زیادہ مصیبت زدہ ہو چکے تھے۔

۵ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی خوشی کو خاک میں ملا دیا اور امام حماد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد علم کو خوب پھیلایا۔

۶ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو (علم کا) ایک ناپید کنارہ سمندر پایا۔ پہلے

(۱) الانتقاء (ص ۲۰۷) وتهذيب الكمال (۱۹ / ۱۱۵) واضح رہے کہ یہ اشعار تہذیب الکمال سے لئے گئے ہیں [illegible]

انہیں علم سے سرفراز کیا گیا، پھر دوسروں کو ان کے علم کا شیدائی بنا دیا۔

۵ چنانچہ جن مشکلات فن کو اہل علم چھوڑ دیتے، ان پر امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو پوری بصیرت (اور دسترس) حاصل ہوتی۔

اب اس کے بعد "ارتقاء" سے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوثیق کرنے والے باقی ائمہ کرام ومحدثین عظام کے اسمائے گرامی کی فہرست بالترتیب ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

۶ حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۲۰ھ۔

۷ مسعر بن کدام رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ۔

۸ ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۳۱ھ۔

۹ سلیمان بن مہران الاعمش رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۴۷ھ یا ۱۴۸ھ۔

۱۰ سفین ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۶۱ھ۔

۱۱ مغیرۃ بن مقسم الضبی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۳۶ھ۔

۱۲ الحسن بن صالح بن حی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۹۹ھ۔

۱۳ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۹۸ھ۔

۱۴ سعید بن ابی عروبۃ رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۵۶ھ۔

۱۵ حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۷۹ھ۔

۱۶ شریک القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۷۷ھ یا ۱۷۸ھ۔

۱۷ یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۹۸ھ۔

۱۸ القاسم بن معن الکوفی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۷۵ھ۔

۱۹ حجر بن عبدالجبار الحضرمی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۰ ابن جریج المکی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۵۰ھ یا اس کے بعد۔

۲۱ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۱۱ھ۔

۲۲ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۰۴ھ۔

۲۳ وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۹۷ھ۔

۲۴ خالد الواسطی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۸۲ھ۔

۲۵ الفضل بن موسیٰ السینانی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۹۲ھ۔

۲۶ عیسیٰ بن یونس الکوفی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۸۷ھ۔

۲۷ عبدالحمید بن عبدالرحمن ابو یحییٰ حمانی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۰۲ھ۔

۲۸ معمر بن راشد رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۵۳ھ۔

۲۹ النضر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۸۳ھ۔

۳۰ یونس بن ابی اسحاق السبیعی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۵۹ھ۔

۳۱ اسرائیل بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۶۰ھ۔

۳۲ زفر بن الہذیل رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۵۸ھ۔

۳۳ عثمان البری یا البتی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۴۳ھ۔

۳۴ جریر بن عبدالحمید رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۸۸ھ۔

۳۵ ابو مقاتل حفص بن سلم رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۰۸ھ کے بعد۔

۳۶ ابو یوسف القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۸۲ھ۔

۳۷ سلم بن سالم رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۹۴ھ۔

۳۸ یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۰۳ھ۔

۳۹ یزید بن ہارون الواسطی البغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۰۶ھ۔

۴۰ عبدالعزیز بن ابی رزمۃ رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۰۶ھ۔

۴۱ سعید بن سالم القداح رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۲۰۰ھ۔

۴۲ شداد بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴۳ خارجۃ بن مصعب رحمہ اللہ تعالیٰ، المتوفی ۱۶۸ھ۔

جاتا۔ اب اس شخص کا کیا حال ہوگا کہ جس سے مقتدائے وقت محدثین، فقہاء، قراء، مجاہدین، عباد، قضاۃ، زاہدین اور ادباء ان کی توثیق و عدالت پر گواہی دیں؟ پھر یہ بھی واضح رہے کہ بعض محدثین کے نزدیک ستر کے عدد سے تواتر ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے بجا طور پر معلوم ہوا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق و عدالت تواتر سے ثابت ہے۔

مزید برآں ان کے علاوہ بھی بہت سارے مشاہیر محدثین، ائمہ جرح و تعدیل نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق کی ہے، چنانچہ ان ائمہ میں سے اپنے دور کے نامور محدث، امام جرح و تعدیل و اسماء رجال، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۳۴ھ نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق کی ہے، جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

"أبو حنيفة روى عنه الثوري وابن المبارك وحماد بن زيد وهشام و وكيع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لابأس به."(۱)

"امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ ہیں، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن عوام اور جعفر بن عون رحمہم اللہ تعالیٰ ان سے روایت کرتے ہیں۔"(۲)

نامور امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۳۳ھ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۱) الخيرات الحسان لابن حجر الهيثمي (ص ۱۵۸)

(۲) واضح رہے کہ "لابأس به" متقدمین کے ہاں توثیق کے لیے مستعمل ہوتا ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو الرفع والتكميل (ص ۲۲۱، ۲۲۲)

"كان أبو حنيفة ثقة في الحديث."(۱)

"امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث میں ثقہ ہیں۔"

تیسری صدی کے مشہور محدث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے معاصر امام احمد بن عبداللہ عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۶۱ھ نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنی شہرہ آفاق کتاب "تاریخ الثقات" میں ذکر کیا ہے۔(۲)

اسی طرح قرن رابع کے نامور محدث ابو حفص ابن شاہین رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۳۸۵ھ نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو ثقات ائمہ اعلام کی فہرست میں شمار کیا ہے۔(۳)

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الکفایۃ" میں جہاں ان نامور محدثین کا تذکرہ کیا ہے کہ جو اپنی امامت و شہرت کی وجہ سے توثیق و عدالت کے میزان میں جانچے جانے کے محتاج نہیں، تو واضح رہے کہ ان ائمہ امت میں سے دس براہ راست امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ ہیں اور وہ بواسطہ شاگرد ہیں، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن الحجاج، لیث بن سعد، حماد بن زید، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید القطان، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، عفان بن مسلم اور یحییٰ بن معین رحمہم اللہ تعالیٰ۔(۴)

یہ سب ائمہ فن جرح و تعدیل ہیں اور تزکیہ کے باب میں کسی معدل کے محتاج

(۱) تهذيب الكمال للمزي (۱۹/۱۰۵)

(۲) تاريخ الثقات للعجلي (ص ۴۵۰)

(۳) تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين (ص ۳۲۳)

(۴) الكفاية، ص ۸۶، ۸۷ واضح رہے کہ حماد بن زید اور عفان بن مسلم سے متعلق وضاحت تذکرہ اس رسالے میں تفصیلاً آ رہا ہے۔

ہے۔

پھر موصوف اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے علم شریعت کو باقاعدہ ابواب اور کتب کی ترتیب پر منضبط نہیں کیا تھا بلکہ وہ اپنے مضبوط قوت حافظہ میں احادیث کو محفوظ کرتے تھے، چنانچہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کو منتشر پایا تو انہیں اس عظیم سرمائے کے ضیاع کا خوف لاحق ہوا، پھر انہوں نے حدیث کی تدوین شروع کی اور فقہی ابواب پر اس کو مدوّن کرنے لگے۔ اس ترتیب میں ابواب طہارت کو مقدم رکھا، پھر صلوۃ کے ابواب قائم کئے، اس کے بعد باقی عبادات کے ابواب مدوّن کئے۔ عبادات کے بعد معاملات کے ابواب قائم کئے اور آخر میں کتاب الفرائض "میراث" کے ابواب پر کتاب کا اختتام فرمایا۔(1)

حدیث میں مسانید ابی حنیفہ کا مقام:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح سے یہ حقیقت عیاں ہوجاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور میں ایک فقیہ اور مجتہد ہونے کے ساتھ ایک حافظ حدیث اور عظیم محدث بھی تھے، کیونکہ جس ہستی کو حدیث شرائع کی تبویب اور تدوین جدید کا شرف حاصل ہو تو بھلا کون ان کی جلیل القدر محدثانہ خدمات سے انکار کرسکتا ہے؟

عارف باللہ محقق دوراں علامہ عبدالوہاب الشعرانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی "مسانید" کا بنظر غائر تنقیدی جائزہ لیا تاکہ وہ بذریعہ مطالعہ موصوف کی محدثانہ شان وشوکت اور اس علم میں ان کی سیادت سے بخوبی آگاہ ہوسکیں، چنانچہ "مسانید ابی حنیفۃ" کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لینے کے بعد اس امر کی

(1) تبییض الصحیفة (ص ۱۳۰)

حقیقت کو اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المیزان الکبریٰ" میں یوں بیان کرتے ہیں

"وقد منّ الله تعالى عليّ بمطالعة مسانيد الإمام أبي حنيفة الثلاثة من نسخة صحيحة عليها خطوط الحفاظ آخرهم الحافظ الدمياطي فرأيته لا يروي حديثا إلا عن خيار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم كالأسود وعلقمة وعطاء وعكرمة ومجاهد ومكحول والحسن البصري وأضرابهم رضي الله عنهم أجمعين، فكل الرواة الذين هم بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم عدول ثقات أعلام أخيار ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب، وناهيك يا أخي بعدالة من يرتضيهم الإمام أبوحنيفة رضي الله عنه لأن يأخذ عنهم أحكام دينه مع شدة تورعه وتحرزه وشفقته على الأمة المحمدية"(1)

"مجھ پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تین مسندوں کا ان کے صحیح نسخوں سے مطالعہ کرنے کی توفیق ملی، ان نسخوں پر حفاظ حدیث کے قلم کی تحریریں تھیں، جن میں آخری شخص حافظ دمیاطی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ مطالعہ کے دوران میں نے دیکھا کہ امام ممدوح صرف ان تابعین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں کہ جو اپنے وقت کے برگزیدہ، عادل اور ثقہ حضرات تھے، اور جو حدیث نبوی کی تصریح کے مطابق خیر القرون کے لوگ تھے جیسے کہ اسود، علقمہ، عطاء، مجاہد، مکحول اور حسن بصری جیسے حضرات ہیں رضی اللہ عنھم اجمعین۔ سو تمام وہ روات جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی

(1) الميزان الكبرى للشعراني (ص ۸۲).

اللہ علیہ وسلم کے مابین ہیں، سب کے سب عادل، ثقہ، نیک نام اور برگزیدہ ہیں، ان میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو کذاب ہو یا اس پر کذب کی تہمت لگائی گئی ہو، اور میرے بھائی ان کی عدالت کے لئے تمہیں یہ کافی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے باوجود شدت ورع واحتیاط اور امت محمدیہ کا خاص خیال رکھنے کے ان حضرات کو اس غرض کے لئے منتخب فرمایا ہے کہ ان سے اپنے دینی احکام کو حاصل کریں۔"

اسی طرح محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ مسانید ابی حنیفہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو علم حدیث میں جو رتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جس کثرت سے ان کی مسندیں لکھی گئیں کسی کی نہیں لکھی گئیں۔ حدیث میں صحاح، سنن، مستخرجات، جوامع، مسانید، معاجم، اجزاء، طرق وغیرہ مختلف عنوانات پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں، مگر خاص کسی ایک ہی شخص کی روایات کو ایک مستقل مجموعہ میں قلمبند کرنے کی فضیلت صرف امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے کہ موصوف کی احادیث اور روایات کے ساتھ معمول سے زیادہ اعتناء کیا گیا اور کثرت سے ان کی مسندیں لکھی گئیں۔ اس خصوصیت میں اگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہمسر ہوسکتا ہے تو وہ صرف امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔"(۱)

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار حفاظِ حدیث میں.

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار اپنے زمانے کے مشہور نابغہ روزگار حفاظ

(۱) مقدمہ مسند الامام الاعظم اردو (ص: [illegible])

حدیث میں ہوتا ہے، اور حفظ حدیث میں بہت عالی شان رتبے پر فائز تھے۔ چنانچہ اس کا اندازہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس شہادت سے کیجئے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:

"كان أبو حنيفة ثقة، لايحدث بالحديث الا بما يحفظه، ولايحدث بما لا يحفظ."(۱)

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ ہیں صرف اسی حدیث کو بیان کرتے ہیں جو ان کو یاد ہوتی ہے، اور جو حفظ نہیں ہوتی اس کو بیان نہیں کرتے۔"

امام اسرائیل بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۵۹ھ فرماتے ہیں کہ:

"نعم الرجل النعمان كان أحفظ لكل حديث فيه فقه، وأشد فحصاً عنه."(۲)

"نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ بہت اچھے شخص ہیں، موصوف فقہی مسائل پر مشتمل روایت خوب یاد رکھتے اور ان میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔"

اسی وجہ سے مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

"كان أعلم أهل زمانه"(۳)

"امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے سب سے بڑے عالم تھے۔"

چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے۔(۴)

اور "العبر" میں تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہاں تک لکھا ہے کہ

(۱) تهذيب الكمال (۱۹/۱۰۵)
(۲) تاريخ بغداد للخطيب (۱۳/۳۳۹)
(۳) تهذيب الكمال (۱۹/۱۶۴)
(۴) تذكرة الحفاظ (۱/۱۶۸)

"كان أبو حنيفة النعمان بن ثابت من أذكياء بني آدم" (١)

"امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ فہم وذکاوت میں اپنے معاصرین میں سب سے بڑھ کر ہیں۔"

دسویں صدی ہجری کے نامور محدث علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی موصوف کو حفاظ محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔(٢)

علوسند:

محدثین میں علوسند ہمیشہ ایک قابل فخر چیز سمجھی گئی ہے کیونکہ روایت میں جس قدر کم واسطے ہوں گے اسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب زیادہ ہوگا، نیز قلت رُواۃ کی بنا پر ان کی چھان بین بھی کم کرنا پڑتی ہے اور خطا ونسیان کا احتمال بھی کم ہوجاتا ہے، اسی لئے اہل فن کے نزدیک صحت روایت کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے اور کسی چیز کا نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ محدثین کے تذکرہ میں ان کی علو سند کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے، بلکہ خاص خاص ائمہ کی عالی اسانید کو تو علماء نے مستقل اجزاء میں علیحدہ مدوّن کردیا ہے۔(٣)

تو واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو شرف تابعیت حاصل ہے اور اس خصوصیت میں وہ باقی ائمہ سے ممتاز ہیں کیونکہ ان کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک واسطے سے تلمذ حاصل ہے۔ جیسا کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی بار کوفہ میں حضرت انس رضی

---

(١) العبر في خبر من غبر للذهبي (١٦٤/١)

(٢) طبقات الحفاظ للسيوطي (ص ٨٠)

(٣) ابن ماجہ اور علم حدیث لعبدالرشید النعمانی (ص ١٢٥)

اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی۔(١) اور اکثر احادیث کی تحصیل ١٠٠ھ یا اس کے بعد کی ہے۔(٢)

اسی وجہ سے محدثین کی ایک بڑی جماعت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تابعیت کو تسلیم کرتی ہے جن میں سے ابن سعد صاحب طبقات، دارقطنی، خطیب بغدادی، ابن عبدالبر مالکی، علامہ یافعی، حافظ عراقی، ابومعشر طبری، ابن الجوزی، علامہ مزی، حافظ نووی، علامہ عینی، حافظ سیوطی، علامہ ہیثمی اور علامہ توربشتی وغیرہ ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔(٣)

اب جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست احادیث نقل کی ہیں ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

1. حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن سے تین احادیث مروی ہیں۔
2. عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔
3. عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔
4. جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔
5. عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔
6. واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن سے دو حدیثیں منقول ہیں۔
7. عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔

ان احادیث کی کل تعداد تقریباً دس ہے جن کو علامہ خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع المسانید میں مذکورہ بالا سانید کے ساتھ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے۔

---

(١) تذكرة الحفاظ (١٦٨/١)

(٢) سير اعلام النبلاء (٣٩٦/٦)

(٣) قواعد في علوم الحديث لظفر احمد العثماني (ص ٣٠٧)

چنانچہ ''ثلاثیات حدیث'' کی تعداد ''جامع مسانید الامام الاعظم'' میں ڈھائی سو کے قریب ہے، ان میں سے چند مشہور اسانید درج ذیل ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) أبو حنيفة، عن عطاء، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۲) أبو حنيفة، عن عطاء عن جابر رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۳) أبو حنيفة، عن عطاء، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۴) أبو حنيفة، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(۵) أبو حنيفة عن الزهري، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(۶) أبو حنيفة عن عطية العوفي عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(۷) أبو حنيفة، عن عطية العوفي، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۸) أبو حنيفة عن شداد بن عبدالرحمن، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(۹) أبو حنيفة عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۰) أبو حنيفة، عن زياد بن علاقة، عن جرير بن عبد الله البجلي رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(۱۱) أبو حنيفة، عن يزيد بن عبدالرحمن، عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۲) أبو حنيفة، عن يحيى بن عبدالحميد، عن عبدالله بن عباس رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۳) أبو حنيفة، عن عبد الرحمن بن هرمز الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(۱۴) أبو حنيفة عن يحيى بن سعيد الأنصاري، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۵) أبو حنيفة، عن محارب بن دثار، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۶) أبو حنيفة عن سليمان بن يسار، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۷) أبو حنيفة، عن عمرو بن دينار عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۸) أبو حنيفة عن عطاء، عن عائشة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۱۹) أبو حنيفة، عن زياد بن علاقة، عن مغيرة بن شعبة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۲۰) أبو حنيفة عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

(۲۱) أبو حنيفة، عن الشعبي عن جرير بن عبدالله رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم

۲۲ ابو حنیفة، عن مکحول الشامی، عن أبی ثعلبة رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.(۱)

ثلاثیات۔

ثنائیات کے بعد امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی عالی اسناد حدیث کا ذخیرہ ثلاثیات حدیث ہیں۔ چنانچہ ایسی روایات کی تعداد "جامع المسانید" میں تقریباً ساڑھے چھ سو ہے۔ ان میں سے چند مشہور اسانید ذیل میں نقل کی جاتی ہیں

۱ أبو حنیفة عن عطاء بن السائب عن محارب بن دثار، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۲ أبو حنیفة، عن حماد، عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۳ ابو حنیفة، عن حماد، عن ابراهیم النخعی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۴ أبو حنیفة، عن علی بن الأقمر عن مسروق، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۵ أبو حنیفة، عن علقمة بن مرثد، عن سلیمان بن بریدة، عن بریدة، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.

۶ أبو حنیفة، عن الهیثم، عن الشعبی، عن علی بن أبی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.

۷ ابو حنیفة، عن عون بن عبداللہ بن عتبة، عن الشعبی، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.

(۱) مزید تفصیل کے لیے دیکھئے جامع المسانید للامام الاعظم اور کتاب الآثار للامام محمد

۸ أبو حنیفة، عن لیث بن سلیم الکوفی، عن مجاهد، عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.

۹ أبو حنیفة، عن مبارک بن فضالة، عن الحسن البصری، عن أبی بکرة رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۱۰ ابو حنیفة، عن الهیثم بن حبیب الصرفی عن ابن سیرین، عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.

۱۱ أبو حنیفة عن هشام بن عروة، عن أبیه، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۱۲ أبو حنیفة، عن الحجاج بن أرطاة، عن عطاء، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۱۳ أبو حنیفة عن عمرو بن دینار، عن جابر بن زید، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۱۴ ابو حنیفة عن عمرو بن شعیب، عن أبیه، عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۱۵ ابو حنیفة عن علقمة بن مرثد، عن سعید بن المسیب، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.

۱۶ أبو حنیفة، عن اسماعیل بن عبدالملک، عن ابیه، عن أم هانی رضی اللہ تعالیٰ عنها، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم.

۱۷ ابو حنیفة، عن معن بن عبدالرحمن، عن أبیه، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

۱۸ أبو حنیفة، عن عدی بن ثابت، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم

(۱۹) ابوحنیفة، عن الشعبی، عن مسروق، عن عائشة رضی الله تعالی عنها، عن النبی صلی الله علیه وسلم.

(۲۰) ابوحنیفة، عن ابان بن عیاش البصری عن ابی نضرة، عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالی عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم[۱]

ان احادیث وحدانیات، ثنائیات اور ثلاثیات کی مذکورہ تفصیل سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کو حدیث میں کس قدر عظیم الشان بلند پایہ اور قابل رشک مقام حاصل ہے خاص طور سے حدیث ثنائیات اور ثلاثیات کا یہ بے مثل ذخیرہ ان کی عالی شان کو اپنے معاصرین سے بالکل نمایاں کرتا ہے پھر یہ تو صرف موصوف کی ان مسند احادیث کا حال ہے جب کہ باقی ذخیرہ حدیث تو اس سے کہیں زیادہ ہے۔

چنانچہ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ تعالی نے مسند ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی میں بسند متصل یحییٰ بن نصر بن حاجب رحمہ اللہ تعالی کی زبانی نقل کیا ہے کہ:

"دخلت علی ابی حنیفة فی بیتٍ مملوءٍ کتبًا فقلت: ما هذه؟ قال: هذه أحادیث کلها وما حدثت به الا الیسیر الذی یُنتفع به."[۲]

"میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے یہاں ایک مکان میں داخل ہوا کہ جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا کتابیں ہیں؟ فرمایا یہ سب حدیثیں ہیں اور میں نے ان میں سے صرف تھوڑی سی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔"

اسی طرح صدر الائمہ موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ تعالی نے مناقب امام اعظم میں

(۱) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے جامع المسانید للامام الاعظم اور کتاب الآثار للامام محمد
(۲) عقود الجواهر المنیفة سید مرتضی الزبیدی (۲۳/۱)

امام صاحب رحمہ اللہ تعالی سے ذخیرہ حدیث کے بارے میں یہ تصریح نقل کی ہے

"وانتخب ابوحنیفة رحمه الله تعالی الآثار من اربعین الف حدیث."[۱]

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار حدیثوں سے کیا ہے۔"

اور ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالی نے یحییٰ بن نصر بن حاجب رحمہ اللہ تعالی سے ہوتے ہوئے امام صاحب رحمہ اللہ تعالی کے "مناقب" میں یہاں تک لکھا ہے کہ

"سمعت اباحنیفة یقول: عندی صنادیق من الحدیث ما أخرجت منها الا الیسیر الذی ینتفع به."[۲]

"میں نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی زبانی سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے پاس حدیث کے کئی صندوق ہیں، میں نے ان میں سے صرف تھوڑی سی حدیثیں نکالی ہیں جن سے انتفاع ہو۔"

حدیث کا یہ عظیم الشان ذخیرہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کا حدیث سے شدت تعلق اور ایک غیر معمولی اعتناء کو خوب واضح اور روشن کر دیتا ہے۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی ہر کس و ناکس سے روایت نہیں لیتے تھے بلکہ ثقہ اور معتبر لوگوں کی روایت کو بیان فرماتے۔ چنانچہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی امام صاحب رحمہ اللہ تعالی سے اس طرز عمل کی شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"یاخذ بما صح عنده من الأحادیث التی کان یحملها الثقات

(۱) مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة للموفق ابن احمد المکی (۹۵/۱)
(۲) مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة للموفق ابن احمد المکی (۹۵/۱)

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

پانچویں صدی کے نامور شافعی المذہب محدث امام بیہقی بھی فن جرح وتعدیل میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی منصب امامت وسیادت کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ عبد الحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"یا أبا حنیفة! ماتقول فی الأخذ عن الثوری رحمه الله تعالی؟ فقال: أكتب عنه، فإنه ثقة ما خلا احادیث أبی اسحاق عن الحارث وحدیث جابر الجعفی."(1)

"اے ابوحنیفہ! آپ کی سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے حدیثیں لکھو، کیونکہ وہ ثقہ ہیں، لیکن ان کی وہ حدیثیں نہ لکھو جو وہ ابو اسحاق کے واسطے سے حارث سے نقل کرتے ہیں اور ان سے جابر جعفی کی حدیثیں بھی نہ لکھو۔ (کیونکہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جابر جعفی کو ثقہ سمجھتے تھے جبکہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جرح کی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر محدثین نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی موافقت میں ان سے روایت بھی نہیں لی۔)

امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تذکرۃ الحفاظ" میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ میں جہاں نامور محدث یحییٰ بن معین اور ابو حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ سے ان کی

(1) الجواهر المضية (1/60)

توثیق نقل کی ہے تو وہاں ان سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعدیلی کلمات بھی نقل کیے ہیں چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد."(1)

"میں نے جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔"

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعدیل

سعید بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ابتداء تحصیل علم میں مجھے پہلے حدیث کے لئے بٹھانے والے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ چنانچہ میں جب کوفہ آیا تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے میری بابت فرمایا کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث کا سب سے بڑا عالم ہے۔ پس پھر کیا تھا کہ لوگوں کا میرے پاس ایک ہجوم ہونے لگا پھر میں نے ان کو درس حدیث دینا شروع کیا۔(2)

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جرح وتعدیل کو وہ قبولیت حاصل تھی کہ جب کسی کی تعدیل فرماتے تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس پر ٹوٹ پڑتے۔(3)

اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جرح وتعدیل کے باب میں بڑی تحقیق اور جستجو سے کام لیتے جس کی بدولت اہل علم امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی جرح وتعدیل پر بھرپور اعتماد اور کامل یقین رکھتے تھے۔

(1) تذكرة الحفاظ (1/166)

(2) الجواهر المضية (1/60)

(3) ابوحنيفة واصحابه المحدثون للظفر احمد العثماني (ص 46)

زید بن عیاش پر جرح:

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے "زید بن عیاش" پر جرح نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"قال أبو حنيفة: زيد بن عياش مجهول."(۱)

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ زید بن عیاش کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ مجہول ہے۔"

واضح رہے کہ اس بارے میں امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی موافقت کی ہے اور زید بن عیاش سے روایت نہیں لی اور دیگر نامور محدثین جیسے ابن عبد البر مالکی، ابن حزم ظاہری، امام طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی موافقت کی ہے۔(۲)

طلق بن حبیب پر جرح:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے طلق بن حبیب پر جرح کی ہے، چنانچہ علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"وقال أبو حنيفة: طلق بن حبيب كان يرى القدر."(۳)

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طلق بن حبیب قدر کے قائل تھے۔" (موصوف کا تعلق "قدریہ" سے تھا جو کہ باطل فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے)

(۱) تهذيب التهذيب (۳/۳۷٦)

(۲) ابو حنيفة واصحابه المحدثون (ص ٤٦) وابن ماجه اور علم حديث (ص ۲۳۰) و مناقب الامام الاعظم ابي حنيفة للموفق (۱/۱۰٤)

(۳) الجواهر المضية (۱/۲٦۰)

اسی طرح ابوحاتم، ابوزرعہ، ابن سعد اور ابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے ان پر جرح کی نہایت کافی ہے۔ نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت ارزق رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی طرف داعی تھے اس وجہ سے لوگ ان سے روایت نہیں لیتے تھے۔(۱)

عمرو بن عبید پر جرح:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عبید پر بھی جرح کی ہے، چنانچہ علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"لعن الله عمرو بن عبيد، فإنه فتح للناس بابا إلى علم الكلام."(۲)

"اللہ کی لعنت ہو عمرو بن عبید پر کیونکہ انہوں نے لوگوں کے لئے علم کلام کا دروازہ کھولا۔" (عمرو بن عبید معتزلی قدری تھے)(۳)

جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان پر جرح:

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تهذيب التهذيب" میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان پر جرح نقل کی ہے، چنانچہ وہ حاکم بن ہیثم رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"قال ابو حنيفة: أتانا من المشرق رأيان خبيثان: جهم معطل، ومقاتل مشبه وفي رواية أبي يوسف عن أبي حنيفة: أفرط جهم في النفي حتى قال: إنه ليس بشيء، وأفرط مقاتل في الإثبات

(۱) تهذيب التهذيب (۸/٥)

(۲) الجواهر المضية (۱/٦۱)

(۳) تهذيب التهذيب (۸/٦٤، ٦٥)

حتی جعل الله تعالی مثل خلقه»(۱)

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مشرق سے دو باطل رائے پہنچی ہیں، ایک جہم کی تعطیل والی رائے (معطلہ باطنیہ کا ایک فرقہ ہے جو تعالی اللہ ذکرہ "فرقہ مشبہ" کی ضد ہے) اور دوسری مقاتل کی تشبیہ والی رائے (کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں) اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے جو روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہیں (اس میں اس طرح ہے) کہ جہم بن صفوان نے نفی میں اس قدر حد سے تجاوز کیا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے بھی انکار کر گئے۔ اور مقاتل بن سلیمان نے اثبات میں اتنی زیادتی کی کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مثل قرار دیا۔"

چنانچہ ان دونوں فرقوں کی تفصیل امام ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۴۵۶ھ کی مشہور کتاب "كتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل" اور علامہ عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۵۴۸ھ کی کتاب "الملل والنحل" میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔(۲)

فن جرح وتعدیل میں موصوف علامہ ذہبی کی نظر میں

آٹھویں صدی ہجری کے نامور مؤرخ علامہ محقق، ناقد علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ امام اعظم کو فن جرح وتعدیل میں امام فن تسلیم کرتے ہیں اور اپنے رسالہ "ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل" میں نہایت ماہر ائمہ جرح وتعدیل

(۱) تہذیب التہذیب (۱۰/ ۴۵۱)

(۲) كتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل لابن حزم الأندلسي ۲/ ۱۱۷ والملل والنحل لعبد الكريم الشهرستاني ۲/ ۳۰-۱۲۱، وطبع على هامش كتاب الفصل

میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کو سرفہرست ذکر کیا ہے۔(۱)

علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں

علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب "الجواہر المضیۃ" فن جرح وتعدیل میں موصوف کی قدر ومنزلت اور مہارت وامامت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اعلم أن الإمام أبا حنيفة قد قبل قوله في الجرح والتعديل وتلقوه عنه علماء هذا الفن وعملوا به كتلقيهم عن الإمام أحمد والبخاري وابن معين وابن المديني وغيرهم من شيوخ الصنعة وهذا يدلك على عظمته وشأنه وسعة علمه وسيادته.(۲)

اس بات کو خوب سمجھ لیجئے کہ جرح وتعدیل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات قبول کی گئی ہے۔ اور اس فن کے (جاننے والے) علماء نے بھی اسے قبول کر کے اس پر عمل کیا (اور وہ توثیق وتضعیف میں ان کے قول کو ایسا ہی مستند سمجھتے ہیں) جیسا کہ انہوں نے ماہرین فن امام احمد، امام بخاری، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی وغیرہ کے اقوال کو قبول کیا (اور جرح وتعدیل کے بارے میں ان سے استدلال کرتے ہیں) اور یہی بات امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیادت، وسعت علمی اور عظمت شان کی حقیقت میں آپ کی راہنمائی کرے گی۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

متاخرین میں سے دسویں صدی ہجری کے نامور محدث علامہ محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن کا چشم وچراغ تسلیم کیا ہے۔ اور متاخرین کے آخری ائمہ جرح وتعدیل میں امام صاحب رحمہ اللہ

(۱) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۱۷۵)

(۲) الجواهر المضية (۱/ ۵۹)

رہتے ہیں ... حقیقت سے روشناس ہو سکتا ہے۔ موصوف حدیث پر گہری نظر رکھتے تھے۔ وہ ان محدثین کے سب ... رجال اور فن جرح وتعدیل میں سیادت و امامت پر گزشتہ بیانات و ... کی شہادت و تصریحات میں ثبوت ہے۔

"رضی اللہ عنہ وعن جمیع أئمة الإسلام والمسلمین ورحمه اللہ تعالی علیهم رحمة واسعة."

② امام شعبۃ بن الحجاجؒ

(المتوفی ١٦٠ھ)

نام ونسب:

امام، حافظ، امیر المؤمنین فی الحدیث، ابو بسطام شعبۃ بن الحجاج بن الورد البصری۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ٨٢ھ یا ٨٣ھ میں ہوئی۔(١)

---

(١) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے

- الطبقات الکبری لابن سعد (٧/٢٨٠)
- تاریخ یحیی بن معین (٢/٢٥٢)
- کتاب العلل ومعرفة الرجال للامام احمد (٢/١٣٨٣)
- التاریخ الکبیر للبخاری (٢/٢/٢٤٣)
- المعارف لابن قتیبة (ص ٢٩١)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص ٢٢٠)
- کتاب الثقات لابن حبان (٦/٤٤٦)
- کتاب مشاهیر علماء الامصار (ص ١٧٧)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (١/٣٥٤)
- تهذیب الکمال للمزی (٧/٢٠٢)
- سیر اعلام النبلاء للذهبی (٧/٢٠٢)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (١/١٩٣)
- الکاشف للذهبی (٢/١١)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (٤/٢٩٧)
- تقریب التهذیب لابن حجر (١/٤١٨)

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی محدثانہ شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ما رایت احدا قط احسن حدیثا من شعبة"(1)

"میں نے کبھی بھی شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ عمدہ حدیث والا کسی کو نہیں دیکھا"

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ حافظ حدیث ہیں، جبکہ شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ رجال کی جانچ پڑتال کرنے والے ہیں، اور انہوں نے سفیان ثوری سے اس سال قبل حکم رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہی حدیث لی ہے۔(2)

ابو داود طیالسی رحمہ اللہ تعالیٰ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اگر حدیث حاصل کرنے کا ارادہ ہے تو شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑو۔(3)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کی پہچان نہ ہوتی۔(4)

ابن ادریس رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ شعبہ محدثین کے محافظ اور نگہبان ہیں۔(5)

عیسیٰ بن مغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو سید المحدثین کے لقب سے یاد کرتے

(۱) تهذيب الكمال (۸/ ۳۵٤)
(۲) تهذيب الكمال (۸/ ۳۵۱)
(۳) تهذيب الكمال (۸/ ۳۵۲)
(٤) سير اعلام النبلاء (۷/ ۲۰٦)
(۵) تهذيب التهذيب (٤/ ۳۰۳)

تھے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کے منصب امامت کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی ان سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قال الحاكم: شعبة امام الائمة في معرفة الحديث بالبصرة"(2)

"حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ شعبہ حدیث کی معرفت میں ائمہ بصرہ کے مقتدا ہیں۔"

ابو داود طیالسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذخیرہ کردہ احادیث کو بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں

"قال ابو داود الطيالسي: سمعت من شعبة سبعة آلاف حديث"(3)

"ابو داود طیالسی فرماتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے سات ہزار احادیث کا سماع کیا ہے"

پھر علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ احادیث کی مذکورہ تعداد مکرر اور احادیث مقطوعہ سمیت ہے۔(4) اور یہی قرین قیاس بھی ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کی جو تعداد علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہے وہ تقریباً دو ہزار کے قریب بنتی ہے۔ (علی بن مدینی کی یہ مذکورہ تعداد احادیث مرفوعہ کے اعتبار سے ہے)(5)

(۱) سير اعلام النبلاء (۷/ ۲۰٦)
(۲) تهذيب التهذيب (٤/ ۳۰۳)
(۳) سير اعلام النبلاء (۷/ ۲۰٦)
(٤) سير اعلام النبلاء (۷/ ۲۰٦)
(۵) تهذيب الكمال (۸/ ۳۵۱)

کیا ہے۔ اسی طرح قتادہ بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو خوب جانتے ہیں اور قوی اور پختہ و قوی الضبط تلامذہ میں شعبہ ہیں تو گویا یہ سند مندرجہ ذیل طریقہ پر ہو جائیگی۔

کہ شعبہ کی روایت قتادہ سے ہو اور ان کی روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جیسا کہ علامہ ابن حجرؒ کی روش سے آشکارا ہوتا ہے۔[۱]

فن رجال میں شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی امامت۔

شعبہ متن حدیث کی طرح رجال کو بھی خوب جانتے تھے اسی وجہ سے اہل علم نے ان کو اس فن کے مدونین میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن احمد اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

"كان شعبة امة وحده في هذا الشان يعني في الرجال وبصره بالحديث وتثبته وتنقيته للرجال."[۲]

شعبہ اس فن میں ایک فقید المثال حیثیت کے حامل ہیں، یعنی رجال کے (پرکھنے) اور حدیث کی بصیرت اس میں غور و خوض کرنے، اور رجال کی پہچان میں۔"

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے ایک موقعہ پر فضل بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ شعبہ رجال کی معرفت میں بڑی شان رکھتے ہیں اور احادیث بھی بہت عمدہ اور ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔[۳]

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کہتے ہیں

(۱) تدریب الراوی (ص۷۸)
(۲) تهذيب الكمال (۸/ ۳۵۱)
(۳) تهذيب الكمال (۸/ ۳۵۱)

"قال علي بن المديني سمعت يحيى بن سعيد يقول ليس احد احب الي من شعبة ولا يعدله احد عندي، وكان اعلم بالرجال."[۱]

"علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے شعبہ سے زیادہ کوئی پسند نہیں اور نہ میں کسی کو ان کا ہمسر خیال کرتا ہوں، وہ رجال کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔"

فن جرح وتعدیل میں مرتبہ ومقام:

شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس فن کے اولین روساء میں سے ہیں رواۃ حدیث کی تحقیق وتفتیش میں بڑے ماہر تھے، اکثر و بیشتر رجال حدیث پر کام کرنے والے باکمال ائمہ فن میں شمار کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابو بکر بن منجویہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے منصب سیادت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وهو اول من فتش بالعراق عن امر المحدثين، وجانب الضعفاء والمتروكين، وصار علما يقتدى به، وتبعه عليه بعده اهل العراق."[۲]

"شعبہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراق میں محدثین کے حالات کا بنظر غائر جائزہ لیا اور ضعفاء و متروکین سے کنارہ کشی کی۔ (روایت نہیں لی) تو وہ بلند پایہ مقتدیٰ بن گئے، اس کے بعد اہل عراق (اس فن میں) ان کے پیروکار بنے۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس فن میں شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے منصب امامت کی تحقیق کی ہے، وہ فرماتے ہیں شعبہ امام، متقن حجت، نکتہ چین اور بڑے

(۱) كتاب الجرح والتعديل (۳/ ۳۶۹)
(۲) تهذيب الكمال (۸/ ۳۵۱)

[illegible] رکھتے ہیں۔ موصوف وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ طور پر اس فن کی
داغ بیل ڈالی، اور محققین کی ایک جماعت تیار کی، چنانچہ فن رجال میں ان کے مشہور
ارشد تلامذہ یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں شعبہؒ کا مقام:

شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس فن کے یگانہ عصر امام ہیں، ان کی جلالت علمی اور رفعت
شان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ فن کے نکتہ شناس امام بخاری رحمہ اللہ
تعالیٰ رواۃ حدیث کی توثیق و تضعیف میں شعبہ کے قول کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔
چنانچہ "تاریخ کبیر" میں حکیم بن جبیر کی تضعیف میں شعبہ سے سند [illegible] کرتے
ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"كان شعبة يتكلم فيه" (۲)

"شعبہ نے حکیم بن جبیر کے بارے میں کلام کیا ہے۔"

اسی طرح [illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] امام شعبہ رحمہ
اللہ تعالیٰ کی آراء بطور سند ذکر کیے ہیں۔ (۳)

اس کے علاوہ متعدد مقامات [illegible] جو اہل فن سے
مخفی نہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی شعبہ کو اس فن کا [illegible] تسلیم کیا ہے، چنانچہ

(۱) سير اعلام النبلاء (۷/۲۵٦)
(۲) التاريخ الكبير (۲/۱/۱٦)
(۳) التاريخ الكبير (۲/۱/۲۹۱)

[illegible] نے موصوف سے "مقدمہ صحیح مسلم" میں متعدد رواۃ پر جرح نقل کی ہے۔ مثلاً
"شہر بن حوشب" کے بارے میں اپنا اظہار خیال اس طرح فرماتے ہیں:

"وقد لقيت شهرا فلم أعتد به" (۱)

"کہ میری شہر بن حوشب سے ملاقات ہوئی ہے، میں نے اس پر اعتماد
نہیں کیا۔"

(واضح رہے کہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین
رحمہما اللہ تعالیٰ سے شہر بن حوشب کی توثیق نقل کی ہے۔) (۲)

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

شیخین کی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی رواۃ حدیث کی توثیق [illegible]
[illegible] کرتے ہیں اور "كتاب العلل" میں جہاں امام
[illegible] گرامی ذکر کیے ہیں جو "المتھمون فی
[illegible] ائمہ اعلام میں شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو
[illegible] حکیم
[illegible]

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

[illegible] فن میں
[illegible] حدیث پر [illegible]

(۱) مقدمة صحيح مسلم (۱/۳۱)
(۲) شرح النووي على صحيح مسلم (۱/۱۳)
(۳) كتاب العلل للترمذي (۲/۲۳۵، ۲۳۹)

روزگار محدث اور فقید النظیر امام جرح وتعدیل تھے، لیکن مزید برآں انہیں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف تلمذ حاصل ہے، اور بعض محدثین نے اس امر کی تصریح بھی کی ہے، چنانچہ ابن بزاز کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''مناقب امام اعظم'' میں ان کو امام صاحبؒ کے تلامذہ اہلِ واسط میں شمار کیا ہے۔(۱)

علامہ یوسف صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "عقود الجمان" میں ان کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے والوں کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔(۲)

اسی طرح امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ ''جامع المسانید'' میں اس حقیقت کو آشکارا کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"يقول أضعف عباد الله وشعبة رحمه الله تعالى مع أنه شيخ شيوخ البخاري ومسلم، يروي عن الإمام أبي حنيفة في هذه المسانيد."(۳)

''اللہ تعالیٰ کا کمزور بندہ کہتا ہے کہ شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے باوجود کہ امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کے اکثر شیوخ کے شیخ ہیں۔ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان مسانید میں روایت کرتے ہیں۔''

''جامع المسانید'' میں شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے منقول روایت میں سے یہاں صرف ایک روایت ذکر کی جاتی ہے جو درج ذیل ہے۔

"شعبة، عن أبي حنيفة، عن حماد، عن ابراهيم، عن علقمة، عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله

(۱) المناقب للكردري (۲/۲۲۹)
(۲) عقود الجمان (ص۱۱۸)
(۳) جامع المسانيد (۲/۴۷۹)

عليه وسلم أنه قال: أما أنا فلا آكل متكئا "(۱)

''شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ حماد رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

مذکورہ بالا تصریحات سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوا کہ شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں سے ہیں اسی طرح وہ مذہباً بھی حنفی ہیں۔ چنانچہ مؤرخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ 'میزان الاعتدال' میں رقمطراز ہیں:

"وكان شعبة رأيه رأي الكوفيين."(۲)

''کہ شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کوفی المذہب تھے۔''

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے ان کی قابل قدر تعریف نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"سمعت أبا قطن يقول: كتب لي شعبة إلى أبي حنيفة قال فأتيت أبا حنيفة، فقال لي: كيف أبو بسطام؟ فقلت: بخير، فقال: نعم حشو المصر هو."(۳)

(۱) جامع المسانيد (۲/۳۱۹، ۳۲۰)
(۲) ميزان الاعتدال (۱/۵۹۳)
(۳) تاريخ ابن معين (۲/۲۵۴) وتهذيب الكمال (۸/۳۵۲)

"میں نے ابو قطن رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف (خط) لکھ کر دیا، ابو قطن کا بیان ہے کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے مجھ سے شعبہؒ کی خیریت پوچھی۔ تو میں نے کہا کہ شعبہؒ خیریت سے ہیں۔ پھر اس کے بعد امام صاحبؒ فرمانے لگے کہ وہ تو شہر بصرہ کے بہت ہی بھاری بھرکم محدث ہیں۔"

رحمہ اللہ تعالیٰ

③ امام سفیان بن سعید الثوریؒ
(المتوفی ١٦١ھ)

نام ونسب:

شیخ الاسلام، امام الحفاظ، سید العلماء العاملین فی زمانہ ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری الکوفی، آگے ان کا سلسلہ نسب نزار بن معد بن عدنان تک ہے۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت کوفہ میں ٩٧ھ کو ہوئی۔ (١)

(١) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے
- الطبقات الکبری لابن سعد (٣٧١/٦)
- تاریخ یحیی بن معین (٢١٩/٢)
- التاریخ الکبیر للامام البخاری (٩٢/٢/٢)
- المعارف لابن قتیبة (ص ٢١٧)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص ٢٢٠)
- کتاب الثقات لابن حبان (٤٠١/٦)
- کتاب مشاهیر علماء الامصار لابن حبان (ص ٦٩)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (٣٢٩/١)
- تهذیب الکمال للمزی (٣٥٣/٧)
- اکمال تهذیب الکمال لمغلطائی (٥/ ٣٨٧)
- سیر اعلام النبلاء للذهبی (٢٢٩/٧)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (٢٠٣/١)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (٤/ ٩٩)
- تقریب التهذیب لابن حجر (٣٧١/١)
- طبقات الحفاظ للسیوطی (ص ٩٥)

مشہور شیوخ:

موصوف نے بے شمار شیوخ سے استفادہ کیا، علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ صفحات پر صرف ان کے شیوخ کو ذکر کیا ہے، اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق یہ ہزار تک ان کی تعداد پہنچتی ہے۔ جن میں سے معدودے چند یہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

ابراہیم بن عقبہ، ایوب سختیانی، جبلۃ بن سحیم، والد ماجد سعید بن مسروق ثوری، عبد اللہ بن دینار، عطاء بن سائب، علقمۃ بن مرثد، علی بن الاقمر، محارب بن دثار اور ہشام بن عروہ وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

روایت کرنے والے تلامذہ میں سے جریر بن عبد الحمید، حفص بن غیاث، سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض، امام مالک بن انس، ابو داؤد طیالسی، عبداللہ بن مبارک، عبد الرحمن بن مہدی، وکیع بن الجراح اور یحیی بن سعید القطان وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ مامون، عابد اور قوی الضبط ہیں۔(۱)
عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قابل ذکر تعریف کی ہے اور نامور ائمہ ثقات میں ان کو شمار کیا ہے۔(۲)

(۱) الطبقات لابن سعد (۶/۳۷۱)
(۲) ترتيب الثقات للعجلي (ص ۲۲۰)

ابن شاہین رحمہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب الثقات" میں "امیر المؤمنین فی حدیث" کے لقب سے ان کو یاد کیا ہے۔(۱)

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں اعلیٰ اور قابل رشک اوصاف وخصائل کے جامع سمجھتے ہیں۔(۲)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان ائمہ کی صف میں جگہ دی ہے جن کی توثیق وتعدیل کی حاجت نہیں۔ چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"كان إمامًا من أئمة المسلمين، وعلمًا من أعلام الدين، مجمعًا على أمانته بحيث يستغني عن تزكية مع الإتقان والحفظ، والمعرفة والضبط، والورع والزهد"(۳)

"سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے مقتدیٰ، دین کی نشانی ہیں، ان کی امانت پر اجماع ہے، (اس وجہ سے) وہ تزکیہ سے مستغنی ہیں۔ وہ (اپنی) پختگی، حفظ، معرفت، ضبط، پرہیزگاری اور دنیا سے بے رغبتی جیسے اوصاف میں امتیازی شان کے حامل تھے۔"

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موصوف مرجع خلائق اور علم کے چشم وچراغ ہیں اس بناء پر وہ تزکیہ سے مبراء اور مستغنی ہیں۔(۴)

علومِ حدیث میں منصب امامت:

علوم حدیث میں موصوف اپنے دور کے جلیل القدر ائمہ حدیث میں شمار ہوتے

(۱) تاريخ أسماء الثقات (ص ۱۵۴)
(۲) كتاب الثقات لابن حبان (۶/۴۰۲)
(۳) تهذيب الكمال (۷/۳۶۳)
(۴) تهذيب التهذيب (۴/۱۰۱)

ہیں، اس میدان میں ان کے مساعی جمیلہ اہل علم سے مخفی نہیں بلکہ وہ اپنے دور کے مقتدا سمجھے جاتے تھے، چنانچہ علامہ یوسف مزی سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"أصحاب الحديث ثلاثة: ابن عباس في زمانه، والشعبي في زمانه، والثوري في زمانه."(۱)

"سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ (وہ) محدثین (جو بڑے شان کے مالک ہیں) تین ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے میں، شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے میں، سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے میں۔"

اسی وجہ سے محدثین کی ایک جماعت ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتی تھی جن میں شعبہ، سفیان بن عیینہ، ابو عاصم النبیل اور یحیی بن معین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام قابل ذکر ہیں۔(۲)

اسی طرح ان کے پاس حدیث کا ایک بڑا ذخیرہ تھا جس کی بدولت ان کے احادیث سے بے شمار خلق فیضیاب ہوئی، چنانچہ ان کے تلمیذ رشید اشجعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"سمعت من الثوري ثلاثين ألف حديث."(۳)

"میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے تیس ہزار احادیث کی سماع کا شرف حاصل کیا۔"

مگر کثرت روایت کے باوجود معرفت حدیث اور ضبط الفاظ کا یہ عالم تھا کہ ابن

(۱) تهذيب الكمال (۳۶۱/۷)
(۲) تهذيب الكمال (۳۶۰/۷)
(۳) سير اعلام النبلاء (۲۴۷/۷)

مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو فن حدیث میں سب سے زیادہ معرفت حدیث سے آراستہ سمجھتے تھے۔(۱)

ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سند اور متن حدیث میں شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ حافظ تھے۔(۲) خود شعبہ کو بھی اس بات کا اعتراف تھا جیسا کہ وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے نقل کیا ہے۔(۳)

اور خریبی رحمہ اللہ تعالیٰ تو یہاں تک کہتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی محدث کو نہیں دیکھا۔"(۴)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ صالح بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ان کی محدثانہ شان پر روشنی ڈالتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

"قال صالح بن محمد: سفيان ليس يتقدمه عندي أحد، وهو أحفظ وأكثر حديثا من مالك، ولكن كان مالك ينتقي الرجال، وسفيان أحفظ من شعبة وأكثر حديثا، بلغ حديثه ثلاثين ألفا، وشعبة نحو عشرة آلاف."(۵)

"صالح بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میرے نزدیک کوئی سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے بالاتر نہیں ہے، وہ حفظ اور کثرت حدیث میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہیں، ہاں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ رجال کی چھان بین میں فائق ہیں۔ سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی حفظ حدیث اور کثرت روایات میں بالاتر ہیں، ان کی مرویات

(۱) سير اعلام النبلاء (۲۴۸/۷)
(۲) سير اعلام النبلاء (۲۷۰/۷)
(۳) تهذيب الكمال (۳۶۰/۷)
(۴) سير اعلام النبلاء (۲۵۵/۷)
(۵) سير اعلام النبلاء (۲۷۱/۷) وتهذيب التهذيب (۱۰۲/۴)

تیس ہزار تک پہنچتی ہیں، جبکہ شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی احادیث تقریباً دس ہزار ہیں۔

اصحاب صحاح ستہ موصوف سے روایت کرتے ہیں۔(۱)

اسی طرح علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں جلیل القدر حفاظ و محدثین عظام کی فہرست میں بھی ان کو شمار کیا ہے۔(۲)

جمع اور تبویب حدیث کا کارنامہ:

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو جہاں حدیث میں ایک بلند و بالا مرتبہ حاصل ہے کہ اپنے دور کے ائمہ اور مقتدا بھی ان سے استفادہ کرتے رہے تو اسی طرح وہاں ان کے دیگر کارنامے بھی قابل ذکر ہیں اور نہ صرف قابل ذکر بلکہ ائمہ حدیث ان کی کاوشوں کو بہت لائق تحسین اور قابل ستائش سمجھتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جہاں مختلف بلاد اسلامیہ کے ان نامور جلیل القدر ائمہ حدیث کے اس عظیم الشان خدمت کا ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے اپنے بلاد میں جمع و تبویب حدیث کا آغاز کیا، جس کی بدولت ذخیرہ حدیث ایک مرتب شکل میں محفوظ ہوا، تو محدثین کے اس طائفے میں انہوں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے کوفہ میں اس مبارک کارنامے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور جمع حدیث کی سعادت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔(۳)

اسی طرح حدیث میں ان کی ایک کتاب بھی مشہور ہے جو ''جامع سفیان ثوری'' کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔(۴)

(۱) تھذیب الکمال (۳۵۳/۷)
(۲) تذکرۃ الحفاظ (۲۰۳/۱)
(۳) تدریب الراوی (ص ۸۱)
(۴) تدریب الراوی (ص ۹۶)، مناقب الامام الاعظم للکردی (۱۸۲/۲)

ایک ضروری وضاحت:

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر محدثین کا یہ کارنامہ اپنی کتب میں جمع حدیث تک محدود ہے، کیونکہ تدوین حدیث کا کام تو خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہو چکا تھا جس کے مدون اول امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ یا شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔(۱) پھر علامہ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق جمع سے مراد احادیث کو مختلف ابواب پر مرتب کرنا ہے، کیونکہ جمع حدیث کی خدمت امام شعبی کوفی رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ نے انجام دی تھی۔(۲) اور محقق العصر مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے، پھر وہ اس موضوع کو مزید وسعت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث احکام میں سے صحیح اور معمول بہ روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف میں ان کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا جس کا نام ''کتاب الآثار'' ہے، اور یہ احادیث صحیحہ کی قدیم ترین تالیف ہے جو دوسری صدی کے ربع ثانی میں مرتب ہوئی، تاہم اس سے قبل امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جمع حدیث صرف چند ابواب پر مشتمل تھی، چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پوری خوش اسلوبی کے ساتھ تکمیل تک پہنچایا۔''(۳)

نامور محدثین میں شمار:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے تحریر

(۱) تدریب الراوی (ص ۸۲)، ابن ماجہ اور علم حدیث (ص ۱۵۸)
(۲) تدریب الراوی (ص ۸۲)
(۳) ابن ماجہ اور علم حدیث (ص ۱۵۸، ۱۵۹)

فرماتے ہیں

"يقال من لم يجمع حديث هؤلاء الخمسة فهو مفلس في الحديث: الثوري، وشعبة، ومالك، وحماد بن زيد، وابن عيينة، وهم أصول الدين"(۱)

"کہا جاتا ہے کہ جنہوں نے ان پانچ ائمہ حدیث کے مرویات کو جمع نہ کیا تو وہ حدیث میں مفلس ہے۔ وہ سفیان ثوری، شعبہ، امام مالک، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور وہ (سب) دین کے اصول ہیں۔" (یعنی ان کی احادیث اصول دین ہیں۔)

اصح الاسانید میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ:

علوم حدیث میں موصوف کی جلالت شان کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ نامور ائمہ حدیث اور مقتدائے امت ان کی سند سے منقول مرویات کو اصح الاسانید کے زمرے میں داخل کرتے ہیں جو بلاشبہ ان کی امتیازی شان کو جلا بخشتی ہے۔

چنانچہ ان اسانید میں سے موصوف کی درج ذیل سند کو عبداللہ بن مبارک، عجلی اور نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ نے سب سے راجح اور عمدہ قرار دیا ہے۔

"سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب منصور سے روایت کریں، وہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔"(۲)

اس سند کے بارے میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مذکورہ

(۱) فتح المغيث (۳/۳۲۶)
(۲) تدريب الراوي (ص ۷۷)

سند سے حدیث کا سماع ایسا ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا ہو۔

اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے اس سند پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔(۱) امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ سند کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصح الاسانید میں سے قرار دیا ہے۔(۲) اس کی مزید تفصیل عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ میں آئے گی۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تدریب الراوی" میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک اور سند کو اصح قرار دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"عن احمد بن حنبل: ليس بالكوفة أصح من هذا الإسناد: يحيى بن سعيد القطان، عن سفيان الثوري، عن سليمان التيمي، عن الحارث بن سويد، عن علي رضي الله تعالى عنه"(۳)

"امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ اسانید کوفہ میں یہ سند سب سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ (جب) سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے (روایت کریں) وہ سلیمان تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ حارث بن سوید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔"

فقہ میں مرتبہ ومقام:

حدیث کی طرح فقہ میں بھی موصوف کا ایک قابل ذکر چرچا رہا ہے، اسی بناء پر ائمہ اعلام کی ایک جماعت ان کے تفقہ اور فقہی بصیرت پر شاہد رہی ہے۔ اور ائمہ

(۱) الكفاية في علم الرواية (ص ۳۹۸)
(۲) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص ۱۰۴)
(۳) تدريب الراوي (ص ۷۹)

حدیث نے جابجا کتب رجال میں حدیث کے ساتھ ان کی فقہی بصیرت پر روشنی ڈالی ہے، چنانچہ علامہ یوسف مزیؒ یحییٰ بن معینؒ سے ناقل ہیں۔

"هو لا يقدم على سفيان في زمانه أحدًا في الفقه والحديث والزهد وكل شيء."(۱)

"کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ سفین ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر ان کے دور میں کسی کو بھی فقہ، حدیث، زہد اور بہت ساری (باتوں) میں ترجیح نہیں دیتے تھے۔"

عبداللہ بن داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔(۲)

اور زائدہ بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں، چنانچہ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

"قال زائدة: كان سفيان أفقه الناس."(۳)

"زائدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ سفین ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ ہیں۔"

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سفین الثوری جب "رے" میں تھے تو وہاں کے قاضی زبیر بن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ ان سے قضاء کے کچھ مسئلے پوچھتے رہے

"ويفتيه الثوري، ويقضي به الزبير."(۴)

"تو سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ (ان مسائل کے بارے میں) ان کو فتوی

(۱) تهذيب الكمال (۷/۳٦۱)
(۲) تهذيب الكمال (۷/۳٦۲)
(۳) سير اعلام النبلاء (۷/۲۷۰)
(٤) كتاب الجرح والتعديل للرازي (۳/۲۲۲)

دیتے تھے اور زبیر رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔"

ابو حاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو فقیہ، امام، حافظ اور زاہد تسلیم کرتے ہیں۔(۱)

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے تفقہ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

"وكان من سادات أهل زمانه فقهًا وورعًا وحفظًا وإتقانًا."(۲)

"سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ، پرہیزگاری، حفظ اور قوت ضبط میں اپنے دور کے سرتاجوں میں سے ہیں۔"

فن جرح وتعدیل اور رجال پر کلام کرنے میں موصوف کی امامت:

جرح وتعدیل میں بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا رتبہ مسلم ہے، ناقدین اور ائمہ حدیث رواۃ کی توثیق وتضعیف میں ان کے اقوال وآراء پر اعتماد کرتے ہیں، کیونکہ انہیں رجال کی پوری معرفت حاصل تھی جیسا کہ علامہ ذہبی یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں۔

"سفيان أثبت من شعبة، وأعلم بالرجال."(۳)

"کہ سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ پکے ہیں اور رجال کی خوب معرفت حاصل ہے۔"

تو اسی بناء پر اصحاب فن ان کو ائمہ جرح وتعدیل میں شمار کرتے ہیں۔

جرح وتعدیل میں موصوف امام بخاریؒ کی نظر میں.

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن کا چشم وچراغ

(۱) سير اعلام النبلاء (۷/۲۷۰)
(۲) ثقات ابن حبان (٦/٤۰۲)
(۳) سير اعلام النبلاء (۷/۲۳۹)

ماننے میں اور انہوں نے ''تاریخ کبیر'' کے متعدد مقامات پر رواۃ کی چھان بین میں ان کی رائے کو بطور سند پیش کیا ہے، جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جرح و تعدیل کے باب میں وہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو کس قدر نگاہِ عظمت سے دیکھتے ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''ثویر بن ابی فاختہ'' کے بارے میں ان کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال سفیان الثوری: کان ثویر من ارکان الکذب."(۱)

''سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ثویر بن ابی فاختہ جھوٹ کی جڑ ہے۔''

اسی طرح ایک دوسری جگہ میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''جبلۃ بن سحیم رحمہ اللہ تعالیٰ'' کی توثیق کے بارے میں ان کی رائے سے استدلال کیا ہے۔(۲)

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو فن جرح و تعدیل کے رؤساء اور بلند پایہ ائمہ میں شمار کرتے ہیں، اور ''مقدمہ صحیح مسلم'' کے کئی راویوں پر موصوف کی آراء کو بطور سند پیش کیا ہے۔ جیسے کہ عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ سے ''سعید بن مصلوب'' کے بارے میں پوچھا:

"فاخبرنی انہ کذاب."(۳)

''تو سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ بڑا جھوٹا ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

شیخین رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی رواۃ حدیث کی

(۱) التاریخ الکبیر (۱/۲/۱۸۴)
(۲) التاریخ الکبیر (۱/۲/۲۱۹)
(۳) مقدمۃ صحیح مسلم (۱/۱۳)

توثیق و تضعیف میں موصوف کی آراء سے استدلال کیا ہے اور ''کتاب العلل'' میں کئی راویوں پر ان سے جرح نقل کی ہے۔ مثلاً ''محمد بن السائب الکلبی'' کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اتقوا الکلبی، فقیل لہ فانک تروی عنہ، قال انا اعرف صدقہ من کذبہ."(۱)

''کہ کلبیؒ سے بچتے آپ کو بچاؤ، چنانچہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جو ان سے روایت کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان کے صدق و کذب کو جانتا ہوں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو فن شناس امام مانا ہے اور ان کی محدثانہ شان اور فقہی بصیرت کو بھی خوب بیان کیا ہے۔ چونکہ موصوف ایک وقت ان علوم میں منصب امامت پر فائز تھے، اس بناء پر ائمہ فن نے ان کو جلیل القدر امام جرح و تعدیل اور نادرۂ روزگار محدث تسلیم کیا ہے، اور صف اول کے محدثین عظام اور رواۃ حدیث پر ناقدانہ کلام کرنے والے اہل بصیرت کے طبقہ میں ان کی قابل قدر خدمات کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کی ہیں۔ اسی طرح سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن رواۃ پر کلام کیا ہے ان میں سے بعض کی انہوں نے توثیق کی ہیں اور کچھ مجروحین ہیں۔

چنانچہ مجروحین میں سے ایک علی بن ربیعہؒ بھی ہے، جن کی طرف سہو سے کمزوری اور ضعف کی نسبت کی ہے۔(۲)

تاہم غیر مجروحین میں ''موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے بارے میں ان

(۱) کتاب العلل للترمذی (۲/۲۳۶)
(۲) تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل (ص ۷۵)

سے منقول ہے:

"كان سفيان الثوري يحسن الثنا على موسى بن ابي عائشة"(۱)

"کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ موسیٰ بن ابی عائشہ کی عمدہ مدح سرائی بیان کرتے تھے۔"

امام ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قرن رابع کے نامور محدث ناقد ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی جملہ علمی اوصاف نہایت عمدہ پیرائے میں بیان کئے ہیں اور رجال پر ان سے منقول ناقدانہ کلام کو ایک مستقل عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

"قال سفيان الثوري لما استعمل الرواة الكذب، استعملنا لهم التاريخ"(۲)

"سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ جب رواۃ (حدیث) نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہمیں بھی ان کی (چھان بین) کے لئے تاریخ سے کام لینا پڑا۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

بالغ النظر مؤرخ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مذکورہ منصب کا حامل تسلیم کیا ہے اور اپنے رسالے "ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل" میں طبقہ اولیٰ کے ائمہ جرح و تعدیل اور رواۃ حدیث کا بغور جائزہ لینے والے اہل بصیرت ناقدین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔(۳)

(۱) تقدمة المعرفة لكتاب الجرح والتعديل (ص ۸۲)
(۲) مقدمة الكامل (۹۷/۱)
(۳) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۱۷۶)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

متاخرین میں سے علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی متقدمین کی روش پر قائم ہیں، چنانچہ انہوں نے بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو امام جرح و تعدیل اور زبردست ماہر نقاد مانا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ موصوف نے "الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ" میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو عہد تابعین کے جلیل القدر ائمہ ناقدین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ، اور امام شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے طبقہ میں شمار کیا ہے۔(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف تلمذ اور روایت:

موصوف کی جلالت شان ائمہ حدیث کی تصریحات سے مولیٰ واضح ہو گئی کہ وہ اپنے زمانے کے یگانہ روزگار محدث اور نامور فقیہ تھے، اسی طرح دوسرے اوصاف و خصائل میں بھی قابل ذکر شہرہ رہا۔ تاہم اس کے باوجود اہل علم کی ایک جماعت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تلمذ کی تصریح کر چکی ہے۔ چنانچہ ابن بزار کردری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"سفيان بن سعيد الثوري الكوفي روى عنه مصرحا ومكنيا"(۲)

"سفیان بن سعید ثوری کوفی رحمہ اللہ تعالیٰ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے صراحتاً اور کنایۃً روایت کرتے ہیں۔"

اسی طرح صاحب "عقود الجمان" نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے۔(۳)

امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع المسانید" میں امام صاحب سے ان کے

(۱) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۳)
(۲) مناقب الكردري (۲۲۰/۲)
(۳) عقود الجمان (ص ۱۱۵)

تلمذ پر روشنی ڈالی ہے، اور اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ جہاں سفیان "اخبرنا الثقة" یا "بعض اصحابنا" کہتے ہیں تو وہاں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ مراد ہوتے ہیں۔(۱) "جامع المسانید" کے متعدد ابواب میں ان سے کئی مرویات منقول ہیں یہاں صرف مندرجہ ذیل روایت ذکر کی جاتی ہے:

"سفيان الثوري، عن أبي حنيفة، عن الهيثم وربيعة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض وهوابن ثلاث وستين، وقبض ابوبكر وهوابن ثلاث وستين، وقبض عمروهوابن ثلاث وستين."(۲)

"سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ ہیثم اور ربیعہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے (اور یہ دونوں) انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرماگئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تریسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے انتقال فرماگئے۔ (اسی طرح) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تریسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے تشریف لے گئے۔"

فائدہ: یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مذکورہ روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ثنائیات میں سے ہے۔ چنانچہ ہیثم وربیعہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں تابعی ہیں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

مذکورہ بالا تصریحات سے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱) جامع المسانيد (۲/۴۶۸)
(۲) جامع المسانيد (۱/۲۲۴)

سے تلمذ بالکل نمایاں ہے اسی طرح فقہ میں بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے متبعین میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"قال أبو يوسف سفيان الثوري أكثر متابعة لأبي حنيفة مني."(۱)

"امام قاضی ابویوسف کا بیان ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اتباع کرتے ہیں۔"

امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کی کتاب "جامع سفیان الثوری" کے بارے میں اپنی اظہار خیال اس طرح فرمایا۔

"لما قدم زفر البصرة نقل اليه جامع سفيان فقال هذا كلامنا ينسب الى غيرنا."(۲)

"جب امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ بصرہ تشریف لائے تو ان کے سامنے جامع سفیان ثوری لائی گئی تو آپ نے (دیکھ کر) فرمایا کہ یہ ہمارا کلام غیروں سے نقل کررہے ہیں۔"

"جامع سفیان ثوری" کے بارے میں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ان کے فقہی مسائل سے متعلق ہے، امام سفیان ثوری اور امام اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کوفہ کے رہنے والے تھے، چنانچہ فقہ میں بھی عموماً دونوں کا مذہب ایک رہا ہے اور اس سے قبل امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح بھی گزر چکی کہ وہ مجھ سے بھی زیادہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی متابعت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود مجتہد مطلق تھے جیسے کہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کو بھی یہ رتبہ حاصل تھا، لیکن چونکہ ان حضرات کو

(۱) الانتقاء في فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء (ص۱۹۸)
(۲) مناقب الامام الاعظم للكردري (۲/۱۸۲)

تدوین مذہب کا شرف حاصل ہے، اس بناء پر ان کا شمار ائمہ احناف میں ہوتا ہے، جبکہ سفیان ثوری اور لیث بن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اپنا مذہب مشہور ہوا جو کچھ عرصے تک چلتا رہا، اسی وجہ سے ان کو مجتہد مطلق مانا جاتا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الانصاف" میں اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے، اور اسی کی مزید تفصیل لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال میں آ جاتی ہے۔(۱)

موصوف کا مسلک محققین کی نظر میں:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی جامع میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب نقل کرتے ہیں، تو اس بارے میں محقق العصر مولانا عبدالرشید نعمانیؒ لکھتے ہیں

"امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی جامع میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب نقل کرتے ہیں جو اکثر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موافق ہوتا ہے کیونکہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ خود بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس درس میں حاضر ہوئے ہیں اور ان سے حدیثیں روایت کی ہیں مگر امام صاحب کی فقہ کو انہوں نے علی بن مسہر رحمہ اللہ تعالیٰ سے اخذ کیا ہے۔ جو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص تلامذہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔(۲)

اسی طرح صاحب "الجواہر المضیۃ" علامہ قرشیؒ نے قاضی صیمری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے علی بن مسہر رحمہ اللہ تعالیٰ سے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا علم حاصل کیا، اور امام اعظمؒ کی کتابیں بھی ان سے لکھیں۔(۳)

(۱) الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (ص۱۸)
(۲) ابن ماجہ اور علم حدیث (ص۱۸٤)
(۳) الجواہر المضیئة (۲/٦١٣)

موصوف کا اپنی "جامع" میں علی بن مسہرؒ سے استفادہ:

صاحب "مقدمہ کتاب تعلیم" مولانا مسعود بن شیبہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی "جامع" کی تصنیف میں بھی زیادہ تر ان ہی سے مدد لی ہے، چنانچہ وہ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ،

"كان سفيان يأخذ الفقه عن علي بن مسهر من قول أبي حنيفة، وأنه استعان به وبمذاكرته على كتابه هذا الذي سماه الجامع."(۱)

"سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ کو علی بن مسہر رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتے تھے اور ان ہی کی مدد اور مذاکرے سے انہوں نے اپنی یہ کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام "جامع" رکھا ہے۔"

اس کتاب کے بارے میں مولانا عبدالرشید نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع سفیان" کا سماع اپنے وطن ہی میں امام ابوحفص کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔(۲)

چونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی زمانہ تحصیل علم میں عبداللہ بن مبارک اور وکیع رحمہما اللہ تعالیٰ کی تصنیفات کی طرح "جامع سفیان ثوریؒ" کا بھی سماع کیا تھا۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی کتابیں نوعمری میں طلباء کو حفظ کرائی جاتی تھیں جیسا کہ عبداللہ بن مبارکؒ کے حالات میں اس پر علامہ ذہبیؒ کی تصریح آ جاتی

(۱) مقدمة كتاب التعليم (ص۱۳۳)
(۲) ابن ماجہ اور علم حدیث (ص۱۸۵)

ہے۔

امام بخاریؒ کا ائمہ احناف سے تلمذ:

یہاں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع سفیان ثوری" اور دیگر کتب ابوحفص کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی ہیں، چنانچہ موصوف کے بارے میں علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

"أخذ العلم عن محمد بن الحسن، وله أصحاب لايحصون".(۱)

"ابوحفص کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ امام محمد بن الحسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور ان کے شاگرد شمار سے باہر ہیں۔"

پھر اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے "ماوراء النہر" کے پورے خطے میں فقہ کی اشاعت کی، اور بخارا کا ہر ہر گاؤں ان کے تلامذہ سے بھرا ہوا تھا۔

اب اس سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ کا اندازہ کیجیے کہ کس قدر ان کو مقبولیت حاصل تھی، دنیا کے ہر خطے میں ان علم کے شہسواروں نے فقہ اور حدیث کے ہر دو میدانوں میں بے مثل کارہائے نمایاں انجام دیئے، جو آج بھی کتب رجال اور تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر محدثین عظامؒ بھی ان مقتدایان امت کی مرہون منت ہیں، انہی ائمہ حدیث وفقہ سے زانوئے تلمذ طے کئے، اور ان کے ناپیدا کنارہ علوم سے اپنی علمی سیرابی کرتے رہے تا آنکہ خود اپنے دور کے سرتاج اور چشم وچراغ ہوئے۔

رحمه الله تعالى.

(۱) الجواهر المضية (۱۶۶/۱)

④ امام حماد بن سلمة بن دینارؒ

(المتوفی ۱۶۷ھ)

نام ونسب:

امام، شیخ الاسلام، ابوسلمہ حماد بن سلمۃ بن دینار البصری۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۹۰ھ کے بعد بصرہ میں ہوئی۔(۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے

- الطبقات الكبرى لابن سعد (۲۸۲/۷)
- تاريخ يحيى بن معين (۱۳۱/۲)
- التاريخ الكبير للبخاري (۲۱/۱/۲)
- تاريخ الثقات للعجلي (ص ۱۳۱)
- الجرح والتعديل للرازي (۱۴۰/۳)
- كتاب الثقات لابن حبان (۲۱۶/۶)
- مشاهير علماء الأمصار لابن حبان (ص ۱۵۷)
- رجال البخاري للكلاباذي (۸۸۷/۲)
- كتاب الجمع بين رجال الصحيحين للمقدسي
- تهذيب الكمال للمزي (۱۸/۵)
- سير اعلام النبلاء للذهبي (۴۴۴/۷)
- تذكرة الحفاظ للذهبي (۲۰۲/۱)
- ميزان الاعتدال للذهبي (۵۹۰/۱)
- الكاشف للذهبي (۲۵۱/۱)
- تهذيب التهذيب لابن حجر (۱۱/۳)
- تقريب التهذيب لابن حجر (۲۳۸/۱)

مشہور شیوخ:

موصوف کے معروف شیوخ میں سے ابن ابی ملیکہ، انس بن سیرین، ثابت البنانی، سماک بن حرب، فقیہ حماد بن ابی سلیمان، ایوب سختیانی، عمرو بن دینار، ابو زبیر مکی، عطاء بن عجلان، عطاء بن سائب اور حمید طویل ہیں جو موصوف کے ماموں بھی ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

مشہور تلامذہ میں ابن جریج، ابن مبارک، یحیی القطان، عبد الرحمن بن مہدی، عفان، شیبان بن فروخ، قعنبی، عبداللہ بن معاویہ جمحی، عبدالواحد بن غیاث اور سعید بن سلیمان ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ، ان کے علاوہ بے شمار لوگ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ اسحاق بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں، وہ یحیی بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ ہیں۔(۱)

اور عباس دوری رحمہ اللہ تعالیٰ ان سے نقل کرتے ہیں کہ حماد بن سلمہؒ کی تمام احادیث ایک جیسی ہیں۔(۲)

اسی طرح یحیی بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے والوں میں سب سے قوی قرار دیتے تھے۔(۳) اور یحیی بن معینؒ یہ بھی

(۱) تهذيب الكمال للمزي (۱۸۱/۵)
(۲) تهذيب الكمال (۱۸۱/۵)
(۳) تهذيب الكمال (۱۸۶/۵)

کہتے ہیں کہ ثابتؒ سے روایت کرنے والوں میں سے جس نے حماد بن سلمہؒ سے مخالفت کی تو اس میں حماد بن سلمہؒ کے قول کو ترجیح ہوگی، پھر ان سے سوال کیا گیا کہ اگر ثابتؒ سے روایت کرنے والوں میں سے سلیمان بن مغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ حماد بن سلمہؒ سے مخالفت کریں تو کس کو ترجیح ہوگی؟ تو فرمایا کہ سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ قوی ہے لیکن حماد بن سلمہؒ، ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں سے اعلم الناس ہے۔(۱)

احمد بن زہیر رحمہ اللہ تعالیٰ ابن معین سے ناقل ہیں کہ ان کے نزدیک حماد بن سلمہؒ ثابتؒ سے روایت کرنے والوں میں سے قوت وضبط میں سب سے مستحکم ہیں۔(۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ حماد بن سلمہؒ کے بڑے مداح ہیں اور ان کے ہاں موصوف کی بڑی قدر ومنزلت تھی، چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ محمد بن مظہر رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"وقال محمد بن مُطهّر سألت أحمد بن حنبل، فقال: حماد بن سلمة عندنا من الثقات، ما نزداد فيه كل يوم إلا بصيرة"(۳)

"محمد بن مطہرؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے (موصوف کے بارے میں) پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حماد بن سلمہؒ ہمارے نزدیک ثقات اور معتمد لوگوں میں سے ہیں۔ ہم روز ان کی فہم وفراست ترقی پذیر ہی پاتے ہیں۔"

علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہؒ ثابت رحمہ اللہ

(۱) تاريخ ابن معين (۱۳۱/۲)
(۲) سير أعلام النبلاء (۴۴۸/۷)
(۳) سير أعلام النبلاء (۴۴۸/۷)

تعالیٰ کے تلامذہ میں سب سے قوی تھے۔(۱)

امام ساجی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ ثقہ، مامون اور قابل اعتماد ہیں۔(۲)

ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ موصوف ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں، لیکن شاذ و نادر حدیثِ منکر بھی بیان کرتے ہیں۔(۳)

ابو الولید باجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''رجال بخاری'' میں حکایت کی ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ سے موصوف کے بارے میں پوچھ گیا تو فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں۔(۴)

عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی موصوف کی خوب مدح سرائی کی ہے اور ان کے پاس ذخیرۂ حدیث کا بھی اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"وقال العجلی ثقة رجل صالح حسن الحدیث، وقال إن عنده الف حدیث حسن لیس عند غیره."(۵)

''عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حماد بن سلمہ ثقہ، نیک سیرت، حسن الحدیث ہیں، اور (مزید) فرمایا کہ موصوف کے پاس ایک ہزار حدیث حسن ہے جو کسی اور کے پاس نہیں۔''

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو اپنی کتاب ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔(۶)

(۱) سیر اعلام النبلاء (۴۴۷/۷)
(۲) تهذیب التهذیب (۱۴/۳)
(۳) الطبقات الکبری لابن سعد (۲۸۲/۷)
(۴) تهذیب التهذیب (۱۴/۳)
(۵) تاریخ الثقات للعجلی (۱۳۱)
(۶) کتاب الثقات لابن حبان (۲۱۶/۶)

اسی طرح علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ''تذکرۃ الحفاظ'' میں جلیل القدر ائمہ اعلام میں شمار کیا ہے۔(۱)

اب مشہور ائمہ حدیث کی تعدیل اور مدح سرائی سے موصوف کی ثقاہت میں کوئی شبہ نہیں رہتا، اور خاص طور سے عجلی، ابن حبان اور علامہ ذہبی رحمہم اللہ تعالیٰ کا ''ثقات'' اور ''حفاظ'' میں تذکرہ ہی حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی رفعت شان کے لئے کافی ہے۔

علومِ حدیث میں مرتبہ ومقام:

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو علوم حدیث میں ایک بلند پایہ مقام حاصل ہے اور اکابر ائمہ حدیث نے اس امر کا اعتراف بھی کیا ہے، چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"وقال إسحاق بن سیار النصیبی، عن عمرو بن عاصم کتبت عن حمّاد بن سَلمة بضعة عشر الفًا."(۲)

''اسحاق بن سیار رحمہ اللہ تعالیٰ عمرو بن عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دس ہزار سے زائد حدیث لکھی ہیں۔''

علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ضریس رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حماد بن سلمہ کی مرویات میں سے دس ہزار حدیث کا ذخیرہ موجود تھا۔(۳)

اسی طرح جعفر طیالسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عفان رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ

(۱) تذکرۃ الحفاظ للذهبی (۲۰۲/۱)
(۲) تهذیب الکمال للمزی (۱۸۲/۵)
(۳) سیر اعلام النبلاء (۴۴۶/۷)

انہوں نے بھی موصوف سے اس قدر ذخیرہ حدیث تحریزاً محفوظ کیا ہے۔(۱)

واضح رہے کہ یہ ذخیرہ، حدیث آثار اور احادیث مقطوعہ کے کل مجموعے کا ہے جیسا کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تصریح کی ہے۔(۲)

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو اپنے معاصرین میں سب سے ممتاز قرار دیا ہے نیز حمید طویل رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے میں کسی کو ان کے ہم پلہ نہیں سمجھتے، چنانچہ علامہ یوسف مزیؒ زکریا بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں

"قال زكريا بن يحيى حدثنا ابو طالب ان ابا عبدالله، قال حماد بن سلمة اعلم الناس بحديث حُميد، وأصح حديثا."(۳)

"زکریا بن یحییٰؒ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو طالب نے ابو عبداللہ امام احمد بن حنبلؒ کے حوالے سے بیان کیا، کہ ان کے علم میں حماد بن سلمہ مرویات حمید رحمہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور وہ سب سے صحیح احادیث والے ہیں۔"

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر زکریا بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ابو طالب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بات کہ حماد بن سلمہؒ حمید طویلؒ سے روایت کرنے میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور مستحکم ہیں، فن حدیث میں وہ حمیدؒ کے ابتدائی تلامذہ میں سے ہیں تو اس بنا پر اپنی احادیث میں ان کے دوسرے تلامذہ سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔(۴)

(۱) سير اعلام النبلاء (۷/۴۴۶)
(۲) سير اعلام النبلاء (۷/۴۴۵)
(۳) تهذيب الكمال (۵/۱۸۰)
(۴) تهذيب الكمال (۵/۱۸۰)

فقہی بصیرت:

علامہ یوسف مزیؒ حماد بن سلمہؒ کی فقہی بصیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے ابو عمر جرمی نحوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں

"وقال أبوعمر الجرمي النحوي: ما رأيت فقيها قط أفصح من عبد الوارث، وكان حماد بن سلمة أفصح منه."(۱)

"ابو عمر جرمی نحویؒ کا بیان ہے کہ میں نے خوش گفتاری اور فصاحت میں عبد الوارث رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی فقیہ کو نہیں پایا اور حماد بن سلمہ تو فصاحت میں ان سے بھی آگے تھے۔"

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "کامل" کے اندر حماد بن سلمہ کی بعض ایسی روایت کا ذکر کیا ہے جن کے متن یا سند میں وہ منفرد ہیں، پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ جلیل القدر مسلمانوں میں سے ہیں اور بصرہ کے مفتی بھی ہیں۔(۲)

اسی طرح علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سیر اعلام النبلاء" میں موصوف کے بارے میں اپنا اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حدیث کی امامت کے ساتھ موصوف کو عربیت میں بھی امامت کا اونچا درجہ حاصل ہے، وہ بہت تیز گفتار فقیہ متبع سنت اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔(۳)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو امام المسلمین کے لقب سے یاد کیا ہے۔(۴)

(۱) تهذيب الكمال (۵/۱۸۲)
(۲) تهذيب التهذيب (۴/۱۴)
(۳) سير اعلام النبلاء (۷/۴۴۷)
(۴) سير اعلام النبلاء (۷/۴۵۲)

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور جمع حدیث:

موصوف کو علوم حدیث میں ایک بلند پایہ مقام حاصل ہے، جیسا کہ نامور محدثین عظام کی مذکورہ بالا تصریحات وآراء اس امر کی شاہد ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور خصوصیت سے بھی نوازا ہے کہ ان کا شمار ان نادرہ ہستیوں میں بھی ہے جو ائمہ حدیث کی نظر میں اپنے وقت کے جامعین حدیث کہے جاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تدریب الراوی'' میں مختلف بلادِ اسلامیہ کی ان نادرہ شخصیات کو ذکر کیا ہے، ان میں عراق کے مشہور شہر ''بصرہ'' کے سب سے پہلے جامع الحدیث، حماد بن سلمۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ (۱)

مصنفِ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

امام ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ''کتب احادیث صحیحہ'' کا تذکرہ کیا ہے تو انہوں نے ''مصنف حماد بن سلمہ'' کو بھی کتب احادیث صحیحہ کے زمرے میں داخل کیا ہے، نیز اسے ''موطاء امام مالک'' اور موطاء ابن ابی ذئب'' وغیرہ پر مقدم رکھا ہے۔ (۲)

اسی طرح مؤرخ اسلام علامہ ذہبیؒ بھی اس امر کی تصریح کرچکے ہیں، کہ موصوف کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ (۳) اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ابن ابی عروبۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصانیف لکھیں۔ (۴)

اصح الاسانید میں مرتبہ ومقام:

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ ''اصح الاسانید'' کی بحث میں اصح اسانید

---

(۱) تدریب الراوی (ص ۸۲)

(۲) تدریب الراوی (ص ۹۶)

(۳) سیر اعلام النبلاء (۴۴۷/۷)

(۴) تذکرۃ الحفاظ (۲۰۳/۱)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح امام ثابت البنانی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ثقہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخوبی جانتے ہیں پھر ثابت البنانی کے معتمد تلامذہ میں حماد بن زید ہیں اور ایک قول کے مطابق حماد بن سلمہ ہیں۔ اب حافظ ابن حجرؒ کی مذکورہ تصریح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''مالك رحمه الله تعالى، عن الزهري رحمه الله تعالى عن انس رضي الله تعالى عنه'' کی طرح ''حماد بن سلمة رحمه الله تعالى، عن ثابت البناني رحمه الله تعالى، عن انس رضي الله تعالى عنه'' والی سند بھی اصح الاسانید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے ہے، چنانچہ موصوف کی ترجیح کے قائل نظر آتے ہیں۔ (۱)

فن جرح وتعدیل میں موصوف کا مرتبہ ومقام امام مسلمؒ کی نظر میں:

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے نامور ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں، کیونکہ امام فن اس باب میں موصوف کی آراء واقوال پر اعتماد کرتے ہیں، چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اس فن کے جاننے والوں میں سے قرار دیا ہے نیز انہوں نے ''مقدمہ صحیح مسلم'' میں ''صالح المری'' پر حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جرح کو بھی نقل کیا ہے۔ (۲)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ'' میں حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ''المتکلمون في الرجال'' میں شمار کیا ہے۔ کہ موصوف اس باب میں کسی راوی حدیث کی توثیق یا تضعیف کرسکتے ہیں، اور اس کے امر... ی کو

---

(۱) تدریب الراوی (ص ۷۸)

(۲) مقدمۃ صحیح مسلم (۱۷/۱)

سفیان ثوری اور ابن الماجشون رحمہم اللہ تعالیٰ کے بعد ذکر کیا ہے۔(۱)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے رسالے "ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل" میں ان کو جلیل القدر ائمہ جرح وتعدیل میں شمار کیا ہے، کہ جرح وتعدیل کے باب میں ان کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ لیکن علامہ ذہبیؒ نے ان کو لیث بن سعد اور زائدہ بن قدامہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے بعد ذکر کیا ہے، جبکہ علامہ سخاوی نے ان کو لیث بن سعدؒ سے پہلے ذکر کیا ہے۔(۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرفِ تلمذ اور روایت:

علامہ ابن بزاز کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حماد بن سلمہؒ کے بارے میں "مناقب امام اعظم" میں تحریر کیا ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بصری تلامذہ میں سے ہیں۔(۳)

اسی طرح علامہ یوسف صالحی دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو "عقود الجمان" میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔(۴)

اور علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو "الجواہر المضیۃ" میں ائمہ احناف کے زمرے میں داخل کیا ہے۔(۵)

رحمہ اللہ تعالیٰ.

---

(۱) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ (ص۱۶۳)
(۲) ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل (ص۱۷۶)
(۳) مناقب الامام الاعظم للکردری (۲۲۷/۲)
(۴) عقود الجمان (۱۰۸)
(۵) الجواہر المضیۃ (۱۴۹/۲)

⑤ امام اللیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفہمیؒ

(المتوفی ۱۷۵ھ)

نام ونسب:

امام، حافظ، شیخ الاسلام، ابوالحارث لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفہمی المصری۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت مصر کی "قرقشندہ" نامی بستی میں ۹۴ھ کو ہوئی۔(۱)

---

(۱) موصوف کا تذکرہ درجہ ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے
- الطبقات الکبری لابن سعد (۵۱۷/۷)
- التاریخ الکبیر للبخاری (۲۴۶/۱/۴)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص۳۹۹)
- کتاب الجرح والتعدیل للرازی (۱۷۹/۷)
- کتاب الثقات لابن حبان (۳۶۰/۷)
- مشاہیر علماء الامصار لابن حبان (ص۱۹۱)
- تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین (ص۲۷۵)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۶۳۳/۲)
- طبقات المحدثین باصبہان لابی الشیخ الانصاری (۴۰۵/۱)
- الجمع بین الصحیحین للمقدسی (۴۳۳/۲)
- تہذیب الکمال للمزی (۴۳۶/۱۵)
- سیر اعلام النبلاء للذہبی (۱۳۶/۸)
- تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۲۲۴/۱)
- تاریخ الاسلام للذہبی (وفیات ۱۷۱ـ۱۸۰ ص ۳۰۲)
- الکاشف للذہبی (۱۳/۳)
- تہذیب التہذیب لابن حجر (۴۱۲/۸)
- تقریب التہذیب لابن حجر (۴۸/۲)
- خلاصۃ تہذیب الکمال للخزرجی (ص۲۷۵)

کی آئینہ دار ہے۔(۱)

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کو علوم حدیث میں ایک امتیازی شان حاصل تھی۔ چنانچہ وہ اپنے زمانے کے مقتدا سمجھے جاتے تھے اور اس فن میں منصب امامت پر فائز تھے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ليس فيهم، يعني أهل مصر، أصح حديثاً من الليث بن سعد"(۲)

"اہل مصر میں لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ (سے بڑھ کر) کوئی صحیح تر حدیث والا نہیں۔"

اور ایک دفعہ ان کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ وہ زیادہ علم والے ہیں اور ان کی احادیث صحیح ہیں۔"(۳)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کے بڑے مداح ہیں، فقہ کی طرح حدیث میں بھی ان کی سیادت تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ امام یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

"عن حرملة بن يحيى: سمعت الشافعي يقول: الليث أتبع للأثر من مالك."(۴)

"حرملہ بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ حدیث کے پیرو ہیں۔"

(۱) الكفاية في علم الرواية (ص ۸۶)
(۲) تهذيب الكمال (۱۵/۴۴۰)
(۳) تهذيب الكمال (۱۵/۴۴۰)
(۴) تهذيب الكمال (۱۵/۴۴۴)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کے کارناموں اور علمی خدمات کو بہت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے جو قابل رشک ہونے کے ساتھ موصوف کے ان اوصاف کا صحیح آئینہ دار بھی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"کہ لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ محدث وفقیہ مصر اس شہر کے رئیس اور سردار اور معزز وباوقار شخص ہیں۔ اور ان کے وجود پر پوری ملکی قلمرو فخر کرتی ہے۔"(۱)

ان کی جلالت شان اور حدیث میں ایک بلند پایہ ہے، جس کی وجہ سے علامہ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" کے تذکرہ میں تذکرہ کیا ہے جو ان کی محدثانہ شان اور قابل رشک ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔(۲)

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ "صحیح بخاری" میں اور امام ابو داود رحمہ اللہ تعالیٰ "سنن" میں ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔(۳)

لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ اور اصح الاسانید احادیث:

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ امر بالکل عیاں ہے کہ لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے ایک جلیل القدر حافظ حدیث اور یگانہ روزگار محدث تھے چونکہ دیار مصر میں ان کی حیثیت ایک امام ومقتدا کی تھی تو اسی وجہ سے متقدمین میں سے امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ "صاحب مستدرک" ان کی سند سے منقول مرویات کو "اصح الاسانید" کے زمرے میں داخل کرتے ہیں اور یہاں انہوں نے لیث بن سعد ہی کو معیار تحقیق ٹھہرایا ہے جیسا کہ ان کی روش سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ "معرفۃ علوم الحدیث" میں رقمطراز ہیں:

(۱) سير أعلام النبلاء (۸/۱۴۳)
(۲) تذكرة الحفاظ (۱/۲۲۴)
(۳) تهذيب الكمال للمزي (۱۵/۴۳۶)

"واثبت اسناد المصريين الليث بن سعد، عن يزيد بن ابى حبيب، عن ابى الخير، عن عُقبة بن عامر الجُهنى."(۱)

''مصریوں کی سند میں سب سے پختہ سند (یہ ہے کہ جب) لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کریں، وہ ابو الخیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ابو الخیر عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔''

فقہی بصیرت:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فقہی بصیرت میں ان کو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

"قال عبدالله بن وهب سمعت الشافعي يقول: الليث افقه من مالك، إلا أن أصحابه لم يقوموا به."(۲)

''عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لیث بن سعد امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ فقیہ تھے، لیکن ان کے تلامذہ نے ان کے مذہب کو مدوّن نہیں کیا۔''

عبدالملک بن یحییٰ بن بکیر اپنے والد یحییٰ بن بکیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فقیہ النفس تھے، عربی زبان دان تھے، قرآن پاک کی تلاوت خوش الحانی سے کرتے تھے، نحو جانتے تھے اور حدیث وشعر کے حافظ بھی تھے۔(۳)

(۱) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص۱۰۳)

(۲) مناقب الليث بن سعد لابن حجر (ص۹) وايضاً تهذيب الكمال (۱۵/۴۴۴)

(۳) تهذيب الكمال (۱۵/۴۴۳)

محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ مصر کے ''طبقہ خامسہ'' میں ان کو شمار کیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ فتویٰ دینے میں ان کو ایک منفرد شان حاصل تھی۔(۱)

علامہ یوسف مزی ''ابن وہب'' کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"عن ابن وهب: لولا مالك والليث لهلكت، كنت أظن أن كل ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم يعمل به."(۲)

''ابن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ اگر امام مالک اور امام لیث بن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا، (کیونکہ) میں سمجھا کرتا تھا کہ ہر وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو وہ قابل عمل ہوگی (جبکہ حقیقت حال اس کے برعکس تھی)۔''

ہر صحیح حدیث کی حجیت پر ایک ضروری وضاحت:

یہاں یہ امر بھی ضرور ملحوظ رہے کہ ہر صحیح حدیث فقہائے کرام کے ہاں قابل حجت نہیں ہوتی، بلکہ جو حدیث ان کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ہو، اس پر ان کا عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر تعامل مدینہ ہے کہ اس کے برعکس روایات ان کے ہاں قابل عمل نہیں ہوتیں، اسی طرح دوسرے فقہائے کرام کے بھی اپنے مقررہ اصول ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''ترتیب المدارک'' اور امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''الانصاف'' میں اس پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔(۳)

ابن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہر صحیح

(۱) الطبقات الكبرى (۷/۵۱۷)

(۲) تهذيب الكمال (۱۵/۴۴۴)

(۳) الانصاف في بيان سبب الاختلاف (ص۱۲۔۴۲) وايضاً حجة الله البالغة (۱/۴۱۴۔۴۱۷) وترتيب المدارك (۱/۶۶،۶۷)

حدیث قابل حجت نہیں ہوتی اور اگر وہ فقہاء کے اصول کے خلاف ہوتی تو ایسی حدیث کو وہ معلول قرار دیتے ہیں، تاہم موافق اصول احادیث سے وہ استدلال کرتے ہیں۔ مذکورہ مسئلہ کی مزید تفصیلات کتب اصول میں ملاحظہ فرمائیے۔(۱)

لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فن جرح و تعدیل:

حدیث و فقہ کی طرح فن جرح و تعدیل میں بھی موصوف کا قابل ذکر حصہ رہا ہے اور حدیث و رجال کے نامور ائمہ علماء ان کی جرح و تعدیل کو تسلیم کرتے ہیں۔ دیگر ائمہ جرح و تعدیل کی طرح رواۃ حدیث کی چھان بین اور توثیق و تضعیف کے باب میں بھی لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے قابل حجت مانی جاتی ہے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں ان جلیل القدر محدثین کے زمرے میں لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کو شمار کیا ہے جو رجال پر کلام کرتے ہیں۔ اور اس باب میں ان کی رائے قابل حجت تسلیم کی جاتی ہے۔(۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسالے "ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح و التعدیل" میں ان کو مذکورہ منصب کا حامل قرار دیا ہے، اور طبقہ اولیٰ کے ائمہ جرح و تعدیل میں ان کو سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد ذکر کیا ہے۔ جو اس فن میں ان کے باکمال رتبے کی روشن دلیل ہے۔(۳)

---

(۱) اس مسئلہ پر شیخ محمد عوامہ نے تفصیلی بحث کی ہے، دیکھئے اثر الحدیث الشریف ص ۲۶۔ ۸۴) للعوامة اور الفقیه والمتفقه للخطیب بغدادی (۲/۸۰)

(۲) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ (ص۱۶۳)

(۳) ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل (ص۱۷۶)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف تلمذ اور روایت:

علامہ ابن بزار کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب امام اعظم" میں لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مصر کے تلامذہ میں شمار کیا ہے(۱) اسی طرح صاحب "عقود الجمان" نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تلمذ کی تصریح کی ہے۔(۲)

امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع المسانید کے متعدد ابواب میں ان سے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے کو بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس میں سے ایک روایت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

"عن الليث بن سعد، عن أبي يوسف، عن أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبدالله بن شداد بن الهاد، عن جابر بن عبدالله الأنصاري رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة."(۳)

"لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ عبداللہ بن شداد بن الہاد رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز میں جس شخص کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت ہی اس (مقتدی) کے لئے کافی ہے۔"

---

(۱) مناقب الامام الاعظم لابن بزار الکردری (۲/۲۳۱)

(۲) عقود الجمان (ص۱۴۳)

(۳) جامع المسانید (۱/۳۳۱)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح معانی الآثار کے باب "القراءۃ خلف الامام" میں مذکورہ حدیث کو قاضی ابو یوسف کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔(۱) اور حاکم نے معرفۃ علوم حدیث کے چالیسویں نوع "معرفۃ اسماء المحدثین" میں اسی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔(۲)

فائدہ: مذکورہ حدیث "ثلاثیات امام اعظم" میں سے ہے، چونکہ اس حدیث میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں جیسا کہ حدیث کی سند ہی اس امر کی نشاندہی کرتی ہے، تو اس بناء پر یہ حدیث ثلاثی کہلائے گی۔

لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

واضح رہے کہ موصوف مذہباً حنفی تھے۔ چنانچہ قاضی شمس الدین ابن خلکان "وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان" میں تحریر فرماتے ہیں

"رأیت فی بعض المجامیع ان اللیث کان حنفی المذهب"(۳)

"میں نے بعض مجموعوں میں دیکھا کہ لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ حنفی المذہب ہیں۔"

موصوف کا اجتہاد اور امام صاحب کی متابعت:

یہاں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ خود مجتہد مطلق تھے اور بعض محدثین ان کے مذہب کو بھی نقل کرتے ہیں تو واضح رہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ بھی مجتہد مطلق تھے چنانچہ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس

(۱) شرح معانی الآثار للطحاوی (١/١٤٩)
(۲) معرفة علوم الحديث (ص٢٥٣)
(۳) وفيات الاعيان لابن خلكان (٤/١٢٧)

حقیقت کو یوں آشکارا کرتے ہیں:

"والماخذ مذهب ابی حنیفة مع مذهب ابی یوسف ومحمد والجامع انهما مجتهدان مطلقان، مخالفتهما غیر قلیلة فی الاصول والفروع."(۱)

"کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو یوسف، امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ (ان تینوں) کا مذہب ایک شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ وہ دونوں بھی مجتہد مطلق ہیں، اور اصول و فروع میں ان دونوں کا اختلاف کوئی کم نہیں ہے۔"

اسی بناء پر علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کو مجتہد مطلق تسلیم کیا ہے۔ پھر اس امر کی بھی وضاحت کی ہے کہ مجتہد مطلق ہونے کے باوجود وہ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی متابعت پر قائم رہے اور یہ کوئی بعید بات نہیں ہے۔ جیسا کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ بھی دونوں مجتہد مطلق تھے۔(۲)

نیز اسی وجہ سے علمائے احناف نے ان کو "کتب طبقات الحنفیہ" میں ائمہ احناف میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے علامہ قرشی نے "جواہر المضیئہ" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔(۳)

اسی طرح مفتی مکہ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "خیرات الحسان" میں موصوف کا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے استفادے کو ذکر کیا ہے۔(۴)

علامہ عبد اللطیف سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح بخاری کی

(۱) الانصاف (ص١٨)
(۲) ابو حنيفة واصحابه المحدثون (ص١٢٠)
(۳) الجواهر المضية (٢/٧٢٠)
(۴) الخيرات الحسان (ص١٩٧)

''عمدۃ القاری'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ حنفی ہیں، اور مزید وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ زکریا انصاری الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ''شرح بخاری'' میں قاضی ابن خلکان رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی توثیق کی ہے کہ موصوف حنفی مذہب ہیں۔(۱)

رحمہ اللہ تعالیٰ

---

(۱) [illegible] ص ۲۱۴ ۲۱۵

(۶) امام عبداللہ بن المبارکؒ

(المتوفی ۱۸۱ھ)

نام و نسب:

امام، شیخ الاسلام، میر الاتقیاء، فخر المجاہدین، ابوعبد الرحمن عبداللہ بن المبارک بن واضح حنظلی، مروزی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۱۱۸ھ میں ہوئی۔( )

---

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے

- الطبقات الکبری لابن سعد (۳۷۲/۷)
- تاریخ یحیی بن معین (۳۲۸/۲)
- التاریخ الکبیر للبخاری (۲۱۲/۱/۳)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص۲۷۵)
- المعارف لابن قتیبة (ص۲۲۳)
- کتاب الجرح و التعدیل للرازی (۱۷۹/۵)
- کتاب الثقات لابن حبان (۷/۷)
- مشاهیر علماء الامصار لابن حبان (ص۱۹٤)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (٤۲۹/۱)
- الجمع بین رجال الصحیحین للمقدسی (۲۵۹/۱)
- تهذیب الکمال للمزی (٤٦٦/۱۰)
- سیر اعلام النبلاء للذهبی (۳۷۸/۸)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (۲۷٤/۱)
- الکاشف للذهبی (۱۲۳/۲)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (۳۳٤/۵)
- تقریب التهذیب لابن حجر (٥۲۷/۱)

مشہور شیوخ:

موصوف کے شیوخ کی تعداد تو بہت زیادہ ہے جیسا کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ خود ان ہی کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا اور ایک ہزار سے روایت کرتا ہوں، ان میں سے اب یہاں چند مشہورین کے نام ذکر کیے جاتے ہیں:

ابراہیم بن طہمان، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، سفیان ثوری، شعبہ، امام ابوحنیفہ، معمر بن راشد، امام مالک، لیث بن سعد اور ابن لہیعہ وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

روایت کرنے والوں میں سے معمر بن راشد، سفیان ثوری، ابو اسحاق الفزاری (جو ان کے شیوخ بھی ہیں) اور دیگر تلامذہ میں سے عبدالرحمن بن مہدی، عبدالرزاق بن ہمام، فُضیل بن عیاض، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن آدم، عفان اور یحییٰ بن معین وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعاً۔ اور ان کے علاوہ بھی اس قدر بے شمار لوگ ان سے روایت کرتے ہیں، جن کا احصاء ایک مشکل امر ہے۔(۱)

موصوف کی توثیق وعدالت:

عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ "تاریخ الثقات" میں ان کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابن المبارك ثقة، ثبت في الحديث، رجل صالح، يقول الشعر، وكان جامعا للعلم."(۲)

"عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث میں ثقہ، پختہ کار ہیں، نیک

(۱) سیر اعلام النبلاء للذهبي (۸/۳۸۰)
(۲) تاريخ الثقات للعجلي (ص۲۷۵)

آدمی ہیں، شعر کہتے ہیں اور جامع العلم ہیں۔"

[illegible]

محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے "طبقات" میں موصوف کی [illegible] ذکر کی ہے اور ان کے قابل رشک اوصاف وخصائل ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

"كان ثقة، مأمونا، إماما، حجة، كثير الحديث."(۲)

"عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ، مامون، امام، حجت اور حدیث کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔"

ابن خراش رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو ثقہ کہتے ہیں۔(۳)

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب الثقات" میں [illegible] میں ان کا نام ذکر کیا ہے۔(۴)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الکفایۃ" میں موصوف کو ان [illegible]

(۱) تهذيب الكمال للمزي (۱۰/۴۷۴)
(۲) طبقات الكبرى لابن سعد (۷/۳۷۲)
(۳) سير أعلام النبلاء (۸/۳۹۳)
(۴) كتاب الثقات لابن حبان (۷/۷)
(۵) الكفاية في علم الرواية (ص۸۶)

ہونے کا نام ہے۔"

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جن کی منقول عدالت اور ان کی فقاہت کی وجہ سے موصوف نے ذیل سند کو اصح الاسانید میں سے قرار دیا۔

"سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت منصور رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔"(1)

اور ان سے یہاں تک منقول ہے کہ مذکورہ سند کے ساتھ جس نے کوئی حدیث سن لی تو گویا اس نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن لی۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت بھی ذکر کی ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس سند پر جس قدر روایتوں کا تعلق ہے تو کسی اور سند پر نہیں۔(2) جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس سند کو اس زمانے میں تلقی بالقبول حاصل تھی جو محدثین کے ہاں مشہور ہیں۔

امام نسائی اور نخعی رحمہما اللہ تعالیٰ بھی مذکورہ سند کو صحیح قرار دینے میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمنوا ہیں۔(3)

"سفیان عن منصور عن ابراہیم" والی سند:

یہاں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ امام ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ سند کو راویوں کی فقاہت کی وجہ سے "الاعمش عن ابی وائل" والی سند پر ترجیح دی ہے چنانچہ آگے موصوف کے حالات میں اس کی تفصیل آتی ہے۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی روایت حماد

(1) الكفاية في علم الرواية (ص٣٩٨) وتدريب الراوي (ص٧٧)
(2) الكفاية (ص٣٩٨)
(3) تدريب الراوي (ص٧٧)

عن ابراهيم، عن علقمه والی سند سے منسوب ہیں، اور یہ سلسلہ علقمہ، ابراہیم، علقمہ رضی اللہ تعالیٰ کی طرح امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے شیخ حماد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی جلیل القدر فقیہ ہیں، تو اس بنا پر یہ سند امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے ایک سنہری کڑی ہے، کیونکہ صحیحت کے مذکورہ تمام نقاط اس میں بھی پائی جاتی ہیں، چنانچہ اہل بصیرت پر اس کی حقیقت مخفی نہیں ہے۔

فقہ میں مرتبہ و مقام:

حدیث کی طرح فقہ میں بھی ان کو بڑا مقام حاصل تھا اور فقہی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی بھی کرتے تھے اسی طرح اپنے دور کے فقہاء بھی ان کی فقہی کتابوں سے استفادہ کرتے رہے۔

چنانچہ یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے، جیسے کہ علامہ یوسف مزی لکھتے ہیں

"قال يحيى بن آدم: كنت اذا طلبت الدقيق من المسائل فلم أجده في كتب ابن المبارك أيست منه."(1)

"یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ جب میں کسی پیچیدہ اور مشکل مسئلہ کو تلاش کرتا اور عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں بھی نہ پاتا تو اس کے جواب سے مایوس ہو جاتا۔"

ابراہیم بن شماس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک فقہ میں سب سے فائق ہیں۔(2)

ابو اسحاق الفزاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو امام المسلمین کہا کرتے تھے۔(3)

(1) تهذيب الكمال (١٠/٤٧٢)
(2) سير اعلام النبلاء (٨/٣٩١)
(3) تهذيب الكمال (١٠/٤٧٣)

کرنے میں بھی محتاط رویہ اپناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر ائمہ حدیث اس فن میں ان کی عظمت وکمال کو نہ صرف مانتے ہیں بلکہ رواتِ حدیث پر ان کی جرح وتعدیل کو بھی بلا قیل وقال قابل حجت تسلیم کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

علوم حدیث کے عظیم المرتبہ شہسوار امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن کا امام اور میدان تسلیم کیا ہے۔ علوم حدیث کی گرانقدر خدمات کی طرح اس فن میں بھی ان سے کسی قیمتی تحقیق کی ہے۔ چنانچہ "تاریخ کبیر" میں رواۃ کی توثیق وتضعیف میں ان کی آراء سے استدلال کرتے ہیں اور دیگر امور میں بھی ان کے قول کو علیٰ وجہ سند پیش کرتے ہیں، جیسے کہ "الحکم بن عبد اللہ بن سعد" کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان سے ناقل ہیں:

"كان ابن المبارك يوهنه"(١)

"عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ حکم بن عبد اللہ کی تضعیف کرتے تھے۔"

اسی طرح بعض رواۃ کی توثیق بھی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان سے نقل کرتے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو فن جرح وتعدیل کا چشم وچراغ تسلیم کرتے ہیں۔ حدیث اور دیگر علوم کی طرح جرح وتعدیل میں بھی موصوف کی آراء قدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ انہوں "مقدمہ صحیح مسلم" میں ان سے کئی رواۃ پر جرح

(١) التاريخ الكبير (٣٤٥/٢/١)

کی ہے، مثلاً "بقیہ" کے بارے میں اپنا نظریہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"عن عبد الله بن المبارك قال: بقية صدوق اللسان ولكنه يأخذ عمن أقبل وأدبر."(١)

"عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ بقیہ زبان کے سچے ہیں، لیکن ہر آنے جانے والے سے روایت لیتے ہیں۔" (یعنی ثقہ اور غیر ثقہ سے روایت کرتے ہیں اس لئے ان کی مرویات کی تحقیق ضروری ہے)

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو "کتاب العلل" کے "المتكلمون في الرجال" ائمہ میں شمار کیا ہے اور بعض رواۃ پر ان سے جرح بھی نقل کی ہے۔ چنانچہ "بکر بن خنیس" کے بارے میں امام ترمذی ان کی رائے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"كان عبد الله بن المبارك قرأ أحاديث بكر بن خنيس وكان آخيرا إذا مر عليها أعرض عنها وكان لا يذكره."(٢)

"عبد اللہ بن مبارک نے بکر بن خنیس کی احادیث پڑھی ہیں اور آخر میں جب موصوف کا ان (احادیث) پر گزر ہوتا تو ان سے اعراض کرتے اور ان کو ذکر نہ کرتے۔"

(ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بکر بن خنیس" کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔)(٣)

(١) مقدمة صحيح مسلم (١٤/١)
(٢) كتاب العلل للترمذي (٢٣٦/٢)
(٣) شرح علل الترمذي لابن رجب الحنبلي (٣٦٤/١)

راوی کی تدلیس:

یہ بھی واضح رہے کہ تدلیس کوئی ایسا عیب نہیں جس سے کسی راوی کی عدالت کمزور پڑ جائے بلکہ ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ہشیمؒ سے تدلیس کی وجہ پوچھی تو موصوف نے صاف جواب دیا کہ آپ سے بڑے جو تدلیس کرتے ہیں، پھر انہوں نے سفیان اور شعبہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا۔(۱)

تو اس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام محدثین کے ہاں بھی یہ کوئی ایسا عیب نہیں جس سے کسی کی عدالت پر کوئی حرف آئے۔ مزید تفصیلات کے لئے کتب اصول کی طرف مراجعت فرمائیں۔

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

علامہ یوسف مزی حدیث میں ہشیمؒ کے مرتبے کو بیان کرتے ہوئے یعقوب دورقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قال أحمد بن علي الأبار: سمعت يعقوب الدورقي يقول: كان عند هشيم عشرون ألف حديث."(۲)

"احمد بن علی ابار رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے یعقوب دورقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہشیم بن بشیرؒ کے پاس بیس ہزار حدیثیں تھیں۔"

اسی طرح امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی عظمت شان اپنے دادا جان سے یوں بیان کرتے ہیں

(۱) مقدمة الكامل لابن عدي (ص ۱۰۶)
(۲) تهذيب الكمال (۱۹/ ۲۸۹)

"وقال البغوي: سمعت جدي، وذكر هشيما ومن روى عنه من القدماء، فقال: روى عنه سفيان الثوري، وشعبة بن الحجاج، ومالك بن أنس."(۱)

"امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے دادا جان کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جب انہوں نے ہشیم رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان سے روایت کرنے والے قدماء کا ذکر کیا، دادا جان (حدیث میں ہشیمؒ کا مرتبہ بتاتے ہوئے) فرمانے لگے کہ ان سے سفیان ثوری، شعبۃ بن حجاج اور امام مالک بن انس رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر محدثین نے بھی روایت کی ہے۔"

ابو یعلی موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ حارث بن سریج رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مشہور امام جرح وتعدیل عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا، کہ ہشیمؒ ان چار کبار محدثین کی روایات کا سب سے بڑا عالم ہے منصور بن زاذان رحمہ اللہ تعالیٰ یونس رحمہ اللہ تعالیٰ، سیار رحمہ اللہ تعالیٰ اور حصین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے میں تو ہشیم کے ضبط واستحکام کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ حارث بن کہتے تھے کہ اگر کسی حدیث میں سفیان ثوری اور ہشیم رحمہما اللہ تعالیٰ کا آپس میں اختلاف ہو جائے، تو موصوف نے فرمایا کہ ضبط واستحکام میں ہشیمؒ کو ترجیح ہوگی پھر انہوں نے پوچھا کہ شعبہ اور ہشیم رحمہما اللہ تعالیٰ میں کس کی بات مانی جائے گی؟ تو فرمایا کہ پھر بھی ہشیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا پلڑا بھاری ہے، ہاں اگر سفیان وشعبہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں متفق ہو جائیں، تو پھر ان دونوں کی بات زیادہ وزنی ہوگی۔(۲)

ہشیمؒ کو امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی حدیث میں تلمذ حاصل رہا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے

(۱) تهذيب الكمال (۱۹/ ۲۹۰)
(۲) تهذيب الكمال (۱۹/ ۲۹۲)

اسی طرح علامہ یوسف صالحی دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "عقود الجمان" میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے والوں میں ان کو شمار کیا ہے۔(۱)

اور ابن بزاز کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب امام اعظم" میں ان کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اہل واسط میں شمار کیا ہے۔(۲)

موصوف کے بارے میں امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ "جامع مسانید" میں لکھتے ہیں

"يقول اضعف عبدالله: وهو يروي عن الامام ابي حنيفة في هذه المسانيد."(۳)

"اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ کہتا ہے کہ ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ ان مسانید میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔"

رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱) عقود الجمان (ص ۱۵۲)
(۲) مناقب الامام الاعظم للکردری (۲/ ۲۲۹)
(۳) جامع المسانید (۲/ ۵۶۹)

۸ امام ابواسحاق ابراہیم بن محمد الفزاری رحمہ اللہ
(المتوفی ۱۸۶ھ)

نام ونسب:

امام کبیر، حافظ، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الحارث بن اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ الفزاری ہیں۔ آگے ان کا سلسلہ نسب معد بن عدنان الفزاری الشامی تک ہے۔ اور ان کے جد امجد میں سے خارجہ کو شرف صحابیت بھی حاصل تھی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۹۵ھ کے بعد واسط میں ہوئی۔(۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے
۱ الطبقات الکبری لابن سعد (۷/ ۴۸۸)
۲ تاریخ یحیی بن معین (۲/ ۱۳)
۳ کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد (۲/ ۴۵۲)
۴ التاریخ الکبیر للبخاری (۱/ ۱/ ۳۲۱)
۵ تاریخ الثقات للعجلی (ص ۵۴)
۶ کتاب الجرح والتعدیل للرازی (۱/ ۲۸۱)
۷ کتاب الثقات لابن حبان (۶/ ۲۳)
۸ مشاہیر علماء الامصار (ص ۱۸۲)
۹ رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۱/ ۵۷)
۱۰ تہذیب الکمال للمزی (۱/ ۴۰۳)
۱۱ سیر اعلام النبلاء للذہبی (۸/ ۵۳۹)
۱۲ تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۱/ ۲۷۳)
۱۳ الکاشف للذہبی (۱/ ۸۹)
۱۴ تہذیب التہذیب لابن حجر (۱/ ۱۳۱)
۱۵ تقریب التہذیب لابن حجر (۱/ ۶۳)

مشہور شیوخ:

موصوف کے مشہور شیوخ میں سے سفیان ثوری، شعبہ، اعمش، عاصم بن کلیب، یحییٰ بن سعید انصاری، عاصم بن کلیب، عبداللہ بن مبارک، عطاء بن سائب، مسعر بن کدام، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

روایت کرنے والوں میں سے سفیان ثوری، ابن مبارک، اوزاعی (جو موصوف کے شیوخ بھی ہیں) ان کے علاوہ ابراہیم بن شماس، بقیہ بن ولید، ابو اسامہ حماد بن اسامہ، محمد بن عقبہ، ولید بن مسلم، زکریا بن عدی، اور ابو نعیم حلبی وغیرہ ان کے تلامذہ میں سے ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور ائمہ حدیث وجرح وتعدیل سے موصوف کی توثیق نقل کرتے ہیں، چنانچہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں:

"قال عثمان بن سعيد الدارمي عن يحيى بن معين: ثقة ثقة"(1)

"عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو انتہائی درجہ کے ثقہ سمجھتے تھے۔"

اور امام ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ تو ابواسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے حد مدح سرائی کرتے تھے، چنانچہ موصوف کے بارے میں درج ذیل توثیقی کلمات ہی اس امر کے شاہد ہیں:

"وقال ابو حاتم رحمه الله تعالى: الثقة، المأمون، الامام"(2)

(۱) تهذيب الكمال (۱/۴۰۵)
(۲) تهذيب الكمال (۱/۴۰۵)

"امام ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی توثیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، مامون اور (اپنے وقت کے) امام ہیں۔"

اسی طرح امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کی توثیق وعدالت بیان کرتے ہوئے ابوحاتم جیسے توثیقی کلمات سے ان کو یاد کیا، اور انہیں اپنے زمانے کے مقتدا ہونے پر بھی صراحت فرمائی۔(1)

احمد بن عبداللہ عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ابواسحاق الفزاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق فرمائی ہے۔(2)

اس پر مستزاد یہ کہ ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ثقات محدثین کے زمرے میں داخل کیا، اور ان کی طلب حدیث اور اس علم کے ساتھ خصوصی تعلق واعتناء پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے اٹھارہ سال کی عمر میں کتابت حدیث کا آغاز کیا۔(3)

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

موصوف کا شمار اپنے وقت کے کبار محدثین میں ہوتا ہے اور محدثین کی ایک جماعت ان کی محدثانہ شان کو نہایت قابل قدر سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان کو حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے(4) اور "سیر اعلام النبلاء" میں موصوف کی اس فن میں امامت کو بھی تسلیم کیا ہے۔ نیز اس منصب امامت کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی یوں بیان کرتے ہیں:

"وقال ابو حاتم: اتفق العلماء على أن أبا اسحق الفزاري امام"

(۱) تهذيب الكمال (۱/۴۰۵)
(۲) تاريخ الثقات للعجلي (ص ۵۴)
(۳) كتاب الثقات لابن حبان (۶/۲۳)
(۴) تذكرة الحفاظ (۱/۲۷۳)

"يُقتدى به بلا مُدافعة."(۱)

"ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ علماء ابواسحاق الفزاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے امام ومقتدیٰ ہونے پر متفق ہیں کہ ان کی ٹکر کا کوئی نہیں ہے۔"

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سیر ومغازی" میں موصوف کی تصنیفی خدمات کو سراہا ہے اور ان کی کتاب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"قال الخليلي: قال الحميدي: قال لي الشافعي: لم يُصنف أحد في السير مثل كتاب أبي إسحاق."(۲)

"خلیلی رحمہ اللہ تعالیٰ حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے (حمیدی) کو امام شافعیؒ نے فرمایا کہ سیر میں ابواسحاقؒ کی کتاب کی طرح کوئی نہ لکھ سکا۔"

اسی طرح حمیدیؒ نے ان کے بارے میں ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آئے اور کہا: آپ کے حوالے سے ابواسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیں حدیثیں بیان کرتے ہیں تو ان کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا بھلا ہو کہ جب تو ابواسحاق سے میری حدیثیں سن لے تو دوبارہ مجھ سے سننے کی ضرورت نہیں ہے بس وہی کافی ہے۔ اور ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے تو یہاں تک منقول ہیں کہ بخدا میں کسی کو ابواسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ سے بالاتر نہیں سمجھتا۔(۳)

فقہی بصیرت:

ائمہ فن نے حدیث کی طرح موصوف کا فقہی رتبہ بھی متعین کیا ہے اور بعض نے

(۱) سير اعلام النبلاء (۸/۵٤۰)

(۲) سير اعلام النبلاء (۸/۵٤۰)

(۳) سير اعلام النبلاء (۸/۵٤۲)

تو ان کی فقہی بصیرت کو بہت ہی لائق تحسین اور قابل ستائش سمجھا ہے۔ چنانچہ علامہ ذہبیؒ علی بن بکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے رقم طراز ہیں

"قال علي بن بكار الزاهد: رأيت ابن عون فمن بعده فما رأيت فيهم أفقه من أبي إسحاق الفزاري."(۱)

"علی بن بکار زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ابن عون رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے بعد والوں کو دیکھا تو مجھے ان میں ابواسحاق فزاریؒ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نظر نہیں آیا۔"

اسی طرح عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی محدثانہ شان وشوکت پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ اور کثیر الحدیث، معلم السنۃ جیسے کلمات سے تعریف کی ہے پھر آخر میں ان کے تفقہ کو بھی ذکر کیا ہے۔ جو علم روایت کے ساتھ درایت میں بھی ابواسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کو دوبالا کرتی ہے۔(۲)

ابواسحاق الفزاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور فنِ جرح وتعدیل

ابواسحاق الفزاری رحمہ اللہ تعالیٰ فنِ جرح وتعدیل میں بھی ناقدانہ بصیرت کے حامل ہیں۔ چنانچہ رواتِ حدیث کی جانچ پڑتال اور ان کی چھان بین میں ان کے قول وآراء سے استدلال کیا گیا ہے، نیز نامور ائمہ علام ان کی جرح وتعدیل کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابواسحاق الفزاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو جرح وتعدیل کے نامور حاملین فن میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ "مقدمہ صحیح مسلم" میں "یحییٰ" اور "اسماعیل بن

(۱) سير اعلام النبلاء (۸/۵٤۲) و تقدمة الجرح والتعديل (ص ۲۸۲)

(۲) كتاب الثقات للعجلي (ص ۵٤)

عیاش" پر موصوف کی جرح نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زكريا بن عدى قال: قال لي أبو إسحق الفزاري: اكتب عن بقية ما روى عن المعروفين، ولاتكتب عنه ما روى عن غير المعروفين، ولاتكتب عن إسمعيل بن عياش ماروى عن المعروفين ولاعن غيرهم."(1)

"زکریا بن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو اسحاق الفزاری نے فرمایا کہ بقیہ کی وہ روایات قلمبند کرو جو وہ معروف رواۃ سے نقل کرے اور ان سے وہ احادیث نہ لکھو جو انہوں نے غیر معروف راویوں سے نقل کی ہیں اور اسماعیل بن عیاش سے تو کوئی روایت نہ لکھو چاہے وہ معروف راویوں سے ہو یا غیر معروف سے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قرن رابع کے فن شناس امام جرح وتعدیل ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس منصب کے حاملین میں شمار کیا ہے، اور رجال پر ان کی ناقدانہ نظر کو ایک مستقل باب میں ذکر کیا ہے، جو اس فن میں ان کی غیر معمولی مہارت پر ایک واضح دلیل ہے۔ اسی طرح علوم حدیث میں ان کی مثالی خدمات اور دیگر کارناموں پر بھی تبصرہ کیا ہے۔(2)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

مؤرخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو اس فن کی معرفت اور رُواتِ حدیث پر ثقہ اور غیر ثقہ کا حکم لگانے میں طبقہ ثانیہ کے ائمہ جرح وتعدیل

(1) مقدمة صحيح مسلم (18/1)

(2) تقدمة الجرح والتعديل لابن ابی حاتم (ص ۲۸۳)

کے تذکرے میں [illegible] ذکر کیا ہے کہ دیگر ارباب فن کی طرح ابو اسحاق فزاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے بھی رجال کی جانچ پڑتال میں قابل عمل ہوتی ہے۔(1)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قدماء ائمہ علماء کی طرح علامہ سخاوی نے بھی ابو اسحاق فزاری رحمہ اللہ تعالیٰ [illegible] کی معرفت اور ان کی توثیق وتعدیل یا نقد وجرح کی وجہ سے فن جرح وتعدیل میں منصب امامت کا اہل قرار دیا ہے، چنانچہ "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں فن کے جلیل القدر امام عبد اللہ بن مبارک اور ہشیم رحمہما اللہ تعالیٰ کے بعد موصوف کا نام گرامی ذکر کیا ہے جو ان کی عظیم شان کے لئے کافی ہے۔(2)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف تلمذ اور روایت:

[illegible] نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں ان کا نام ذکر [illegible](3)

[illegible]

[illegible] نے بھی لکھا ہے، چنانچہ وہ اس امر کی [illegible]

[illegible] عباد الله، هو من شيوخ شيوخ البخاري ومسلم [illegible] الله وسمع أباحنيفة رحمه الله وروى عنه في هذه

(1) [illegible] في الجرح والتعديل (ص ۱۷۷)

(2) [illegible] بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۳)

(3) [illegible]

(4) عقود الجمان (ص ۹۸)

المسانيد. وهو من شيوخ الإمام الشافعي رحمه الله، يروي عنه الكثير في مسنده ويذكر باسمه دون كنيته."(1)

"بندہ کا عاجز بندہ کہتا ہے کہ موصوف بخاری ومسلم رحمہما اللہ کے شیخ الشیوخ میں سے ہیں، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے حدیث کا سماع کیا اور ان مسانید میں ان سے روایت کرتے ہیں (اسی طرح) موصوف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ بھی ہیں، وہ بہت کثرت سے اپنی مسند میں ان سے روایت کرتے ہیں، لیکن موصوف کو کنیت کے بغیر صرف نام سے یاد کرتے ہیں۔"

ابواسحاق فزاری رحمہ اللہ تعالیٰ "جامع المسانید" کے "باب الجنایات" میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

"أبو إسحاق الفزاري، عن الإمام أبي حنيفة، عن عطاء بن يسار، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من عفا عن دم لم يكن له ثواب إلا الجنة."(2)

"ابواسحاق فزاری رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں وہ عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی شخص کا خون بہا معاف کیا اس کا بدلہ جنت ہی ہے۔"

فائدہ: یہاں یہ امر بھی خاطر نشین رہے کہ مذکورہ روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ثلاثیات میں سے ہے، جیسا کہ حدیث کی سند سے بالکل واضح ہے۔ اس روایت میں

(1) جامع المسانيد (۲/۳۸۱)

(2) جامع المسانيد (۲/۱۷۷)

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مشہور شیخ عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی ہیں اور آگے راوی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

رحمه الله تعالى

⑨ امام المعافی بن عمران الموصلیؒ

(المتوفی ۱۸۵ھ)

نام ونسب:

حافظ امام شیخ الاسلام ابو مسعود المعافی بن عمران بن نفیل بن جابر بن جبلۃ ازدی موصلی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت ۱۲۰ھ کے بعد ہوئی۔(۱)

---

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے
التاریخ الکبیر للبخاری (۴/ ۲/ ۶۰)
تاریخ الثقات للعجلی (ص۴۳۲)
کتاب الجرح والتعدیل للرازی (۳۹۹/۷)
کتاب الثقات لابن حبان (۵۲۹/۷)
✦ مشاهیر علماء الامصار لابن حبان (ص۱۸۶)
✦ رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۷۴۱/۲)
✦ تهذیب الکمال للمزی (۱۸۵/۱۸)
✦ سیر اعلام النبلاء للذهبی (۹/ ۸۰)
✦ تذکرة الحفاظ للذهبی (۱/ ۲۸۷)
✦ الکاشف للذهبی (۳/ ۱۵۵)
✦ تهذیب التهذیب لابن حجر (۱۸۰/۱۰)
✦ تقریب التهذیب لابن حجر (۱۹۴/۲)
✦ خلاصة تهذیب الکمال للخزرجی (ص۳۲۵)

مشہور شیوخ:

موصوف کے مشہور شیوخ میں سے سعید بن ابی عروبہ، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن الحجاج، ابن جریج، اوزاعی، مسعر بن کدام، محل بن محرز ضبی، ہشام دستوائی وغیرہ ہیں اور دیگر اس طبقہ کے بے شمار لوگوں سے روایت کرتے ہیں۔ رحمہم اللہ جمیعا۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے مصنف "تاریخ موصل" کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے آٹھ سو شیوخ سے استفادہ کیا۔(۱)

مشہور تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں سے موسیٰ بن اعین، عبداللہ بن مبارک، بقیہ بن ولید اور وکیع بن الجراح (موصوف کے معاصرین میں سے ہیں۔) ان کے علاوہ بشر بن الحارث، حسن بن بشر، محمد بن جعفر ورکانی، ابراہیم بن عبداللہ ہروی، ابوہاشم محمد بن علی موصلی، اور ان کے صاحبزادے احمد بن معافی وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے نامور محدثین اور علماء جرح وتعدیل سے ان کی توثیق نقل کرتے ہیں، چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"وقال عثمان بن سعيد الدّارمي، عن يحيى بن مَعين، وأبي حاتم، والعجلي، وابن خراش: ثقة."(۲)

"عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یحییٰ بن معین، ابوحاتم،

---

(۱) تهذیب التهذیب (۱۸۱/۱۰)
(۲) تهذیب الکمال (۱۸۷/۱۸)

عجلی، اور ابن خراش رحمہم اللہ تعالیٰ (یہ سب) معافی بن عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کو ثقہ کہتے ہیں۔"

امام ابو زرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ نیک سیرت اور پارسا شخص ہیں۔(۱)

محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تعریف میں کوئی کمی نہیں کی، نیک، فاضل، ثقہ، معتمد اور متبع سنت جیسے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔(۲)

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ معافی بن عمرانؒ کو "یاقوتۃ العلماء" کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابو حاتمؒ ناقل ہیں:

"وقال أبوحاتم عن احمد بن یونس: سمعت الثوری وذکر المُعافی بن عمران، فقال: یاقوتۃ العلماء."(۳)

"ابو حاتم احمد بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ معافی بن عمران کے تذکرہ کے وقت میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا کہ انہوں نے معافی بن عمران کو یاقوتۃ العلماء کے لقب سے یاد فرمایا۔" (یعنی وہ گوہر علماء ہیں)

وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو ثقہ اور معتمد سمجھتے تھے۔(۴)

موصوف کی توثیق وعدالت کے لئے یہ کافی ہے کہ عجلی اور ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے ان کو "اہل ثقات" کے زمرے میں داخل کیا ہے۔(۵) اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو حافظ حدیث قرار دیتے ہوئے "طبقات الحفاظ" میں شمار کیا

(۱) تهذيب الكمال (۱۸/۱۸۷)
(۲) تهذيب الكمال (۱۸/۱۸۷)
(۳) تهذيب الكمال (۱۸/۱۸۷)
(۴) سير اعلام النبلاء (۹/۸۲)
(۵) الثقات للعجلي (ص ۴۳۲) وكتاب الثقات لابن حبان (۷/۵۲۹)

ہے۔ جس سے ان کی امتیازی شان اور نمایاں ہو جاتی ہے۔(۱)

علومِ حدیث میں مرتبہ ومقام:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بشر بن الحارث حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے، کہ ان کے ہاں معافی بن عمران، ابن المبارک اور موسیٰ بن اعین رحمہم اللہ تعالیٰ اکٹھے ہوئے تو امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی محدثانہ شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سارے محدثین میں معافی بن عمران موصلیؒ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔(۲)

بشر بن الحارث رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی محدثانہ اور فقیہانہ شان پر تبصرہ کرتے ہوئے مزید کہتے ہیں:

"قال بشر بن الحارث: كان مُعافی يحفظ الحديث والمسائل."(۳)

"بشر بن الحارث کا بیان ہے کہ معافی بن عمران حدیث ومسائل زبانی یاد رکھتے تھے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بن جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن معین معافی بن عمران کی روایت کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے اگرچہ ان تک پہنچنے میں کئی واسطے ہوں۔(۴)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سیر اعلام النبلاء" میں چند اسناد کے ساتھ ان سے ایک روایت بھی نقل کی ہے جو ان کی عالی اسانید میں شمار ہوتی ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ حدیث میں ان کی ایک مسند صغیر کا ہم نے سماع بھی کیا ہے۔(۵)

(۱) تذكرة الحفاظ (۱/۲۸۸)
(۲) تذكرة الحفاظ (۱/۲۸۷)
(۳) سير اعلام النبلاء (۹/۸۴، ۸۵)
(۴) تهذيب التهذيب (۱۰/۸۱)
(۵) سير اعلام النبلاء (۹/۸۴)

فقہی بصیرت:

موصوف کو فقہ سے بھی ایک خاص لگاؤ تھا، چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فقہی بصیرت پر بھی روشنی ڈالی ہے، کہ انہوں نے فقہ کی تعلیم سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے سفیان ثوری کے ساتھ صرف تین مسئلوں میں اختلاف کیا۔(۱)

محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ میں نے معافی بن عمران سے افضل کسی کو نہیں پایا، وہ قبروں کو پختہ بنانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔(۲)

محمد بن مثنی رحمہ اللہ تعالیٰ، بشر بن حارث رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ معافی بن عمران علم، فہم وفراست اور خیر کا مجموعہ ہیں۔(۳)

فنِ جرح وتعدیل میں موصوف علامہ ذہبیؒ کی نظر میں:

گزشتہ بیانات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ معافی بن عمران رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بلند پایہ حافظ حدیث تھے اور فقہ کی معرفت بھی حاصل تھی، اسی طرح رواۃ حدیث کی چھان بین اور ان کے حالات زندگی پر ناقدانہ بصیرت جس کی بدولت وہ ان پر قوت وضعف کا حکم لگا سکیں وغیرہ امور میں بھی گہری نظر کے مالک تھے۔ چنانچہ مؤرخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس فن کی معرفت اور جودت شان کی وجہ سے فن شناس نامور ائمہ جرح وتعدیل کے زمرے میں داخل کیا جن کی آراء سے رواۃ حدیث کے معیار صحت وضعف کو متعین کیا جاتا ہے جو کسی راوی کو ثقہ

(۱) تهذيب الكمال (۱۸/۱۸۸)
(۲) سير اعلام النبلاء (۹/۸۲)
(۳) تهذيب الكمال (۱۸/۱۸۸)

یا غیر ثقہ قرار دینے میں سند کی حیثیت رکھتی ہے۔(۱)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

متاخرین ائمہ حدیث میں سے علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس روش پر قائم رہے اور مذکورہ اوصاف کی وجہ سے انہوں نے موصوف کو فن شناس ائمہ اعلام میں شمار کیا، کہ رجال کی تحقیق اور ان کی جانچ پڑتال کے بعد موصوف کی جرح وتعدیل کو بھی بطور حجت پیش کیا جائے گا۔(۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف تلمذ اور روایت:

علامہ ابن بزاز کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب امام اعظم" میں معافی بن عمران کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ "موصل" میں ذکر کیا ہے۔(۳)

علامہ یوسف مزی نے بھی "تہذیب الکمال" میں موصوف کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔(۴)

اسی طرح صاحب "عقود الجمان" علامہ یوسف صالحی دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں ان کو شمار کیا ہے۔(۵)

امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع المسانید" میں کئی جگہوں پر موصوف کی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کو ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک روایت درج ذیل ذکر کی جاتی ہے:

(۱) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص۱۷۷)
(۲) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص۱۶۳، ۱۶۴)
(۳) مناقب الامام الاعظم للكردري (۲/۲۳۰)
(٤) تهذيب الكمال (۱۹/۱۰٤)
(٥) عقود الجمان (ص۱٤٦)

المعافی بن عمران عن ابی حنیفة، عن یونس بن عبداللہ بن ابی فروة، عن ابیه، عن الربیع بن سبرة الجهنی، عن سبرة قال نهی النبی صلی اللہ علیه وسلم عن متعة النساء عام فتح مکة"(۱)

"معافی بن عمران رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یونس بن عبداللہ بن ابی فروہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ اپنے والد رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ ربیع بن سبرۃ جہنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ اپنے والد سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمایا۔"

اسی طرح موصوف سے اور بھی کئی روایتیں منقول ہیں، بغرض اختصار اسی ایک روایت پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

رحمه اللہ تعالیٰ

(۱) جامع المسانید (۱۳۱/۲)

(۱۰) امام سفیان بن عُیینہ رحمہ اللہ

(المتوفی ۱۹۸ھ)

نام ونسب:

امام کبیر، حافظ العصر، شیخ الاسلام ابومحمد سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون ہلالی، الکوفی ثم المکی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت کوفہ میں ۱۰۷ھ کو ہوئی۔(۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے
- الطبقات الکبری لابن سعد (۴۹۷/۵)
- تاریخ یحیی بن معین (۲۱۷/۲)
- التاریخ الکبیر للبخاری (۹۴/۲/۲)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص۱۹۴)
- المعارف لابن قتیبة (ص۲۲۱)
- الجرح والتعدیل للرازی (۲۲۵/۴)
- کتاب الثقات لابن حبان (۴۰۳/۶)
- مشاهیر علماء الامصار (ص۱۴۹)
- تاریخ اسماء الثقات لابن شاهین (ص۱۵۴)
- رجال الصحیح البخاری للکلاباذی (۳۳۰/۱)
- تهذیب الکمال للمزی (۳۶۷/۷)
- سیر اعلام النبلاء للذهبی (۴۵۷/۸)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (۲۶۲/۱)
- میزان الاعتدال للذهبی (۱۷۰/۲)
- الکاشف للذهبی (۳۷۹/۱)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (۱۰۴/۴)
- خلاصة تهذیب الکمال للخزرجی (ص۱۲۳)

مشہور شیوخ:

موصوف کے مشہور شیوخ میں سے عمرو بن دینار، زیاد بن علاقہ، امام زہری، ابواسحاق سبیعی، عطاء بن سائب، ایوب السختیانی، ہشام بن عروہ، حمید طویل، اعمش، سفیان ثوری اور شعبہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

روایت کرنے والوں میں سے عبداللہ بن مبارک، ابواسحاق الفزاری، عبدالرحمن بن مہدی، یحییٰ القطان، یحییٰ بن معین، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، علی بن المدینی، اسحاق بن راہویہ اور عبدالرزاق بن ہمام وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

موصوف کی توثیق کے بارے میں علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں

"مافی أصحاب الزهري أتقن من ابن عيينة."(۱)

"کہ زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی پختہ تر نہیں ہیں۔"

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے والوں میں سے ابن عیینہ سب سے ثبت اور قوی تر ہیں۔(۲)

عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی موصوف ثقہ اور حدیث میں مستحکم ہیں۔(۳)

ابوحاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو ثقہ امام کہتے ہیں، چنانچہ ان کا بیان ہے

"سفيان بن عيينة امام ثقة، كان اعلم بحديث عمرو بن دينار من

(۱) تهذيب الكمال (۲۷۶/۷)
(۲) سير اعلام النبلاء (۴۵۸/۸)
(۳) تاريخ الثقات للعجلي (ص۱۹۴)

شعبة، قال: ورأيت أصحاب الزهري، هو ومالك."(۱)

"سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ اور امام ہیں، عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے مرویات کا شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں، اور (مزید) فرمایا کہ زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں وہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سب سے زیادہ قوی تر ہیں۔"

ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ثقہ ہیں، چنانچہ ان کا بیان ہے کہ

"قال ابن سعد رحمه الله تعالى: كان ثقة ثبتا، كثير الحديث، حجة."(۲)

"سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ، قوی، کثیر الحدیث، اور حجت ہیں۔"

ابن خراش رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کی توثیق کرتے ہیں۔(۳)

اسی طرح ابن حبان و ابن شاہین رحمہما اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات نے موصوف کو جملہ ثقات کے زمرہ میں داخل کیا ہے۔(۴)

موصوف کی جلالت شان کے لئے یہ کافی ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان ائمہ فن کی فہرست میں ان کو شمار کیا ہے جو اس باب میں کسی دوسرے کی توثیق یا تعدیل کے محتاج نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کو حدیث میں درجہ امامت حاصل ہے اس بناء پر ان کی توثیق کی بابت نہیں پوچھا جاتا۔(۵)

علوم حدیث میں منصب امامت:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث میں موصوف کا رتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے

(۱) سير اعلام النبلاء (۴۶۴/۸)
(۲) الطبقات لابن سعد (۴۹۸/۵)
(۳) تهذيب التهذيب (۱۰۷/۴)
(۴) كتاب الثقات لابن حبان (۴۰۳/۶) وتاريخ اسماء الثقات لابن شاهين (ص۱۵۴)
(۵) الكفاية في علم الرواية (ص۸۶)

ہیں کہ

"لولا مالك وسفيان بن عيينة، لذهب علم الحجاز."(١)

"اگر امام مالک وسفیان بن عیینہ رحمہما اللہ تعالیٰ نہ ہوتے تو حجاز کا علم جاتا رہتا۔"

پھر مزید کہتے ہیں کہ تمام تر احادیث احکام بجز چھ حدیثوں کے سفیان بن عیینہ کے پاس ہیں۔

عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ابن عیینہ حدیث حجاز کا سب سے بڑا عالم ہے۔(٢)

عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کا حدیث سے اعتناء اور ان کے ذخیرہ حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں

"كان ابن عيينة ثقة في الحديث، وكان حديثه نحواً من سبعة آلاف، ولم يكن له كتب."(٣)

"ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث میں ثقہ اور قوی ہیں، ان کی احادیث تقریباً سات ہزار ہیں۔ موصوف کے پاس کتابیں نہ تھیں۔" (یعنی ساری احادیث حافظہ میں محفوظ تھیں)

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ نے علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتایا کہ میرے شیوخ میں صرف سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ رہ گئے۔ علی بن المدینی نے ان سے عرض کیا کہ کیا وہ حدیث کے امام ہیں؟ تو یحییٰ نے جواب میں فرمایا کہ وہ تو چالیس سال سے اس منصب پر فائز ہیں۔(٤)

---

(١) تهذيب الكمال (٣٧٦/٧)

(٢) سير اعلام النبلاء (٤٥٧/٨)

(٣) تاريخ الثقات للعجلي (ص١٩٣، ١٩٤)

(٤) تهذيب الكمال (٣٧٦/٧)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی جلالت وعظمت شان ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

"ولقد كان خلق من طلبة الحديث يتكلفون الحج، وما المحرك لهم سوى لقي سفيان بن عيينة، لإمامته وعلو إسناده."(١)

"طلبہ حدیث کی ایک جماعت حج پر جانے کی مشقت اٹھاتے تھے۔ ان کا مقصد صرف سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہوتی تھی، کیونکہ وہ بڑے امام تھے اور ان کے پاس عالی سند تھی۔"

پھر آگے لکھتے ہیں کہ کئی حفاظ حدیث تو ان کے ہم نشین ہوتے تھے۔ موصوف سے زیادہ روایت کرنے والے حمیدی، امام شافعی، ابن المدینی، امام احمد اور ابراہیم رمادی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔(٢)

اس پر مستزاد یہ کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جلیل القدر حفاظ محدثین کے زمرہ میں بھی شمار کیا ہے۔(٣)

عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ تعالیٰ یہاں تک کہتے ہیں کہ جنہوں نے پانچ ائمہ حدیث کے مرویات کو جمع نہ کیا وہ اس فن میں مفلس ہیں۔ ان میں ایک ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں، نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی احادیث تو اصول دین ہیں۔(٤)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اَصح الاسانید احادیث:

مذکورہ بالا تصریحات اور نامور ائمہ فن کی شہادات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ

---

(١) سير اعلام النبلاء (٤٥٧/٨)

(٢) سير اعلام النبلاء (٤٥٧/٨)

(٣) تذكرة الحفاظ (٢٦٢/١)

(٤) فتح المغيث للسخاوي (٣٣٦/٣)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے یگانہ روزگار محدث اور امام تھے جن کی جلالت شان پر اتفاق ہے اور ان کی مرویات صحاح ستہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ حدیث میں ان کی سند کو اہل مکہ کے "اصح الاسانید" میں سے قرار دیا گیا ہے، چنانچہ امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ "معرفۃ علوم الحدیث" میں رقمطراز ہیں:

"وأصح أسانيد المكيين سفيان بن عيينة، عن عمرو بن دينار، عن جابر."(۱)

"اہل مکہ کی صحیح ترین اسانید میں سے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ان کی روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والی سند ہے۔"

اور ابوبکر بردیجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق "ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ سالم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور سالم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد ماجد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو" تو اس سند کے ساتھ منقول مرویات بھی صحیح ہیں۔ اسی طرح "ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہو، وہ سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے" تو یہ سند بھی مذکورہ بالا اسانید کی طرح صحیح اسانید کے زمرے میں داخل ہے۔(۲)

فقہ میں مرتبہ ومقام:

حدیث کی طرح فقہ کے ساتھ بھی موصوف کو ایک خاص لگاؤ اور تعلق رہا، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہیں:

"ما رأيت أحدا من الفقهاء أعلم بالقرآن والسنن منه."(۳)

(۱) تدريب الراوي (ص۷۸)
(۲) تدريب الراوي (ص۸۰)
(۳) تهذيب التهذيب (۱۰۷/۴)

"کہ میں نے ابن عیینہ سے بڑھ کر کسی فقیہ کو قرآن وسنت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا نہیں دیکھا۔"

اس سے قبل امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت بھی گزر گئی کہ "مجھے حدیث کے احکام کی تمام تر احادیث ابن عیینہؒ کے پاس ہیں۔"(۱)

لیکن اس کے باوجود وہ فتویٰ دینے میں بہت محتاط رہتے تھے، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"وما رأيت أحدا أكف عن الفتيا منه."(۲)

"میں نے ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ محتاط فتویٰ دینے میں کسی کو نہیں پایا۔"

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور فن جرح وتعدیل:

علم حدیث کی طرح موصوف کو فن جرح وتعدیل میں بھی مہارت حاصل ہے، چنانچہ اس فن میں ان کی حیثیت مسلّم امام کی ہے اور فن شناس ائمہ علم حدیث کی توثیق یا ان پر نقد وکلام کے بارے میں ان کی آراء کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سفیان بن عیینہ کو جرح وتعدیل کے نامور حاملین فن میں شمار کرتے ہیں اور "مقدمہ صحیح مسلم" میں کئی رواۃ پر جرح کرنے میں موصوف کی رائے کو بطور سند پیش کیا ہے۔ جیسا کہ "جعفر بن یحییٰ جعفی" کے بارے میں فرماتے ہیں:

(۱) سير أعلام النبلاء (۴۵۷/۸)
(۲) تهذيب الكمال (۳۷۷/۱۸)

"سمعت جابرا يحدث بنحو من ثلاثين الف حديث ما استحل ان اذكر منها شيئا وان لي كذا وكذا."(۱)

"میں نے جابر جعفی سے تقریباً تیس ہزار احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے کچھ ذکر کرنے کو جائز ہی نہیں سمجھتا، اگرچہ مجھے اتنی اتنی (رقم) مل جائے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس باب میں موصوف کی آراء کو حجت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ "کتاب العلل" میں موصوف سے "محمد بن عجلان رحمہ اللہ تعالیٰ" کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال سفيان بن عيينة: كان محمد بن عجلان ثقة، مأمونا في الحديث."(۲)

"سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محمد بن عجلان ثقہ اور حدیث میں معتمد ہیں۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

چوتھی صدی کے نامور محدث، ناقد ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ سفیان بن عیینہ کو امام جرح وتعدیل تسلیم کرتے ہیں۔ اور "تقدمۃ الجرح والتعدیل" میں انہوں نے موصوف کے تذکرے میں جہاں مختلف ابواب اور عنوانات قائم کیے ہیں وہاں انہوں نے راویان حدیث پر ان کے ناقدانہ کلام کو ایک مستقل باب میں ذکر کیا ہے۔ جو اس فن میں ان کی قدر و منزلت اور امتیازی شان کے لیے بین دلیل ہے۔

(۱) مقدمة صحيح مسلم (۱/۱۵)

(۲) كتاب العلل للترمذي (۲/۲۳۷)

چنانچہ آپ رواۃ حدیث میں سے "مطرف رحمہ اللہ تعالیٰ" کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حدثنا مطرف وكان ثقة."(۱)

"ہمیں مطرف نے حدیث بیان کی، اور وہ ثقہ ہیں۔"

اسی طرح "ابوالزبیر" کی تضعیف بھی ان سے ثابت ہیں۔(۲)

امام ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن کے جلیل القدر ائمہ جرح وتعدیل کی فہرست میں ذکر کیا ہے کہ دیگر ائمہ فن کی طرح موصوف کے اقوال بھی رجال پر کلام کرنے میں سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ ان کے اقوال سے رواۃ حدیث کی جانچ پڑتال اور ان کی توثیق وتضعیف کا فیصلہ کیا جائے گا۔(۳)

علامہ ذہبیؒ اور علامہ سخاویؒ کی نظر میں:

مؤرخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو امام جرح وتعدیل تسلیم کرتے ہیں، اس بناء پر انہوں نے موصوف کو اپنے رسالے "ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل" میں طبقہ ثانیہ کے نامور ائمہ فن عبداللہ بن مبارک اور ابو اسحاق الفزاری رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔(۴)

اسی طرح علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس روش پر قائم ہیں، چنانچہ انہوں نے "الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ" میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو فن جرح

(۱) تقدمة الجرح والتعديل (۴۳)

(۲) تقدمة الجرح والتعديل (ص ۴۲)

(۳) مقدمة الكامل لابن عدي (۱/۱۰۷)

(۴) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۱۷۷)

وتعدیل کے ائمہ اعلام میں شمار کیا ہے۔(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرفِ تلمذ اور روایت:

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں، چنانچہ علامہ ابن بزاز کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب امام اعظم" میں ان کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اہل مکہ میں ذکر کیا ہے۔(۲)

علامہ یوسف صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو "عقود الجمان" میں تلامذہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ میں شمار کیا ہے۔(۳)

وہ خود اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"اول من اقعدنی للحدیث ابو حنیفة رحمه الله تعالی "(۴)

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مجھے حدیث سیکھنے کے لئے بٹھایا۔"

نیز یہ بھی کہا ہے کہ مجھے محدث بنانے والے بھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ "جامع المسانید" میں لکھتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور ان مسانید میں بہت ساری مرویات امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں۔(۵)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ان روایات میں سے ایک روایت درج ذیل

(۱) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ (ص ۱۶۴)
(۲) مناقب للامام الاعظم للکردری (۲/۲۱۹)
(۳) عقود الجمان (ص ۱۱۵)
(۴) الطبقات لابن سعد (۵/۲۳۱)
(۵) جامع المسانید (۲/۴۶۹)

ذکر کی جاتی ہے۔

"سفيان بن عيينة، عن ابي حنيفة، عن عطاء بن ابي رباح، عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اذا طلع النجم رفعت العاهة عن اهل كل بلدة "(۱)

"سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ثریا ستارہ (ثور کی شکل میں ستاروں کا مجموعہ) طلوع ہوجائے تو ہر شہر والوں سے آفت ہٹادی جاتی ہے۔ (یعنی کھیتی اور پھل وغیرہ محفوظ ہو جاتے ہیں۔)(۲)

فائدہ: مذکورہ بالا روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ثنائیات میں سے ہے، چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور تابعی ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

رحمه الله تعالى

(۱) جامع المسانید (۱/۱۳۸، ۱۳۹)
(۲) شرح مسند ابی حنیفة للملا علی القاری (ص ۱۴۱، ۱۴۲)

⑪ امام وکیع بن الجراحؒ

(المتوفی ۱۹۷ھ)

نام ونسب:

امام، حافظ، محدث عراق ابوسفیان رواسی وکیع بن الجراح بن ملیح کوفی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۱۲۹ھ کو ہوئی (۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے

- الطبقات الکبری لابن سعد (۳۹٤/۷)
- تاریخ یحیی بن معین (۲/ ٦٣٠)
- المعارف لابن قتیبة (ص ۲۲۹)
- التاريخ الكبير للبخاري (١٧٩/٢/٤)
- تاريخ الثقات للعجلي (ص ٤٦٤)
- كتاب الجرح والتعديل للرازي (٣٧/٩)
- كتاب الثقات لابن حبان (٥٦٢/٧)
- مشاهير علماء الأمصار لابن حبان (ص١٧٣)
- رجال صحيح البخاري للكلاباذي (٧٦٧/٢)
- تهذيب الكمال للمزي (٤٦١/١٩)
- سير أعلام النبلاء للذهبي (١٤٠/٩)
- تذكرة الحفاظ للذهبي (٣٠٦/١)
- الكاشف للذهبي (٢٤٧/٣)
- تهذيب التهذيب لابن حجر (١٠٩/١١)
- تقريب التهذيب لابن حجر (٢٨٣/٢)
- خلاصة تهذيب الكمال للخزرجي (ص٣٥٦)

مشہور شیوخ:

علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کے بہت سے شیوخ کے نام ذکر کئے ہیں، ان میں سے مشہور ابان بن صمعہ، اسرائیل بن یونس، حماد بن سلمہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، ہشام بن عروہ، اعمش سلیمان بن مہران اور شریک بن عبداللہ وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

مشہور تلامذہ میں سے احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی، عبداللہ بن مبارک، یحیی بن آدم، یحیی بن معین، عبدالرحمن بن مہدی، عبداللہ بن نمیر، فضل بن موسیٰ السینانی اور ابوخیثمہ وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ یحیی بن معینؒ سے ناقل ہیں کہ ان کے نزدیک موصوف قوی الضبط ہیں۔ (۱)

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب الثقات" میں وکیع بن الجراح کو ثقات محدثین میں شمار کیا ہے۔ (۲)

عجلی ان کی توثیق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"كوفي، ثقة، عابد، صالح، أديب، من حفاظ الحديث." (۳)

کہ وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ کوفی ثقہ، عبادت گزار، نیک سیرت،

(۱) تهذيب الكمال (٣٩٨/١٩)

(۲) كتاب الثقات لابن حبان (٥٦٢/٧)

(۳) تاريخ الثقات للعجلي (ص ٤٦٤)

ادیب اور حفاظ حدیث میں سے ہیں۔"

علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ باعلم، عبد الرحمن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان اور وکیع بن جراح رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔(۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ یحییٰ بن معینؒ سے ناقل ہیں کہ ان کے نزدیک عراق میں وکیع پختہ اور قوی الضبط ہیں۔(۲)

محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی توثیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"کان وکیع ثقة، مامونا، عالیا، رفیعا، کثیر الحدیث، حجة."(۳)

"وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ، معتمد، بلند رتبے والے، معزز، ذخیرہ حدیث والے (اور) حجت ہیں۔"

اس پر مستزاد یہ کہ موصوف کا شمار ان نامور اعلام میں ہوتا ہے کہ جو توثیق وعدالت کے باب میں کسی دوسرے کے تزکیہ سے بالاتر ہیں۔ چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"مثال ذلک ان مالک بن انس وسفیان الثوری وسفیان بن عیینة وشعبة بن الحجاج وابا عمرو الاوزاعی واللیث بن سعد وحماد بن زید وعبدالله بن المبارک ویحیی بن سعید القطان وعبدالرحمن بن مهدی ووکیع بن الجراح ویزید بن هارون وعفان بن مسلم واحمد بن حنبل وعلی بن المدینی ویحیی بن معین، ومن جری مجراهم فی نباهة الذکر، واستقامة الامر،

(۱) سیر اعلام النبلاء (۹/۱۵۲)

(۲) تهذیب الکمال (۱۹/۳۹۸)

(۳) الطبقات لابن سعد (۷/۳۹۴)

والاشتهار بالصدق، والبصیرة والفهم، لایسأل عن عدالتهم وانما یسأل عن عدالة من کان فی عداد المجهولین، او اشکل امره علی الطالبین."(۱)

(وہ محدثین معتبر علماء کہ جو عدالت، ثقاہت و امانت میں مشہور ہوں)

"جیسا کہ امام مالک بن انسؒ، سفیان ثوریؒ، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاجؒ، ابو عمرو اوزاعی، لیث بن سعد، حماد بن زید، عبد اللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید القطانؒ، عبد الرحمن بن مہدیؒ، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، عفان بن مسلم، احمد بن حنبل، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، اور جو ہم شان، مستقل مزاجی، راست گوئی میں شہرت اور بصیرت وفہم وفراست میں ان کے رتبے پر ہوں ان کی عدالت کا نہیں پوچھا جائے گا۔ عدالت تو اس شخص کی پوچھی جاتی ہے جس کا شمار مجہولین میں ہو اور طالبان حدیث پر ان کا معاملہ واضح نہ ہو۔"

مذکورہ بالا عبارت موصوف اور بعض دیگر ائمہ احناف کی توثیق وعدالت کا صحیح آئینہ دار ہے، بلکہ ان کی جلالت شان اور قابل ذکر چرچے کا ایک حسین مرقع ہے۔

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو حدیث کا سب سے بڑا حافظ سمجھتے تھے اور ان کا مرتبہ ومقام بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اس زمانے میں وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ کو وہ مرتبہ حاصل ہے جیسا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے زمانے میں حاصل تھا۔(۲)

(۱) الکفایة فی علم الروایة للخطیب البغدادی (ص ۸۶)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۹/۱۴۴)

الأعمش، عن أبي وائل، عن عبدالله أو سفيان، عن منصور، عن ابراهيم، عن علقمة، عن عبدالله، فقلنا: الأعمش عن أبي وائل، فقال: يا سبحان الله! الأعمش شيخ، وأبو وائل شيخ، وسفيان فقيه، ومنصور فقيه، وابراهيم فقيه، وعلقمة فقيه، وحديث تداوله الفقهاء خير من أن يتداوله الشيوخ"(1)

"علی بن خشرم رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ہمیں وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک کونسی سند زیادہ پسندیدہ ہے، اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ابووائل رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت منصور رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، تو ہم نے کہا کہ اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ جب ابووائل رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرے تو یہ زیادہ اچھی ہے، تو اس پر وہ فرمانے لگے کہ سبحان اللہ! (کیا بات ہے) اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ ہیں اور ابووائل رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شیخ ہیں (دوسری سند میں) سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ فقیہ ہیں، منصور رحمہ اللہ تعالیٰ فقیہ ہیں، ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فقیہ ہیں اور علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فقیہ ہیں، اور وہ حدیث جسے فقہاء قبول کریں وہ محدثین کی قبولیت سے بہتر ہے۔"

امام بخاریؒ کے نزدیک وکیعؒ کا مرتبہ و مقام فن جرح و تعدیل میں:

مذکورہ بالا بیانات سے یہ حقیقت بالکل عیاں اور آشکارا ہو جاتی ہے کہ وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ بلند پایہ حافظ حدیث اور بالغ النظر فقیہ ہونے کے ساتھ راویان

(1) الكفاية في علم الرواية (ص ٤٣٦)

حدیث کی چھان بین اور ان کی تحقیق و جستجو میں بھی ملکہ تامہ رکھتے ہیں اور اس دور کے ائمہ عظام ان کی نقد و جرح کو قابل حجت سمجھتے ہیں۔

چنانچہ فن حدیث کے نکتہ شناس امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ رواۃ حدیث کی توثیق و بعض کی تضعیف میں ان کی رائے پر اعتماد کرتے ہیں، جیسا کہ "تاریخ کبیر" میں عبادۃ بن مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق ان الفاظ میں وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں:

"قال وكيع: كان ثقة."(1)

"وکیع بن الجراح عبادۃ بن مسلم کو ثقہ سمجھتے تھے۔"

اسی طرح "قیس بن ربیع رحمہ اللہ تعالیٰ" کے بارے میں ضعف کا اظہار فرمایا۔(2)

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن کے نامور ائمہ اعلام میں شمار کیا ہے، اور "کتاب العلل" میں جہاں انہوں نے دیگر ائمہ فن کو ذکر کیا ہے جو "المتكلمون في الرجال" ہیں، تو وہاں موصوف کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

نامور امام جرح و تعدیل ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ کی منصب امامت اور اس فن میں ان کی درک و بصیرت پر اعتماد کرتے ہیں۔ چنانچہ

(1) التاريخ الكبير للبخاري (٩٥/٢/٣)
(2) التاريخ الكبير للبخاري (١٥٦/١/٤)
(3) كتاب العلل للترمذي (٢٣٥/٢)

اس حقیقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مقدمہ جرح و تعدیل" میں رواتِ حدیث پر ان کے ناقدانہ کلام کو ایک مستقل باب میں ذکر کیا ہے جیسا کہ مغیرۃ بن ابی زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق ان سے اس طرح نقل کرتے ہیں

"قال وکیع: مغیرة بن زیاد الموصلي ثقة"

"وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ مغیرۃ بن زیاد موصلی کو ثقہ سمجھتے ہیں۔"

اسی طرح بعض رواتِ حدیث کی تضعیف بھی ان سے منقول ہیں۔ (۱)

امام ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قرنِ رابع کے فن شناس محقق، ناقد ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مقدمہ کامل" میں موصوف کو ان ائمہ اعلام میں شمار کیا ہے جو سند حدیث کے رجال پر کلام کرتے ہیں اور اس باب میں ان کی رائے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ (۲)

علامہ ذہبیؒ اور علامہ سخاویؒ کی نظر میں:

مؤرخِ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی موصوف کو اس فن میں گہری بصیرت کا حامل قرار دیا ہے اور طبقہ ثانیہ کے ناقدین ائمہ جرح و تعدیل میں شمار کیا ہے۔ (۳)

اسی طرح قرنِ عاشر کے نامور محدث علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس روش پر قائم رہے اور "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں وکیع بن الجراح کو اس فن کے ممتاز ناقدین اور مقتدیانِ امت میں سے ابن وہب اور ابن عیینہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے

---

(۱) تقدمة الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (ص ۲۲۷)

(۲) مقدمة الکامل لابن عدی (۱/۱۱۷)

(۳) ذکر من یعتمد قوله في الجرح والتعدیل (ص ۱۷۷)

طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ (۱)

ائمہ احناف میں وکیعؒ کا مقام اور امام ابوحنیفہؒ سے شرف تلمذ:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تاریخ بغداد" میں ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وکیعؒ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"وکان یفتي بقول أبي حنیفة رحمه الله تعالی، وکان قد سمع منه شیئا کثیرا." (۲)

"وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور حدیث کے ایک بڑے حصہ کے سماع کا شرف بھی ان سے حاصل ہے۔"

پھر آگے مزید لکھتے ہیں کہ یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ بھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

پانچویں صدی کے نامور محدث وفقیہ قاضی صیمری رحمہ اللہ تعالیٰ "اخبار أبي حنیفة واصحابه" میں یحییٰ بن معینؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں

"ویفتي بقول أبي حنیفة." (۳)

"کہ وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔"

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے اسی قول کو صاحب "تہذیب الکمال" نے بھی

---

(۱) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ (ص ۱۶۴)

(۲) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی (۱۳/۴۷۱)

(۳) اخبار ابی حنیفة واصحابه (ص ۱۵۵)

نقل کیا ہے۔[1]

علامہ یوسف مزی نے بھی ان کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔[2]

اسی طرح علامہ موفق مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب امام اعظم" میں اور علامہ یوسف صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "عقود الجمان" میں ان کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔[3]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت:

وکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں اسی وجہ سے امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع مسانید" کے متعدد ابواب میں ان کی سند سے منقول امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے کئی مرویات بھی نقل کی ہیں، ان میں سے صرف ذیل روایت نقل کی جاتی ہے جو "باب الحظر والاباحۃ" میں مذکور ہے۔

"وكيع بن الجراح، عن الإمام أبي حنيفة، عن قيس بن مسلم الجدلي، عن طارق بن شهاب، عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: عليكم بألبان البقر، فإنها تقم من كل شجرة وفيه شفاء"[4]

"وکیع بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ قیس بن مسلم جدلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ طارق بن شہاب

(۱) تهذيب الكمال (۳۹۸/۱۹)

(۲) تهذيب الكمال (۱۰۳/۱۹)

(۳) مناقب الإمام الأعظم للموفق المكي (۲/۱۳۳)، وعقود الجمان ص۱۵۳

(۴) جامع المسانيد (۳۱۱/۲)

رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم گائے کا دودھ ضرور پیا کرو، کہ وہ ہر درخت سے کھاتی ہے اور اس میں شفاء ہے۔"

فائدہ: واضح رہے کہ یہ حدیث امامِ اعظم کے "ثلاثیات" میں سے ہے جیسا کہ حدیث کی سند سے بالکل عیاں اور نمایاں ہے۔

امام زفر اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے استفادہ:

یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ تعالیٰ جو امامِ اعظم کے تلمیذ خاص اور ائمہ احناف میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں ان کے دربار میں حاضری شروع کی اور تاحیات ان کے چشمہ علم سے سیراب ہوتے رہے، اسی طرح امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی استفادہ کرتے رہے۔[1]

رحمه الله تعالى.

(۱) الجواهر المضية (۲۰۸/۲) وايضًا ابو حنيفة واصحابه المحدثون (ص۹۶)

(۱۲) امام یحییٰ بن سعید القطانؒ

(المتوفی ۱۹۸ھ)

نام ونسب:

امام کبیر، حافظ، امیر المؤمنین فی الحدیث، ابو سعید یحییٰ بن سعید بن فروخ التمیمی البصری، القطان۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۱۲۰ھ کو ہوئی۔(۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے
- الطبقات الکبری لابن سعد (۲۹۳/۷)
- تاریخ یحیی بن معین (۶٤۸/۲)
- التاریخ الکبیر للبخاری (٤/۲ ۲۷۶)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص ٤۷۲)
- کتاب الجرح و التعدیل للرازی (۱۵۰/۹)
- کتاب الثقات لابن حبان (۶۱۱/۷)
- مشاهیر علماء الامصار لابن حبان (ص ۱۶۱)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۷۹۱/۱)
- الجمع بین رجال الصحیحین للمقدسی (۵۶۱/۲)
- کتاب الانساب للسمعانی (٤/۵۱۹)
- تهذیب الکمال للمزی (۹۱/۲۰)
- سیر اعلام النبلاء للذهبی (۱۷۵/۹)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (۲۹۸/۱)
- الکاشف للذهبی (۲۵۵/۳)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (۱۹۰/۱۱)
- تقریب التهذیب لابن حجر (۳۰۳/۲)
- خلاصة تهذیب الکمال للخزرجی (ص ۳۶۳)

مشہور شیوخ:

موصوف کے مشہور شیوخ میں سے بیان بن بشر، حماد بن سلمة، زکریا بن ابی زائدہ، سعید بن ابی عروبة، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن الحجاج، عطاء بن السائب، مالک بن انس، اور مسعر بن کدام رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ ہیں۔

مشہور تلامذہ:

روایت کرنے والوں میں سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور شعبہ رحمہم اللہ تعالیٰ ان کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور دیگر تلامذہ میں سے اسحٰق بن راہویہ، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، عبد الرحمن بن مهدی، عفان بن مسلم، محمد بن بشار بندار اور یحییٰ بن معین رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی توثیق کرتے ہیں، چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"قال علی بن المدینی لم أر احدا اثبت من یحیی بن سعید القطان."(۱)

"علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں یحییٰ بن سعید القطان کو سب سے قوی تر سمجھتا ہوں۔"

محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، معتمد حجت اور اونچے رتبے کے حامل ہیں۔(۲)

(۱) تهذیب الکمال (۹۶/۱۰)
(۲) الطبقات لابن سعد (۲۹۳/۷)

ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ جلیل القدر ثقات حفاظ میں سے ہیں۔(۱)

عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی توثیق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

"بصري ثقة، نقي الحديث، كان لايحدث الا عن ثقة" (۲)

"کہ یحییٰ القطانؒ بصری، ثقہ حدیث کو جانچنے والے، اور صرف ثقہ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔"

ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو ثقہ سمجھتے ہیں۔(۳)

اسی طرح امام نسائی بھی ان کو ثقہ، قوی اور پسندیدہ کہتے ہیں۔(۴)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی بہت تعریف کرتے تھے اور فرماتے کہ بصرہ میں ان کے ہم پلہ کوئی قوی الضبط نہیں ہیں۔(۵)

ابن حبان اور ابن شاہین رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے ان کو ثقات ائمہ اعلام میں شمار کیا ہے۔(۶)

اس پر مستزاد یہ کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الکفایة" کے ان نامور ائمہ حدیث کے باب میں ان کو ذکر کیا ہے کہ جو توثیق عدالت میں کسی معدل کے تزکیہ کے محتاج نہیں ہوتے اور نہ ان کی توثیق کسی سے پوچھی جاتی ہے، کہ ہر ایک ان کی عدالت شان سے واقف ہوتا ہے اور فن میں ان کی حیثیت ایک مقتدا کی ہے جو تزکیہ

(۱) تهذيب الكمال (۹۹/۲۰)
(۲) تاريخ الثقات للعجلي (ص۴۷۲)
(۳) تهذيب الكمال (۹۹/۲۰)
(۴) تهذيب الكمال (۹۹/۲۰)
(۵) تهذيب الكمال (۹۶/۲۰)
(۶) كتاب الثقات لابن حبان (۶۱۱/۷)، تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين (ص۲۵۲)

سے ان کو مستغنی اور مبرا کر دیتی ہے۔(۱)

علوم حدیث میں منصبِ امامت:

ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ "مقدمہ الکامل" میں موصوف کے پوتے احمد بن محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں کہ دادا جان (یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ) کے پاس سولہ ہزار احادیث کا ذخیرہ تھا۔(۲)

ابن عمار رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں یحییٰ بن سعید قطان کی دو ہزار احادیث اپنی کتاب میں قلمبند کیں، اور وہ ان سے یہ احادیث ان کی زندگی میں ہی بیان کیا کرتے تھے۔(۳)

موصوف کے شاگرد بندار رحمہ اللہ تعالیٰ جب ان سے روایت بیان کرتے تو ان کا نام "امام اہل زمانہ" کے لقب کے ساتھ ذکر کرتے۔(۴)

ایک دفعہ ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے موصوف کے درسِ حدیث کے متعلق پوچھا تو امام احمدؒ نے فرمایا

"ما رأيت له كتابا، يحدثنا من حفظه ويقرأ علينا الطوال من كتابنا" (۵)

"ہم نے ان کے پاس کوئی کتاب نہیں دیکھی، وہ زبانی ہمیں درسِ حدیث دیا کرتے، اور ہماری کتاب سے ہمیں لمبی لمبی حدیثیں سنایا کرتے تھے۔"

(۱) الكفاية في علم الرواية (ص۸۶)
(۲) مقدمة الكامل لابن عدي (۱۱۱/۱)
(۳) تهذيب الكمال (۹۹/۲۰)
(۴) سير اعلام النبلاء (۱۷۷/۹)
(۵) تهذيب الكمال (۹۷/۲۰)

وعفان رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے کہ اگر تم علوم حدیث کی تحصیل چاہتے ہو تو یحییٰ القطان کو لازم پکڑو۔(۱)

عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یحییٰ القطان بہت شوق ورغبت سے طلبِ حدیث میں مگن رہتے تھے۔(۲)

بکر بن منجویہ رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی سیادت علمی اور حدیث میں ان کی عظمت شان و مہارت کو عمدہ پیرائے میں بیان کرتے ہیں، چنانچہ علامہ یوسف مزی ان سے ناقل ہیں:

"كان من سادات أهل زمانه حفظا وورعا وفهما وفضلا ودينا وعلما، وهو الذي مهد لأهل العراق رسم الحديث، وأمعن في البحث عن الثقات، وترك الضعفاء."(۳)

"یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ قوت حافظہ، پرہیزگاری، فہم وفراست، فضل، دینداری اور علم (جیسے عمدہ خصائل) میں اپنے زمانے کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، اور انہوں نے اہل عراق کے لیے ترویج حدیث کی داغ بیل ڈالی، چنانچہ موصوف نے ثقہ راویوں کے جانچنے میں دقت نظر سے کام لیا اور ضعیف راویوں کو ترک کیا۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو ان علماء میں شمار کیا ہے جو اپنے زمانے کے جلیل القدر حفاظ حدیث تھے۔(۴)

(۱) سير اعلام النبلاء (۹/۱۷۸)
(۲) تهذيب الكمال (۲۰/۹۵)
(۳) تهذيب الكمال (۲۰/۹۹)
(۴) تذكرة الحفاظ للذهبي (۱/۲۹۸)

یحییٰ بن سعید القطان اور اصح الاسانید احادیث:

مذکورہ بالا تصریحات و آراء سے علوم حدیث میں ان کا رتبہ بالکل واضح ہے بلکہ حدیث میں ان کی جلالت شان اور رتبہ امامت بھی مسلم ہے۔ اسی وجہ سے بعض نامور اہل فن نے حدیث میں موصوف کی بعض اسانید کو "اصح الاسانید" کے زمرے میں داخل کیا ہے۔ ان میں سے حسب ذیل سند کو ابوحاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح قرار دیا ہے:

"يحيى بن سعيد القطان، عن عبيدالله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه."(۱)

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ جب عبیداللہ بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کریں، وہ نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے، اور نافع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک اور سند کو ترجیح دی ہے، جو درج ذیل ہے:

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ جب عبیداللہ بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کریں، وہ قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور قاسم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔(۲)

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی ایک سند کو اصح کہا ہے جو مذکورہ بالا دونوں سندوں سے مختلف ہے، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ "تدریب الراوی" میں لکھتے ہیں:

"قال عبدالله بن أحمد بن حنبل عن أبيه: ليس بالكوفة أصح من هذا الإسناد: يحيى بن سعيد القطان، عن سفيان الثوري،

(۱) تدريب الراوي (ص ۷۷)
(۲) تدريب الراوي (ص ۷۷)

عن سليمان التيمي، عن الحارث بن سويد، عن علي."( )

"عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد ماجد امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں اس سے بڑھ کر صحیح سند کوئی نہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہو، وہ سلیمان تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے، وہ حارث بن سوید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور حارث کی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔"

مذکورہ بالا بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصح الاسانید کے باب میں یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے منقول تین اسانید صحت میں ممتاز اور اعلیٰ معیار کی حامل ہیں، جو حدیث میں ان کے رتبہ امامت پر ایک بین دلیل ہے۔

فنِ رجال اور جرح وتعدیل میں منصب امامت:

موصوف فن رجال سے بخوبی واقف تھے اور اس فن کے نامور ائمہ علام اس امر کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"مارأيت احدا اعلم بالرجال من يحيى بن سعيد."(۲)

"میں نے یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی رجال کو جاننے والا نہیں دیکھا۔"

ابراہیم بن محمد تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس میدان میں کسی کو ان کا ہم پلہ نہیں قرار دیتے تھے۔(۳)

---

(۱) تدريب الراوي (ص ۷۹)

(۲) تهذيب الكمال (۲۰/ ۹۶)

(۳) تهذيب الكمال (۲۰/ ۹۶)

اسی طرح رجال کی تحقیق وجستجو میں بھی گہری نظر کے مالک تھے اور کبار ائمہ حدیث رُواۃ حدیث پر ان کے ناقدانہ کلام کو تسلیم کرتے ہیں۔

فن جرح وتعدیل میں پہلی تصنیف:

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن میں تصنیف کی اولیت حاصل ہے، چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ "مقدمہ میزان الاعتدال" میں اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"فأول من جمع كلامه في ذلك الإمام الذي قال فيه أحمد بن حنبل ما رأيت بعيني مثل يحيى بن سعيد القطان."(۱)

"اس (فن جرح وتعدیل) میں کلام کے جمع کرنے (کتاب) کی اولیت جس امام کو حاصل ہے، اس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ، میں نے یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔"

پھر موصوف آگے لکھتے ہیں کہ، یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد ان کے تلامذہ یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، عمرو بن علی الفلاس اور ابوخیثمہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے رواۃ پر کلام کیا، پھر اس کے بعد ان کے تلامذہ میدان میں آئے جیسے کہ ابوزرعہ، ابوحاتم، بخاری، مسلم، ابواسحاق جوزجانی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ۔(۲)

اب مذکورہ بالا تفصیل سے اس فن میں یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کی جلالتِ شان کا اندازہ کیجئے۔

---

(۱) ميزان الاعتدال للذهبي (۱/۱)

(۲) ميزان الاعتدال (۱/ ۱-۲) وايضا السنة قبل التدوين (ص ۲۸۱)

موصوف فن جرح وتعدیل میں امام بخاری کی نظر میں:

فن حدیث کے نکتہ شناس امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ رواۃ حدیث کی چھان بین اور ان پر تنقیدی جائزہ میں یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کی آراء کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ بطور حجت وسند ان کو پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ان رواۃ میں سے "عمارۃ بن جوین رحمہ اللہ تعالیٰ" کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ "تاریخ کبیر" میں ان سے ناقل ہیں:

"عمارة بن جوين ابو هارون العبدی ترکه یحیی القطان."(۱)

"کہ یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمارۃ بن جوین ابو ہارون عبدی سے روایت نہیں کی"

اسی طرح "عثمان بن اسود بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ" کی توثیق بھی ان سے ثابت ہے۔(۲)

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیادت وامامت اس فن میں مسلم ہے، کیونکہ موصوف ان ناقدین ائمہ فن میں سے ہیں جن پر فن کا مدار ہے۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ "مقدمہ صحیح مسلم" میں بعض رواۃ پر ان کی جرح نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ضعف حکیم بن جبیر، وعبدالاعلی."(۳)

(۱) التاریخ الکبیر للبخاری (۴۹۹/۲/۳)

(۲) التاریخ الکبیر للبخاری (۴۹۹/۲/۳)

(۳) مقدمة صحیح مسلم (۲۰)

"یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حکیم بن جبیر" اور "عبدالاعلیٰ" کی تضعیف کی۔"

اسی طرح موسیٰ بن دینار، موسیٰ بن دہقان اور عیسیٰ بن ابی عیسیٰ مدنی وغیرہ کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یحییٰ بن سعید القطان کو اس فن کا چشم وچراغ مانتے ہیں چنانچہ "عبداللہ بن سعید مقبری رحمہ اللہ تعالیٰ" کے بارے میں انہوں نے موصوف کا نظریہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"ضعفه یحیی بن سعید القطان جدا فی الحدیث."(۱)

"یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن سعید مقبری کی بہت زیادہ تضعیف کی ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قرن رابع کے نامور امام جرح وتعدیل ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب "مقدمۃ الجرح والتعدیل" میں اس فن کے جلیل القدر ائمہ عظام کے ساتھ تفصیلی تذکرہ کیا اور رواۃ حدیث کی پوری معرفت، ان پر ناقدانہ کلام، علل حدیث پر ان کا کلام اور دیگر امور کو مختلف ابواب میں ذکر کیا۔(۲)

امام ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مقدمۃ الکامل" میں ان کو فن جرح وتعدیل کے ان

(۱) کتاب العلل للترمذی (۲۳۶/۲)

(۲) تقدمة الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (ص ۲۳۵، ۲۵۰)

ناموَر ائمہ اعلام میں شمار کیا ہے جن کی رائے رُواۃِ حدیث کی توثیق یا تضعیف میں سند اور حجت کی حیثیت رکھتی ہے۔[1]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

مؤرخِ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کو فنِ جرح وتعدیل کا بلند پایہ امام تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ موصوف کے رتبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عبدالرحمن بن مهدي وكان هو ويحيى القطان المذكور قد انتدبا لنقد الرجال، وناهيك بهما جلالة ونبلا وعلما وفضلا، فمن جرحاه لايكاد - والله - يندمل جرحه، ومن وثقاه فهو الحجة المقبول، ومن اختلفا فيه اجتهد في أمره، ونزل عن درجة الصحيح الى الحسن، وقد وثقا خلقا كثيرا، وضعفا آخرين."[2]

(طبقہ ثالثہ کے ائمہ جرح وتعدیل میں سے) عبدالرحمن بن مہدی اور یحییٰ القطان رحمہما اللہ تعالیٰ جن کا ذکر (پہلے طبقہ ثانیہ میں) ہو گیا ہے دونوں تنقید رجال کے لئے کھڑے ہوئے یہ دونوں نہایت ہی عظمت وشرافت والے، اور علم وفضل میں اونچا مقام رکھتے تھے۔ سو جس کو یہ دونوں مجروح کردیں تو اللہ کی قسم ان کی جرح کبھی مندمل نہیں ہوتی، اور جس کی یہ دونوں توثیق کردیں وہ مقبول ہے اور جس کے متعلق ان کے باہم اختلاف ہو اس کے معاملے میں اجتہاد کیا جاتا ہے اور وہ روایت صحیح سے اتر کر حسن میں چلی جاتی ہے، اور دونوں نے ایک بڑی جماعت کی

(۱) مقدمة الكامل لابن عدي (۱/۱۰۹)

(۲) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۱۸۰)

توثیق کی ہے جیسا کہ چند لوگوں کی تضعیف کی ہے۔"

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

دسویں صدی کے نامور محدث علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی متقدمین کے مسلک پر قائم رہے، چنانچہ انہوں نے بھی یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن کا مقتدا تسلیم کیا ہے کہ رُواۃِ حدیث کی توثیق یا تضعیف میں موصوف کا قول سند کا درجہ رکھتا ہے اور "الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ" میں اس فن کے بلند پایہ امام ناقد عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کو ذکر کیا ہے۔[1]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرفِ تلمذ:

موصوف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں، علامہ یوسف صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تلمذ پر تصریح بھی کی ہے۔[2]

وہ صرف یہی نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ، بزرگی، اور خدا خوفی سے بھی بے حد متأثر تھے۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے زمانہ طالب علمی کی مجلس کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"جالسنا والله أبا حنيفة وسمعنا منه، وكنت والله إذا نظرت إليه عرفت في وجهه أنه يتقي الله عز وجل."[3]

"بخدا ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجالس میں بیٹھے اور ان سے (حدیث) کی سماع کا شرف حاصل کیا، اور اللہ کی قسم جب میں ان کی

(۱) الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۴)

(۲) عقود الجمان (ص ۱۵۵)

(۳) الجواهر المضية (۳/۵۸۷)

طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو میں ان کے چہرے سے سمجھتا کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔"

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار مشہور ائمہ احناف میں ہوتا ہے، چنانچہ علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبقات الاحناف میں موصوف کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے نامور تلمیذ ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ

"كان يفتي بقول أبي حنيفة رحمه الله تعالى."(۱)

"کہ یحییٰ القطان رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔"

اسی طرح علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وكان في الفروع على مذهب أبي حنيفة"(۲)

کہ "موصوف فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر تھے۔"

اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تاریخ بغداد" میں خود ان کی رائے کو نقل کیا ہے، جیسا کہ وہ یحییٰ بن معین کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول: لانكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، ولقد أخذنا بأكثر أقواله"(۳)

"میں نے یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم

(۱) الجواهر المضية (۵۸۷/۳)

(۲) سير اعلام النبلاء (۱۷۶/۹)

(۳) تاريخ بغداد (۳۵۲/۱۳)

جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اچھی رائے کسی کی نہیں سنی، اور ہم نے تو ان کے بیشتر اقوال پر عمل کیا۔"

نیز واضح رہے کہ موصوف کو فقہ سے بھی اعتناء رہا جیسا کہ ابن معین کا قول اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ "فتویٰ دینا" ہر کس وناکس کا منصب اور وظیفہ نہیں، پھر اس پر مستزاد یہ کہ حافظ ابن عمار رحمہ اللہ تعالیٰ اس امر کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ بظاہر یحییٰ القطان ایک تاجر کی شباہت اختیار کیے ہوئے ہوتے تھے لیکن جب بات کرتے تو فقہاء بھی خاموش ہو کر ان کی باتوں کو توجہ سے سنتے تھے۔(۱)

رحمه الله تعالى.

(۱) تهذيب الكمال (۹۸/۲۰)

(۱۳) امام یزید بن ہارونؒ

(المتوفی ۲۰۶ھ)

نام و نسب:

امام، حافظ، شیخ الاسلام، ابو خالد یزید بن ہارون بن زاذی السلمی الواسطی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۱۱۸ھ میں ہوئی۔(۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے

- الطبقات الكبرى لابن سعد (۳۱٤/۷)
- تاريخ يحي بن معين (۲/ ۶۷۷)
- التاريخ الكبير للبخاري (٤/ ۲، ۳۶۸)
- تاريخ الثقات للعجلي (ص ٤٨٩)
- كتاب الجرح والتعديل للرازي (۹/ ۲۹۵)
- كتاب الثقات لابن حبان (٦٣٤/٧)
- مشاهير علماء الامصار لابن حبان (ص ۱۷۷)
- رجال صحيح البخاري للكلاباذي (۸۱۰/۲)
- الجمع بين رجال الصحيحين لمقدسي (٥٧٦/٢)
- تهذيب الكمال للمزي (۳۸۷/۲۰)
- سير اعلام النبلاء للذهبي (۹/ ۳۵۸)
- تذكرة الحفاظ للذهبي (۳۱۷/۱)
- الكاشف للذهبي (۲۸۷/۳)
- تهذيب التهذيب لابن حجر (۳۶۶/۱۱)
- تقريب التهذيب لابن حجر (۳۳۳/۲)

مشہور شیوخ:

علامہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کے سو سے زیادہ شیوخ کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے اسرائیل بن یونس، جریر بن حازم، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، زکریا بن ابی زائدہ، سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ، شعبۃ بن الحجاج، مالک بن انس اور ہشیم بن بشیر وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

مشہور تلامذہ میں سے علی بن المدینی، احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب، اسد بن عمرو واسطی، سفیان بن وکیع بن الجراح، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن یحیی ذہلی، محمد بن سعد واسطی اور یحیی بن معین وغیرہ ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

موصوف کی توثیق وعدالت:

اسحاق بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ یحیی بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یزید بن ہارونؒ ثقہ ہیں۔(۱)

عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق کرتے ہوئے حدیث میں بھی صاحب ضبط اور مستحکم قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ موصوف کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ثقة، ثبت في الحديث وكان متعبدا أحسن الصلوة جداً"۔(۲)

''عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ اور حدیث میں پختہ کار اور قابل حجت ہیں۔ بڑے عبادت گذار، بہت عمدہ

(۱) تهذيب الكمال (۳۹۰/۲۰)

(۲) تاريخ الثقات للعجلي (ص ۲۷۵)

نماز پڑھنے والے ہیں۔"

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول حدیث میں ان کا رتبہ ہشیم اور ابن علیہ رحمہما اللہ تعالیٰ جیسا ہے۔[1]

ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موصوف ثقہ اور کثرت سے حدیثیں روایت کرنے والے ہیں۔[2]

ابوحاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی توثیق اور مدح سرائی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"قال أبو حاتم الرازي: يزيد ثقة، إمام، لايسئل عن مثله "[3]

"ابوحاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ اور امام ہیں اور ان جیسے جلیل القدر محدثین کی توثیق کی بابت نہیں پوچھا جاتا۔"

اس پر مستزاد یہ کہ علی بن المدینی اور ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں موصوف کو ثقات محدثین کی فہرست میں شمار کرتے ہیں۔[4]

اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو "الکفایہ" میں موصوف کو ان مشہور ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے جو جرح وتعدیل اور تزکیہ سے مبراء ہیں، بلکہ جو اپنے فن میں رتبہ امامت پر فائز ہو اور ائمہ حدیث کے نزدیک قابل حجت ہو تو وہ بلاشبہ کسی کی عدالت اور توثیق کا محتاج نہیں ہوتا، چنانچہ یہی ان کی عدالت وتوثیق پر سب سے روشن دلیل ہے۔[5]

(۱) سير اعلام النبلاء (۹/۳۶۲)
(۲) الطبقات لابن سعد (۷/۳۷۲)
(۳) تهذيب الكمال (۲۰/۳۹۱)
(۴) تهذيب الكمال (۲۰/۳۹۰) وايضاً كتاب الثقات لابن حبان ۷/۶۳۲
(۵) الكفاية في علم الرواية (ص۸۶)

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث میں موصوف کی عظمت شان ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

"قال أبو طالب عن أحمد بن حنبل. كان حافظا متقنا للحديث صحيح الحديث."[1]

"ابوطالب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارونؒ حدیث کے حافظ تھے اور حفظ میں ضبط تام رکھتے تھے (اسی طرح) صحیح احادیث بیان کرتے تھے۔"

علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے موصوف کو حفظ حدیث میں سب سے بڑھ کر پایا۔

ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا کہ قوت ضبط میں یزید بن ہارونؒ کا کوئی مقابل نہیں، پھر آگے لکھتے ہیں کہ حفظ محض سے اتقان اور پختگی افضل ہے۔[2]

عمرو بن عون رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ دو شہروں کوفہ اور بصرہ میں یزید بن ہارونؒ جیسا کوئی نہیں ہے۔[3]

یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حفاظ عراق میں دو شخص معمر بزرگ ہشیم اور یزید بن زریع رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں اور باقی دو وکیع اور یزید بن ہارون رحمہما اللہ تعالیٰ ادھیڑ عمر والے ہیں، پھر ان آخر دو میں یزید کا حافظے میں کوئی مقابل

(۱) تهذيب الكمال (۲۰/۳۹۰)
(۲) تهذيب الكمال (۲۰/۳۹۱)
(۳) تهذيب الكمال (۲۰/۳۹۱)

رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فقاہت و فہم و فراست کی بہت تعریف کی ہے، چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

"قال الفضل بن زیاد سمعت ابا عبداللہ وقیل لہ یزید بن هارون لہ فقہ؟ قال نعم ماکان اذکاہ وافهمہ وافطنہ" (۱)

"فضل بن زیاد کا بیان ہے کہ میں نے ابوعبداللہ امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا جب ان سے یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقاہت کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب میں فرمایا کہ ہاں، یزید بن ہارون کو فقہ میں بھی ایک مقام حاصل ہے وہ تو کتنی زبردست ذکاوت اور بہترین فہم و فراست کے مالک تھے۔"

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تاریخ بغداد" میں موصوف کا یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابومسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے مطالعے سے متعلق پوچھا تو جواب میں فرمایا:

"انظروا فیها إن کنتم تریدون أن تفقهوا۔" (۲)

"اگر تم فقیہ بننا چاہتے ہو تو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا مطالعہ کرو۔"

اسی طرح موصوف یہ بھی تمنا کیا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ مسائل میرے پاس ہوں۔ (۳)

علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق انہوں نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے ایک عرصہ قبل ان کی صحبت اٹھائی تھی۔ (۴)

(۱) سیر اعلام النبلاء (۹/۳۶۱) وایضاً فتح المغیث للسخاوی (۲/۴۴۷)

(۲) تاریخ بغداد (۱۳/۳۴۲)

(۳) الجواهر المضیئة (۳/۶۱۰)

(۴) الجواهر المضیئة (۳/۶۱۰)

یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ اور فنِ جرح وتعدیل:

گذشتہ بیانات و ائمہ حدیث کی تصریحات سے یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے یگانۂ روزگار محدثین عظام میں شمار ہوتے ہیں اور فقہی بصیرت سے بھی آراستہ تھے، اسی طرح رواۃ حدیث کی تحقیق و تفتیش اور ان پر کلام کرنے میں بھی ایک امتیازی شان رکھتے تھے اور نامور ائمہ فن اس باب میں ان کی آراء پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

سرتاج المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو فن جرح وتعدیل کا امام تسلیم کرتے ہیں اور رجال پر ان کی شہرۂ آفاق کتاب "تاریخ کبیر" میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ کے اقوال رواۃ حدیث کی جانچ پرکھ اور ان کی توثیق و تضعیف میں بطور سند ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جعفر بن الحارث رحمہ اللہ تعالیٰ کی توثیق میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جعفر بن الحارث الواسطی قال یزید بن هارون: ثقة صدوق" (۱)

"جعفر بن حارث واسطی کے بارے میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور صدوق ہیں۔"

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے یزید بن ہارون کو نامور ائمہ فن میں شمار کیا ہے، اور

(۱) مقدمة صحیح مسلم (۱/۱۶)

"مقدمہ صحیح مسلم" میں رواۃ حدیث پر ان کی ناقدانہ کلام کو بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ "زیاد بن میمون" اور "خالد بن محدوج" کے بارے میں وہ موصوف سے نقل کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

"حدثنا الحسن الحلواني قال: سمعت يزيد بن هارون وذكر زياد بن ميمون فقال: حلفت أن لا أروي عنه شيئا ولا عن خالد بن محدوج." (١)

"امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں حسن حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ میں نے یزید بن ہارونؒ سے زیاد بن میمون کا تذکرہ سنا، چنانچہ انہوں نے قسم اٹھائی کہ میں اس سے کوئی روایت نہیں کروں گا، اور نہ خالد بن محدوج سے۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ وسخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قرن ثامن کے نامور محدث ناقد علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ اس فن میں موصوف کی سیادت تسلیم کرتے ہیں اور اپنے رسالے "ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل" میں فن جرح وتعدیل کے چشم وچراغ یحیی بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد ان کو ذکر کیا ہے۔(٢)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی رجال پر ان کے ناقدانہ بصیرت کو مانتے ہیں کہ دیگر ائمہ اعلام کی طرح یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ کے اقوال سے بھی رواۃ حدیث کی ثقاہت وضعف کا فیصلہ کیا جاتا ہے جس سے ان کی فن شناسی خوب نمایاں ہوتی ہے۔(٣)

(١) التاريخ الكبير للبخاري (١٨٩/٢/٩)

(٢) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ١٧٩)

(٣) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ١٦٤)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف تلمذ اور روایت:

علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الجواهر المضية" میں موصوف کو مشہور ائمہ احناف میں سے شمار کیا ہے۔(١)

امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع المسانید" میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے پر تصریح بھی کی ہے۔(٢)

چنانچہ باب رابع کی فصل ثالث جو غسل سے متعلق ہے اس میں ان سے درج ذیل روایت منقول ہے:

"يزيد بن هارون عن أبي حنيفة عن عثمان بن راشد عن عائشة بنت عجرد قالت: قال ابن عباس: اذا اغتسل الجنب ونسي المضمضة والاستنشاق فيعيد الوضوء بالمضمضة والاستنشاق." (٣)

"یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ عثمان بن راشد رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ عائشہ بنت عجرد رحمہا اللہ تعالیٰ سے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب جنبی غسل کرلے، کلی اور ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے تو وہ صرف وضو کا اعادہ کرے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے ساتھ۔"

اسی طرح متعدد جگہوں پر "جامع المسانید" میں موصوف کی مرویات ملتی ہیں۔

رحمہ اللہ تعالیٰ.

(١) الجواهر المضية (٦٠٩/٣)

(٢) جامع المسانيد (٥٧٧/٢)

(٣) جامع المسانيد (٢٦٩/١)

(۱۴) امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رح

(المتوفی ۲۱۱ھ)

نام ونسب:

حافظ کبیر، عالم یمن، ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری صنعانی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۱۲۶ھ میں ہوئی۔(۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے

- الطبقات الکبری لابن سعد (۵۴۸/۵)
- تاریخ یحیی بن معین (۳۶۳،۲)
- التاریخ الکبیر للبخاری (۱۳۰/۲/۳)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص ۳۰۲)
- المعارف لابن قتیبة (ص ۲۲۶)
- کتاب الثقات لابن حبان (۴۱۲/۸)
- تاریخ اسماء الثقات لابن شاهین (ص ۲۵۷)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۴۹۶/۲)
- تهذیب الکمال للمزی (۴۴۷،۱۱)
- سیر اعلام النبلاء للذهبی (۹ ۵۶۳)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (۳۶۴/۱)
- الکاشف للذهبی (۱۹۴/۲)
- البدایة والنهایة لابن کثیر (۲۶۵/۱۰)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (۲۷۸/۶)
- تقریب التهذیب لابن حجر (۵۹۹،۱)
- معانی الاخیار للعینی (۶۲۶/۲)
- طبقات الحفاظ للسیوطی (ص ۱۵۸)

مشہور شیوخ:

موصوف امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ، اسرائیل بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ، معمر بن راشد رحمہ اللہ تعالیٰ، ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اپنے والد ماجد ہمام بن نافع، امام مالک اور سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی روایت ثابت ہے۔

مشہور تلامذہ:

مشہور تلامذہ میں سے امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی، یحیی بن معین، محمد بن یحیی ذہلی، اسحاق الکوسج، محمد بن رافع، عبد بن حمید، ابوخیثمہ، زہیر بن حرب اور محمد بن بان بلخی وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

علامہ ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ میں'' موصوف کی مدحت اور تشیع کے بعض الزامات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال احمد: كان عبدالرزاق يحفظ حديث معمر. قلت: وثقه غير واحد، وحديثه مخرج في الصحاح، وله ما ينفرد به ونقموا عليه التشيع، وما كانوا يغلون فيه، بل كان يحب عليا ويبغض من قاتله ."()

''امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ معمر رحمہ اللہ تعالیٰ کے احادیث کو یاد رکھا کرتے تھے، علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ

(۱) تذکرۃ الحفاظ (۳۶۴/۱)

میرے نزدیک کئی حضرت نے ان کی توثیق کی ہے اور موصوف کی حدیث کتب صحاح میں مذکور ہیں۔ تاہم بعض چیزوں میں تفرد کرتے ہیں اور بعض لوگ ان پر تشیع کا الزام لگاتے ہیں، حالانکہ وہ تشیع میں غلو نہیں کرتے تھے، ہاں البتہ محبین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے والوں کو ناپسند کرتے تھے۔''

ایک شبہ کا ازالہ:

یہاں یہ نقطہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ محدثین کے ہاں تشیع سے مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ محبت ہے تشیع بمعنی ''رفض'' مراد نہیں جیسا کہ اہل علم سے اس کی حقیقت مخفی نہیں۔

یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ناقل ہیں، کہ موصوف کے نزدیک عبدالرزاق ثقہ ہیں۔(۱)

احمد عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کی توثیق کرتے ہیں، انہوں نے موصوف میں تشیع کا خدشہ بھی ظاہر کیا ہے(۲) (چنانچہ مذکورہ بالا بیان میں تشیع کی وضاحت گذر چکی ہے)

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے۔(۳)

اسی طرح ابن شاہین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی موصوف کو ''تاریخ اسماء الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔(۴)

---

(۱) تهذيب الكمال (۱۱/٤٥١)

(۲) تاريخ الثقات للعجلي (ص۳۰۲)

(۳) كتاب الثقات لابن حبان (۸/٤١٢)

(٤) تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين (ص۲۵۷)

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ ابواحمد بن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے علوم حدیث میں موصوف کا رتبہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال ابو احمد بن عدی ولعبدالرزاق أصناف وحديث كثير، وقد رحل إليه ثقات المسلمين وأئمتهم وكتبوا عنه، ولم يروا بحديثه بأسا إلا أنهم نسبوه إلى التشيع."(۱)

''ابواحمد بن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس مختلف اقسام کی بہت حدیثیں تھیں، ثقہ لوگ اور ائمہ نے سفر کرکے ان سے احادیث لکھیں، اہل علم نے ان کی احادیث میں کوئی خرابی نہ پائی اسی لئے معتبر مسلمان اور ان کے مقتدا سفر کرکے ان کے پاس آتے اور ان سے احادیث لکھ لیتے۔ وہ موصوف کی احادیث میں کوئی خرابی نہ پاتے بجز اس کے کہ ان کی نسبت اہل تشیع کی طرف کرتے۔'' (تشیع کی وضاحت پہلے گذر چکی ہے)

عباس دوری رحمہ اللہ تعالیٰ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں

"كان عبدالرزاق في حديث معمر أثبت من هشام بن يوسف."(۲)

''کہ موصوف کے نزدیک عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ، معمر رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہشام بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ قوی الضبط تھے۔''

---

(۱) تهذيب الكمال (۱۱/۲۵۲)

(۲) تاريخ يحيى بن معين (۲/۳٦٤)

ابوبکر اثرم رحمہ اللہ تعالیٰ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ موصوف کے نزدیک معمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے عبدالرزاقؒ کی روایت ان بصریین کی حدیث سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ معمر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں کی نگہبانی کرتے، یمن میں ان کا مطالعہ کرتے، اور بصرہ میں زبانی ان کا درس دیتے تھے۔

ابوزرعہ دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ کیا عبدالرزاقؒ کو معمر رحمہ اللہ تعالیٰ کی سب حدیثیں یاد تھیں؟ تو انہوں نے اس کی تصدیق کی، نیز یہ بھی فرمایا کہ عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرنے میں سب سے زیادہ معتمد اور اثبت ہیں۔(۱)

ذہلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی حدیث میں موصوف کے تیقظ اور بیداری کو بیان کیا ہے۔(۲)

ابراہیم بن عباد بری رحمہ اللہ تعالیٰؒ کہتے ہیں کہ عبدالرزاقؒ کو سترہ ہزار حدیثیں یاد تھیں(۳) جو یقیناً موصوف کی حفظ حدیث سے اعتناء کو خوب واضح کرتا ہے۔

اس بناء پر علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے۔(۴)

عبدالرزاقؒ بن ہمام اور اصح الاسانید احادیث:

ائمہ حدیث کے مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ عبدالرزاق بن ہمام صنعانیؒ کو علوم حدیث کے ساتھ ایک خاص اعتناء رہا جو ان کی امتیازی شان کو نمایاں کرتی ہے، اسی وجہ سے بعض ائمہ فن "اصح الاسانید" احادیث میں بھی ان کی رائے کو قابل اعتبار سمجھتے ہیں، جیسا کہ علامہ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذیل سند کو ان کے حوالے

(۱) تہذیب الکمال (۴۵۰/۱۱)
(۲) تہذیب التہذیب (۲۸۱/۶)
(۳) تہذیب التہذیب (۲۸۱/۶)
(۴) تذکرۃ الحفاظ (۳۶۴/۱)

سے "اصح الاسانید" میں شمار کیا ہے

"أصحها الزهري، عن زين العابدين عن علي بن الحسين، عن أبيه الحسين، عن أبيه علي بن أبي طالب، حكاه ابن الصلاح عن ابي بكر بن أبي شيبة والعراقي: عن عبدالرزاق."(۱)

"اصح الاسانید میں سے ایک سند وہ ہے جو زہری رحمہ اللہ تعالیٰ زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد حسین رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور وہ اپنے والد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب سے، مذکورہ سند کو ابن الصلاح رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہے اور عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں۔"

فنِ جرح و تعدیل میں موصوف کا مقام امام بخاریؒ کی نظر میں:

عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کو حدیث کی طرح فن جرح و تعدیل میں بھی ایک امتیازی شان حاصل ہے، رواۃ حدیث پر کلام کرنے میں ناقدانہ بصیرت کے حامل ہیں، اس بناء پر جرح و تعدیل کے باب میں نامور ائمہ حدیث ان کی آراء پر اعتماد بھی کرتے ہیں، چنانچہ فن شناس امام جرح و تعدیل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس باب میں ان کے اقوال و آراء سے استدلال کرتے ہیں۔ اور "تاریخ کبیر" میں عبداللہ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں موصوف سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عبدالله بن معاذ، عبدالرزاق كان يكذبه."(۲)

"عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن معاذ کی تکذیب کرتے تھے۔"

(۱) تدریب الراوی (ص۷۳)
(۲) التاریخ الکبیر (۲۱۲/۱/۳)

علامہ ذہبی اور سخاوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

مورخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو فن جرح وتعدیل کا امام تسلیم کرتے ہیں، کہ رواۃ حدیث کی جانچ پرکھ اور ان کی توثیق وتعدیل یا نقد وجرح میں عبدالرزاق کی رائے بھی قابل حجت ہے اور اپنے رسالے "ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل" میں ان کو اپنے زمانے کے یگانہ عصر امام، امام شافعی کے ساتھ ذکر کیا۔(۱)

اسی طرح قرن عاشر کے نامور محدث علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کی اور موصوف کو "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں ان کے دور کے نامور ائمہ جرح وتعدیل کی فہرست میں ذکر کیا، تاہم انہوں نے موصوف کا اسم گرامی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد ذکر کیا ہے۔(۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرفِ تلمذ اور روایت:

عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نامور شاگرد ہیں، چنانچہ علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے۔(۳)

علامہ ابن بزاز کردری رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ یمن میں ذکر کیا ہے، نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ امام صاحبؒ سے بہت زیادہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔(۴)

---

(۱) ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل (ص ۱۸۱)

(۲) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ (ص ۱٦٤)

(۳) تہذیب الکمال (۱۰۳/۱۹)

(۴) مناقب الامام الاعظم للکردری (۲۳۱/۲)

اسی طرح صاحب "عقود الجمان" نے بھی امام صاحب سے ان کے تلمذ پر تصریح کی ہے۔(۱)

امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع المسانید" کے متعدد ابواب میں عبدالرزاق کی سند سے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کو بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک روایت جو "سدل ثوب" سے متعلق ہے درج ذیل ہے:

"عبدالرزاق عن ابی حنیفة عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر برجل سادل ثوبہ فعطفہ علیہ."(۲)

"عبدالرزاق صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علی بن الاقمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے، حضرت ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آدمی پر گذر ہوا جو اپنے کپڑے (چادر) کو لٹکائے ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان کے (کندھے) پر موڑ دیا۔"

فائدہ: نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ روایت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ثلاثیات میں سے ہے جیسا کہ حدیث کی سند سے صاف ظاہر ہے۔

"المصنف لعبدالرزاق" میں امام صاحبؒ کی مرویات:

واضح رہے کہ حدیث میں "مصنف" کے نام سے موصوف کی ایک کتاب بھی ہے جس میں متعدد ابواب میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے احادیث وروایات ہیں چنانچہ ان میں سے حسب ذیل مقامات ملاحظہ ہوں:

---

(۱) عقود الجمان (ص ۱۲٦)

(۲) جامع المسانید (۴۱۸/۱)

جلد۲ صفحہ ۱۰، ۱۲۸، ۳۳۳، ۵۲۶، ۵۳۱، ۵۴۳۔

جلد۳ صفحہ ۳۰۷، ۳۵۳۔

جلد۴ صفحہ ۲۱، ۵۰، ۱۰۷، ۱۹، ۴۲۳، ۴۶۳، ۳ ۳۔

جلد۵ صفحہ ۴۔

جلد۶ صفحہ ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۳۴، ۳۶۲، ۳۷۱، ۳۷۶۔

جلد۸ صفحہ ۸۱، ۲۱۲، ۳۸۱، ۳۸۳، ۴۱۴۔

جلد۹ صفحہ ۵، ۸۷، ۱۲، ۲۹، ۱۷، ۳۵۴، ۳۷۰، ۳۷۳، ۳۹۷، ۴۰۵، ۴۱۰۔

۲۲۹، ۳۵۱، ۳۷۳، ۳۸۴، ۳۸۹، ۳۹۰۔

جلد۱۰ صفحہ ۸، ۹۷، ۱۰۱، ۳۱۹۔ (۱)

رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱) المصنف لعبد الرزاق بن ھمام الصنعانی المکتب الاسلامی بیروت

(۱۵) بن مخلد بن الضحاک ابوعاصم النبیلؒ

(المتوفی ۲۱۲ھ)

نام ونسب:

امام حافظ، شیخ المحدثین، ابوعاصم النبیل الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم بن الضحاک۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت میں ۱۲۲ھ کو بصرہ میں ہوئی۔ (۱)

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے
- الطبقات الکبری لابن سعد (۲۹۵/۷)
- التاریخ الکبیر للبخاری (۳۳۶/۲/۲)
- تاریخ الثقات للعجلی (ص ۲۳۱)
- الجرح والتعدیل للرازی (۴۶۳/۳)
- کتاب الثقات لابن حبان (۴۸۳/۶)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۳۶۹/۱)
- الجمع بین رجال الصحیحین للمقدسی (۲۲۸/۱)
- تہذیب الکمال للمزی (۱۶۷/۹)
- سیر اعلام النبلاء للذہبی (۴۸۰/۹)
- تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۳۶۶/۱)
- الکاشف للذہبی (۳۶/۲)
- دول الاسلام للذہبی (۹۴/۱)
- تہذیب التہذیب لابن حجر (۴۵۰/۴)
- تقریب التہذیب لابن حجر (۴۴۱/۱)
- طبقات الحفاظ للسیوطی (ص ۱۵۹)

اللہ تعالیٰ "آداب طالب الحدیث" میں موصوف سے ان کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد قال أبو عاصم النبيل الرياسة في الحديث بلا دراية رياسة نذلة."[۱]

"ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بغیر فہم و فراست کے حدیث کی امامت کمزور رذیل امامت ہے۔"

ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو "الطبقات الکبریٰ" میں ثقہ کہا ہے نیز اس امر کی صراحت بھی کی ہے کہ ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ تعالیٰ فقیہ ہیں۔[۲]

احمد بن عبداللہ عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث کے ساتھ ان کی فقہی بصیرت کو بھی تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ موصوف ثقہ ہیں، کثرت حدیث کے ساتھ فقہی بصیرت سے بھی آراستہ ہے۔[۳]

فن جرح و تعدیل میں ابو عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ و مقام:

حدیث و فقہ کی طرح موصوف کو رواۃ حدیث کے حالات زندگی سے بھی واقفیت تھی، ان کا تحقیقی جائزہ لیتے، نیز معتبر اور ثقہ راویوں کی توثیق کرتے اور ضعفاء و متروکین پر نقد و جرح کرتے اور ان کے ضعف کو بیان کرتے۔ چنانچہ نامور ائمہ علم اس باب میں موصوف کی نقد و جرح اور توثیق و تعدیل پر اعتماد کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

فن حدیث کے شناور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو امام جرح و تعدیل

(۱) فتح المغیث للسخاوی (۳/۳۰۵)

(۲) الطبقات لابن سعد (۷/۲۹۵)

(۳) تاریخ الثقات للعجلی، ص ۲۳۱،

تسلیم کرتے ہیں، اور اسماء الرجال کی اپنی معروف کتاب "تاریخ کبیر" میں رواۃ حدیث کی چھان بین میں ان کے اقوال و آراء سے استدلال بھی کرتے ہیں، چنانچہ "مظاہر بن اسلم" کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی رائے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"مظاهر بن اسلم كان أبو عاصم يضعفه"[۱]

"ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ تعالیٰ مظاہر بن اسلم کی تضعیف کرتے تھے۔"

علامہ ذہبی اور سخاوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

آٹھویں صدی کے نامور مؤرخ محدث علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فن جرح و تعدیل میں موصوف کی منصب امامت کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے دور کے نامور ائمہ علم امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اور عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ موصوف کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے۔[۲]

اسی طرح علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس امر میں متقدمین کے مسلک پر قائم ہیں۔ چنانچہ رواۃ حدیث کی توثیق و تضعیف میں علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ابو عاصم النبیل کو اس فن کا امام مانتے ہیں اور "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں موصوف کو ان کے دور کے نامور ائمہ جرح و تعدیل کی فہرست میں شمار کیا ہے۔[۳]

امام صاحبؒ سے تلمذ اور ائمہ احناف میں شمار:

علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الجواہر المضیئۃ" میں ان کو ائمہ احناف میں شمار کیا ہے۔[۴]

(۱) التاریخ الکبیر (۴/۳/۷۳)

(۲) ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۱۸۱)

(۳) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱٦٤)

(٤) الجواهر المضية (۲/۲۷۲)

علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تہذیب الکمال" میں ان کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور تلامذہ کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔(۱)

اسی طرح علامہ سیوطی اور یوسف صالحی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تلمذ کی تصریح کی ہے۔(۲)

اور امام خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جامع المسانید" میں لکھا ہے کہ ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ تعالیٰ ان "مسانید" میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، چنانچہ "جامع المسانید" کے متعدد ابواب میں وہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔(۳)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت:

موصوف کے ان مرویات میں سے ایک روایت درج ذیل ہے:

"ابو عاصم النبيل عن أبي حنيفة عن أبي السوار عن أبي حاضر عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم احتجم وأعطى الحجام أجره ولو كان خبيثا ما أعطاه." (۴)

"ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو السوار رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ ابو حاضر رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت کروائی اور حجام کو اجرت عطا فرمائی، اب اگر حجام کو اجرت دینا بری بات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ دیتے۔"

(۱) تهذيب الكمال (۱۹/۱۰۳)
(۲) تبييض الصحيفة (ص۷۳) وعقود الجمان (ص۱۱۹)
(۳) جامع المسانيد (۲/۴۸۴)
(۴) جامع المسانيد (۲/۴۹)

اسی طرح ایک جگہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، چنانچہ وہ حدیث "جامع المسانید" کے "باب السیر" میں اس طرح مذکور ہے:

"ابو عاصم عن سفيان عن الإمام أبي حنيفة عن عاصم بن أبي النجود عن زر بن حبيش عن ابن عباس في المرأة ترتد قال: تستحيى" (۱)

"ابو عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور وہ عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ زر بن حبیش رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتدہ عورت کے بارے میں زندہ چھوڑنے کا فتویٰ دیتے تھے۔"

فائدہ: یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مذکورہ بالا دونوں حدیثیں امام ابو حنیفہ کی "ثلاثیات" میں سے ہیں، چنانچہ مذکورہ سندوں کا سلسلہ روات اور ان کا اتصال واضح، یہاں دونوں روایتوں کی علوِ سند کو نمایاں کرتا ہے، اس سے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ "جامع المسانید" میں احادیث ثلاثیات کی ایک کثیر تعداد ان سے منقول ہے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱) جامع المسانيد (۲/۲۸۳)

(۱۶) امام یحییٰ بن معینؒ

(المتوفی ۲۳۳ھ)

نام ونسب:

امام حافظ، امام متقن، شیخ المحدثین ابوزکریا یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد بن بسطام غطفانی بغدادی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۱۵۸ھ میں ہوئی۔ (۱)

---

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے

- الطبقات الکبری لابن سعد (۳۵٤/۷)
- التاریخ الکبیر للبخاری (٤/۲/۳۰۷)
- کتاب الجرح والتعدیل للرازی (۹/۱۹۲)
- کتاب الثقات لابن حبان (۹/۲۶۲)
- رجال صحیح البخاری للکلاباذی (۲/۷۹۹)
- الجمع بین رجال الصحیحین للمقدسی (۲/۵٦٤)
- تهذیب الکمال للمزی (۲۰/۲۲۰)
- سیر اعلام النبلاء للذهبی (۱۱/۷۱)
- تذکرة الحفاظ للذهبی (۲/٤۲۹)
- میزان الاعتدال للذهبی (٤/٤۱۰)
- الکاشف للذهبی (۳/۲۶۸)
- تهذیب التهذیب لابن حجر (۱۱/۲٤٦)
- تقریب التهذیب لابن حجر (۲/۳۱٦)
- طبقات الحفاظ للسیوطی (ص ۱۸۸)
- خلاصة تهذیب الکمال للخزرجی (ص ۳٦۸)

مشہور شیوخ:

مشہور شیوخ میں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ، حفص بن غیاث رحمہ اللہ تعالیٰ، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ، جریر بن عبد الحمید رحمہ اللہ تعالیٰ، عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ، عبداللہ بن نمیر رحمہ اللہ تعالیٰ، ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ، وکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالیٰ، وہب بن جریر بن حازم رحمہ اللہ تعالیٰ اور یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ ہیں۔

مشہور تلامذہ:

مشہور تلامذہ میں سے امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، ابوخیثمہ زہیر بن حرب، ابویعلیٰ موصلی، محمد بن سعد (صاحب الطبقات) ابوحاتم رازی، ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابوزرعہ دمشقی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ ہیں۔

موصوف کی توثیق وعدالت:

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"ابو زکریا احد الأئمة فی الحدیث ثقة مامون" (۱)

"ابوزکریا یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث کے ایک امام ہیں، ثقہ اور مامون ہیں۔"

عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب الثقات" میں نامور ثقات اماموں میں ان کو شمار کیا ہے۔ (۲)

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو ثقہ سمجھتے ہیں اور ثقات کی فہرست میں ان

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱۱/۷۷)

(۲) کتاب الثقات للعجلی (ص ٤۷۵)

کا تذکرہ کیا ہے۔[1]

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی توثیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"كان اماما ربانيا عالما حافظا ثبتا متقنا."[2]

"یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ خدا پرست امام، عالم، حافظ، پختہ، قوی الضبط ہیں۔"

علامہ یوسف مزی محمد بن ہارون الفلاس رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں کہ اگر کوئی یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ پر کسی قسم کا نقد وجرح کرے تو وہ کذاب اور واضع حدیث ہوگا اس لئے کہ یحییٰ بن معینؒ تو کذابین سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کذاب کو اس بات نے غصہ دلایا ہوگا۔[3]

اس پر مستزاد یہ کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو ان مشہور محدثین کے زمرے میں داخل کیا ہے جو اپنے دور کے مقتدا اور امام سمجھے جاتے تھے، چنانچہ ان کے تزکیہ اور تعدیل کی بابت کسی سے نہیں پوچھا جاتا، کہ یہ خود اس فن کے چشم وچراغ اور قابل رشک امام ہیں، اور یہی ان کی توثیق پر سب سے روشن دلیل ہے۔[4]

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ علوم حدیث اور رجال کے فن شناس امام ہیں وہ اپنے زمانے کے یگانہ روزگار محدث اور امام جرح وتعدیل تھے ائمہ علم کا ان کی جلالت شان پر اتفاق ہے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کے اس رتبے کو بیان کرتے

(۱) كتاب الثقات لابن حبان (۹/ ۲۶۲)
(۲) تهذيب التهذيب (۱۱/ ۲۵۲)
(۳) تهذيب الكمال (۳۰/ ۲۲۹)
(۴) الكفاية في علم الرواية (ص ۸۷)

ہوئے فرمانے لگے:

"كل حديث لا يعرفه يحيى بن معين فليس هو بحديث وفي رواية: فليس هو ثابتا."[1]

"جس حدیث کو ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نہ جانتا ہو وہ حدیث نہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی انگلیوں سے چھ لاکھ احادیث لکھی ہیں۔[2]

مجاہد بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ پچاس سے زیادہ مرتبہ کسی ایک حدیث کو لکھتے تھے۔[3]

محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے کثرت سے حدیث لکھنے کا اعتراف کرتے ہیں۔[4]

علامہ یوسف مزی علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ان کی امتیازی شان اور حدیث میں منصب امامت کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

قال ابو زرعة عن علي بن المديني رحمه الله تعالى: دار حديث الثقات على ستة: رجلان بالبصرة ورجلان بالكوفة، ورجلان بالحجاز فاما اللذان بالبصرة فقتادة، ويحيى بن أبي كثير وأما اللذان بالكوفة فأبو إسحاق والأعمش، وأما اللذان بالحجاز فالزهري، وعمرو بن دينار. قال: ثم صار حديث هؤلاء إلى

(۱) تهذيب الكمال (۳۰/ ۲۳۰)
(۲) دول الإسلام للذهبي (۱/ ۱۰۳)
(۳) تهذيب الكمال (۳۰/ ۲۳۳)
(۴) الطبقات لابن سعد (۷/ ۳۵٤) وسير اعلام النبلاء (۱۱/ ۹۲)

اثني عشر منهم بالبصرة سعيد بن أبي عروبة، وشعبة بن الحجاج، ومعمر بن راشد، وحماد بن سلمة وجرير بن حازم، وهشام الدستوائي، وصار بالكوفة إلى الثوري، وابن عيينة، وإسرائيل، وصار بالحجاز إلى ابن جريج، ومحمد بن إسحاق، ومالك. قال أبو زرعة فصار حديث هؤلاء كلهم إلى يحيى بن معين (۱)

"ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ثقات کی حدیث چھ اشخاص پر دار و مدار ہے۔ (ان میں سے) دو بصرہ میں ہیں، دو کوفہ میں اور دو حجاز میں۔ تو بصرہ کے دو محدث قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور کوفہ کے جو دو محدث ہیں تو وہ ابو اسحاق اور اعمش رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں، اور حجاز کے دو محدث زہری اور عمرو بن دینار رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ پھر (آگے مزید) کہتے ہیں کہ ان اہل علم کی احادیث بارہ اشخاص کو منتقل ہوئی ان میں سے بصرہ میں سعید بن ابی عروبہ، شعبہ بن حجاج، معمر بن راشد، حماد بن سلمہ، جریر بن حازم اور ہشام دستوائی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں اور محدثین کوفہ میں سے یہ سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور اسرائیل بن یونس رحمہم اللہ تعالیٰ کو منتقل ہوئی اور حجاز میں ابن جریج، محمد بن اسحاق اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کو منتقل ہوگئی۔ ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ پھر ان تمام لوگوں کی احادیث یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کو منتقل ہوگئی۔"

اظہارِ حقیقت:

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مذکورہ بالا محدثین عظام میں سعید بن ابی عروبہ

(۱) تہذیب الکمال للمزی (۲۰/۲۲۴)

معمر بن راشد، حماد بن سلمہ، جریر بن حازم، سفیان بن عیینہ اور اسرائیل رحمہم اللہ تعالیٰ بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں سے ہیں، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کی روایت بھی ثابت ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں ان سے مرویات بھی منقول ہیں۔

اب یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے تلامذہ کا رتبہ و مقام حدیث میں ان کی گرانقدر خدمات پر نہایت روشن دلیل ہے، خاص طور سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ان کے منصب امامت پر شہادت ایک ناقابلِ انکار حقیقت بن چکی ہے، جس سے روگردانی حدیث سے انکار اور سراسر ناانصافی سمجھی جائے گی۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ علم کی انتہا دو آدمیوں پر ہوتی ہے، پہلے یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ تعالیٰ پر پھر یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ پر۔(۱)

اسی طرح ایک اور موقع پر اس طرح فرمایا کہ:

"انتهى العلم إلى رجلين إلى ابن المبارك وبعده إلى يحيى بن معين"(۲)

"علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ علم کا خاتمہ دو شخصوں پر ہوتا ہے، پہلے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے بعد یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ پر۔"

(اور یہ دونوں حضرات بھی مشہور ائمہ احناف میں سے ہیں۔ جیسے کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات میں گذر چکا ہے اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مزید تفصیل آرہی ہے)

(۱) تہذیب الکمال (۲۰/۲۲۳)
(۲) تہذیب الکمال (۲۰/۲۲۳)

"یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ان کے نزدیک عمدہ سانید میں سے اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (والی سند ہے)۔"

"ابراہیم عن علقمہ" والی سند کے بارے میں ایک اہم نقطہ:

واضح رہے کہ مذکورہ سند کے اصحیت پر چار محدثین حفاظ سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح اور یحییٰ بن معین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے جیسا کہ اب تذکرتین کے امام کے حالات میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے، نیز وہاں اس بات کی صراحت بھی کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اکثر روایات "ابراہیم عن علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ" والی سند کے ساتھ منقول ہے۔ اس سے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی محدثانہ بصیرت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الکفایۃ" میں یحییٰ بن معین سے ایک دوسری سند نقل کی ہے، جس کو موصوف سب سے ثبت قرار دیتے ہیں۔ اور وہ سند یہ ہے کہ "عبدالرحمن بن القاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت اپنے والد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہو اور قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو۔"(۱)

اسی وجہ سے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اصح الاسانید کے باب میں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ سے دو طرح کی آراء منقول ہیں، چنانچہ مذکورہ بالا عبارت میں ان کا بیان گزر گیا۔(۲)

لیکن یہ بھی واضح رہے کہ مذکورہ بالا آراء کے علاوہ ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ سے

---

(۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ (ص ۳۹۷)

(۲) تدریب الراوی (ص ۷۹)

کتب صحاح ستہ میں موصوف سے احادیث منقول ہیں۔(۱)

نیز علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے۔(۲)

موصوف حدیث و رجال میں یکتائے زمانہ تھے اسی وجہ سے نعیم بن حماد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث مانتے ہیں۔(۳)

اور اس کے باوجود تواضع کا یہ عالم تھا کہ محدثین کے ساتھ نہایت ادب واحترام سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"مارایت احدا اوقر للمحدثین من ابن معین."(۴)

"میں نے ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو محدثین کی تعظیم وتکریم کرتے نہیں دیکھا۔"

اصح الاسانید احادیث میں موصوف کا مرتبہ ومقام:

اصح الاسانید احادیث میں بھی موصوف کا شمار ان نامور ائمہ میں ہوتا ہے کہ جن کی رائے حدیث کی کسی سند کو ترجیح اور اس کو صحیح ترین سند قرار دینے میں قابل حجت تسلیم کیا جاتا ہے، چنانچہ ان اسانید میں سے مندرجہ ذیل سند ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اصح ہے جیسا کہ محقق ابن الصلاح رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

عن یحیی بن معین انه قال: اجودها: الأعمش، عن ابراهیم، عن علقمة، عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالٰی عنه.(۵)

---

(۱) تهذیب الکمال (۲۰/۲۲۰)

(۲) تذکرة الحفاظ (۲/۴۲۹)

(۳) الکفایة فی علم الروایة (ص ۱۴۶)

(۴) فتح المغیث (۳/۲۴۸)

(۵) معرفة أنواع علوم الحدیث المعروف بمقدمة ابن الصلاح (ص ۸۲)

اس باب میں ایک اور رائے بھی منقول ہے جو بلاشبہ اصح الاسانید ہی میں شمار ہوگی جس کی بدولت اس باب میں موصوف کے تین اقوال ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے:

"اصح اسانید عائشة: عبيدالله بن عمر، عن القاسم عن عائشة رضي الله تعالى عنها. قال ابن معين: هذه ترجمة مشبكة بالذهب." (١)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اصح الاسانید میں عبیداللہ بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ سے، ان کی روایت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (والی سند کے بارے میں)۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سند تو سونے کی لڑی ہے۔"

اب مذکورہ بالا عبارت پر غور کرنے سے یہ حقیقت خوب آشکارا ہو جاتی ہے کہ ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس سند کی تعریف کی ہے وہ اس کے معیار اصحیت پر بھی روشن دلیل ہے۔

فن اسماء الرجال میں موصوف کی سیادت:

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس فن میں جو منصب ومقام حاصل ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں، کیونکہ وہ فن رجال میں یکتائے زمانہ تھے جس کی بدولت اس فن میں مزید ترقی وتوسیع ہوئی اسی وجہ سے ان کا شمار فن کے مدونین میں ہوتا ہے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے چند ائمہ علم کا علم حدیث کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہم میں سے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ

(١) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص ١٠٣)

تعالیٰ رجال کے سب سے بڑے عالم ہیں۔(١)

ابوعبید آجری رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یحییٰ بن معین اور علی بن عبداللہ رحمہما اللہ تعالیٰ میں رجال کا بڑا عالم کون ہے تو ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"يحيى عالم بالرجال، وليس عند علي من خبر اهل الشام شيء." (٢)

"رجال کا عالم یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ ہے اور علی بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ رجال شام کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔"

اسی طرح ایک دفعہ عبداللہ بن محمد بن سیار رحمہ اللہ تعالیٰ یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، امام احمد بن حنبل اور ابوخیثمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی علوم حدیث میں حیثیت بتاتے ہوئے فرمانے لگے:

"علي اعلمهم بالحديث والعلل، ويحيى اعلمهم بالرجال، وأحمد بالفقه، وأبو خيثمة من النبلاء." (٣)

"ان میں علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث وعلل کو زیادہ جانتے ہیں، اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ ان میں رجال کا بڑا عالم ہے، احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو فقہ پر عبور حاصل ہے اور ابوخیثمہ رحمہ اللہ تعالیٰ تو معززین میں سے ہے۔"

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ اور فن جرح وتعدیل:

اب مذکورہ بالا تصریحات سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ یحییٰ بن معین رحمہ

(١) تهذيب الكمال (٢٠/٢٢٦)
(٢) تهذيب الكمال (٢٠/٢٢٥)
(٣) تهذيب الكمال (٢٠/٢٢٦)

اللہ تعالیٰ علم رجال کے کبار ائمہ میں سے ہیں اور اس فن پر خاص عبور رکھتے ہیں، اسی طرح رواتِ حدیث (رجال) کی تحقیق وتفتیش اور ان کے حالاتِ زندگی کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لینے میں بھی بڑی شان رکھتے ہیں، نیز موصوف کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ وہ کثیر رواۃ پر کلام کرتے ہیں جتنی ثقات رواتِ حدیث اور ضعفاء سب سے باخبر ہیں اس بنا پر وہ اس منصب میں امام احمد اور شعبہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ گئے ہیں کہ ان سے کثیر رواۃ پر کلام ثابت ہیں، جبکہ موصوف اکثر رواتِ حدیث پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ "طبقہ رابعہ" کے ائمہ جرح وتعدیل میں موصوف کا اسم گرامی سرفہرست ذکر کرنے کے بعد اس فن میں ان کی جلالتِ شان اور منصبِ سیادت وامامت پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں

وقد سأله عن الرجال عباس الدوري، وعثمان الدارمي، وأبو حاتم، وطائفة وأجاب كل واحد منهم بحسب اجتهاده، ومن ثمّ اختلفت آراؤه وعباراته في بعض الرجال، كما اختلفت اجتهادات الفقهاء المجتهدين، وصارت لهم في المسألة أقوال.(1)

"عباس دوری، عثمان دارمی، ابوحاتم رحمہم اللہ تعالیٰ اور (محدثین) کی ایک جماعت نے موصوف سے (بعض) رجال کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے ان میں سے ہر ایک کو اپنے اجتہاد کے مطابق جواب دیا، چنانچہ اسی وجہ سے بعض رجال کے متعلق ان کی آراء واقوال مختلف ہوئے، جیسے کہ (مسائل کے بارے میں) مجتہدین فقہاء کے اقوال مختلف ہوا کرتے ہیں، اور کسی مسئلہ میں ان کے کئی اقوال ہوجاتے ہیں۔"

(١) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ١٨٥)

جرح وتعدیل ایک اجتہادی امر ہے:

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رواۃ کی توثیق یا تضعیف ایک اجتہادی امر ہے، ان میں مسائل کے سوال کی حیثیت اور راوی کے حالات کے اعتبار سے تفاوت ہوتا رہتا ہے، اور رواتِ حدیث پر کلام کرنے والے ائمہ جرح وتعدیل کی حیثیت بھی اس فن میں مجتہدین کی طرح ہے جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے اس کی حقیقت روشن ہوجاتی ہے۔

موصوف فنِ جرح وتعدیل میں امام بخاریؒ کی نظر میں:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فنِ جرح وتعدیل میں موصوف کی خدمات کا نہ صرف اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان کو اس فن کا قابلِ تقلید رہنما وامام بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ جابجا "تاریخ کبیر" میں رواتِ حدیث کی توثیق یا تضعیف میں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے آراء بطور استدلال ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً "بکر بن شرود صنعانی" کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"بكر بن شرود صنعاني، قال ابن معين: رأيته ليس بثقة."(1)

"بکر بن شرود صنعانی کے بارے میں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ان کو دیکھا ہے وہ غیر ثقہ ہیں۔"

اسی طرح "عبد اللہ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ" کی توثیق بھی ان سے ثابت ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قرن رابع کے نامور محدث ناقد ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو فن

(١) التاريخ الكبير (١/٢/٩٠)

(٢) التاريخ الكبير (٣/١/٢١٢)

جرح و تعدیل کا یگانہ عصر امام تسلیم کرتے ہیں۔ وہ مقدمہ جرح و تعدیل میں جنہوں نے قرن ثالث کے ناقدین ائمہ حدیث امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے، نیز ان کی رفعت شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی، بے شمار لوگوں نے جنازے میں شرکت کی، شرکائے جنازہ میں سے ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ یہ اس شخص کا جنازہ ہے کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشادات عالیہ کو جھوٹ کی آمیزش سے محفوظ رکھا، ورثاء نے جنازہ کو غسل کے تختے سے گزارا۔ [1]

امام ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس طریق پر قائم رہے۔ چنانچہ "مقدمہ کامل" کے ائمہ جرح و تعدیل میں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ذکر کیا ہے کہ رواۃ حدیث کی ثقاہت یا ان پر نقد و جرح میں موصوف کی آراء بھی سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ [2]

علامہ ذہبی وسخاوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

مؤرخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اس فن کے فقید النظیر امام علماء میں شمار کرتے ہیں۔ درحقیقت بھی یہی ہے کہ "فن رجال" کی کتب موصوف کی قول و آراء سے مالا مال ہیں جو اس باب میں ان کی وسعت علمی کی ایک نادر مثال ہے۔ چنانچہ علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح پہلے گزر چکی ہے۔ [3]

(۱) تقدمة الجرح والتعديل (ص ۳۱۶)

(۲) مقدمة الكامل لابن عدی (۱/۱۳۱)

(۳) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۱۸۵)

کی طرح متاخرین میں سے علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو فن شناس امام جرح و تعدیل تسلیم کرتے ہیں کہ رواۃ حدیث کی توثیق یا تضعیف میں ان کی آراء سند کا درجہ رکھتی ہے اور اپنے ہم عصر ابوحاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح ان سے بھی اکثر رواۃ پر کلام ثابت ہے جو اس فن میں ان کی فوقیت اور جلالت شان پر یک بین دلیل ہے۔ [1]

تاریخ یحییٰ بن معین:

واضح رہے کہ فن جرح و تعدیل میں "تاریخ یحییٰ بن معین" کے نام سے موصوف کی ایک کتاب بھی ہے جو ان کے کئی تلامذہ نے رواۃ حدیث پر موصوف کی آراء کو محفوظ کر کے کتابی صورت میں جمع کیا ہے۔

چنانچہ مذکورہ کتاب کو "مرکز البحث العلمی" مکہ مکرمہ نے کل چار اجزاء پر مشتمل تین ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے، جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء میں منظر عام پر آچکا ہے۔ [2]

ائمہ احناف سے موصوف کا تلمذ:

موصوف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نامور تلامذہ کے شاگرد ہیں جیسا کہ ان کے تذکرہ شیوخ سے بالکل نمایاں ہیں، نیز علامہ کوثری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کے سماع کا شرف امام قاضی ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ [3]

(۱) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۴)

(۲) دیکھئے تاریخ یحییٰ بن معین مطبوعہ مرکز البحث العلمی مکہ مکرمہ

(۳) فقه اهل العراق وحديثهم (ص ۶۴)

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے تلمذ وتفقہ کا تو عام چرچا ہے۔ چنانچہ علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ ''الجواہر المضیۃ'' میں محمد بن الحسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ میں موصوف کے تلمذ کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وكتب عنه يحيى بن معين "الجامع الصغير"." (1)

''یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ''جامع الصغیر'' لکھی ہے۔''

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نہ صرف شاگرد تھے بلکہ فقہی تربیت بھی ان سے حاصل کی ہے۔ اسی طرح مؤرخ اسلام علامہ ذہبی بھی موصوف کو ائمہ احناف میں شمار کرتے ہیں۔ (2)

اور قرن تاسع کے نامور حنفی محدث قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے اسم گرامی کو ''تاج التراجم'' میں امام محمد بن الحسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے۔ (3)

(۱) الجواهر المضية (۳/۱۲٤)

(۲) معرفة الرواة المتكلم فيهم بما لا يوجب الرد (ص ٤٩)

(۳) تاج التراجم (ص ٥٤)

⑰ امام عبدالباقی بن قانعؒ

(المتوفی ۳۵۱ھ)

نام ونسب:

امام، حافظ، قاضی ابو الحسین عبد الباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق اموی، بغدادی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۲۶۵ھ میں ہوئی۔ (1)

مشہور شیوخ:

موصوف کے مشہور شیوخ میں سے حارث بن ابی اسامہ، ابراہیم بن الہیثم بلدی، محمد بن مسلمہ واسطی، اسماعیل بن الفضل بلخی، بشر بن موسیٰ، عُبید بن شریک

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے:

- تاريخ بغداد للخطيب البغدادي (۱۱/۸۸)
- المنتظم لابن الجوزي (۷/۱٤)
- سير أعلام النبلاء للذهبي (۱۵/۵۲٦)
- تذكرة الحفاظ للذهبي (۳/۸۸۳)
- العبر للذهبي (۲/۸۸)
- المعين في طبقات المحدثين للذهبي (ص۱۱۵)
- ميزان الاعتدال للذهبي (۲/۵۳۲)
- البداية والنهاية لابن كثير (۱۱/۲٤۲)
- لسان الميزان لابن حجر (۳/۳۸۳)
- شذرات الذهب لابن العماد الحنبلي (۳/۸)

البزار، مسلم الکجی، عبید بن غنام، معاذ بن مثنی، محمد بن ابراہیم بن ... وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالی جمیعا۔

مشہور تلامذہ:

موصوف سے روایت کرنے والے تلامذہ میں سے دارقطنی، ابو عبد اللہ حاکم، ابو الحسین بن الفضل بن القطان، احمد بن علی جادی، ابو علی بن شاذان، ابو الحسن حمامی، ابو القاسم بن بشران، ابو الحسن بن الفرات وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالی جمیعا۔

موصوف کی توثیق و عدالت:

امام برقانی رحمہ اللہ تعالی نے موصوف کی تضعیف کی ہے، چنانچہ ان کا بیان ہے

"قال البرقانی: البغدادیون یوثقونہ، وھو عندی ضعیف "[1]

"برقانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ بغدادی موصوف کی توثیق کرتے ہیں، جبکہ وہ میرے نزدیک ضعیف ہیں۔"

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالی نے "تاریخ بغداد" میں برقانی رحمہ اللہ تعالی کے اس اعتراض کا مدلل جواب دیا ہے اور اس شبہ کو بلا وجہ قرار دیا ہے جیسا کہ وہ موصوف کی توثیق پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں

"قلت: لا ادری لأی شیء ضعفہ البرقانی، وقد کان عبد الباقی من اھل العلم، والدرایۃ والفھم، ورأیت عامۃ شیوخنا یوثقونہ"[2]

"میں نہیں سمجھتا کہ برقانی رحمہ اللہ تعالی کیوں اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جبکہ عبد الباقی رحمہ اللہ تعالی فہم و فراست والے زیرک علماء میں سے ہیں، اور میں نے تو اپنے بہت سارے شیوخ کو دیکھا جنہوں نے

(۱) سیر اعلام النبلاء (۵۲۷/۱۵)

(۲) تاریخ بغداد (۸۹/۱۱)

موصوف کی توثیق کی ہے۔"

جرح مبہم و مفسر کی وضاحت:

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ برقانی رحمہ اللہ تعالی کی طرف سے موصوف پر ضعف کا الزام "جرح مبہم" کے قبیل سے ہے جو جمہور اصولیین کے ضابطے کے مطابق غیر معتبر ہیں اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالی نے موصوف کی تعدیل مفسر بیان کرتے ہوئے مدلل توثیق کی ہیں اور ان کے شیوخ نے بھی موصوف کی توثیق کا اعتراف کیا ہے، چنانچہ ہر باشعور منصف مزاج کے لیے صطلحات اہل فن کی روشنی میں جرح مبہم و مفسر میں فرق کرنا ایک امر ناگزیر ہے، کیونکہ جرحوں کی تفصیلات کی آگاہی سے راویان حدیث کی ثقاہت و ضعف و متعین کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ تفصیلات سمجھے بغیر کسی کی توثیق و تضعیف کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

علوم حدیث میں مرتبہ و مقام:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالی نے "سیر اعلام النبلاء" میں موصوف کے علوم حدیث سے اعتناء کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"وکان واسع الرحلۃ، کثیر الحدیث، بصیراً بہ."[1]

"موصوف بہت زیادہ سفر کرنے والے، ذخیرۂ حدیث والے (اور) حدیث کی معرفت رکھتے تھے۔"

اسی طرح حدیث میں موصوف کی کتاب "معجم الصحابہ" کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے اس کتاب کی سماع کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔

اور "تذکرۃ الحفاظ" میں ان کو حفاظ محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔[2]

(۱) سیر اعلام النبلاء (۵۲۶/۱۵)

(۲) تذکرۃ الحفاظ (۸۸۳/۳)

اسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ''طبقات الحفاظ'' میں جلیل القدر حفاظ میں موصوف کا نام بھی ذکر کیا ہے۔(۱)

متاخرین میں سے علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ''وفیات'' پر موصوف کی ایک کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ یہ خاطر نشین رہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تہذیب التہذیب'' میں اس کتاب سے خوب استفادہ کیا ہے اور رجال کی تاریخ وفات میں ابن قانع کے حوالے بھی دیئے ہیں۔(۲)

مختلط رواۃ حدیث کی مرویات کی تحقیق:

اب رہی یہ بات کہ آخری عمر میں موصوف کے حافظے میں کچھ تغیر پیدا ہوا تھا جیسا کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن فرات رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں

"وقد كان تغير في آخر عمره حدثني الأزهري عن أبي الحسين بن الفرات قال: كان عبدالباقي بن قانع قد حدث به اختلاط قبل أن يموت بمدة نحو سنتين، فتركنا السماع منه، وسمع منه قوم في اختلاطه."(۳)

''آخری عمر میں موصوف کے حافظے میں کچھ تغیر پیدا ہوا تھا، ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیان کیا کہ ابی الحسین بن فرات رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا کہ عبدالباقی بن قانع رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث بیان کرتے تھے جبکہ اپنی وفات سے دو سال قبل ان کے حافظے میں اختلاط پیدا ہو گیا تھا، تو ہم نے ان سے حدیث کا سماع نہیں کیا، جبکہ کچھ لوگ اسی

(۱) طبقات الحفاظ للسیوطی (ص ۳۹۲)
(۲) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ (ص ۱۶۰)
(۳) تاریخ بغداد (۸۹/۱۱)

حالت میں بھی ان سے احادیث کا سماع کرتے رہے۔''

تو اس بارے میں عام محدثین کا یہ اصول پیش نظر رہنا چاہیے کہ اختلاط سے پہلی والی روایات مقبول اور قابل استدلال سمجھی جائیں گی اور بعد والی روایات قابل حجت نہ ہوں گی۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تقریب'' میں بصراحت اس ضابطے کو نقل کیا ہے اور ایسے محدثین کو بھی ذکر کیا ہے جن کے حافظے میں وفات سے قبل کچھ اختلاط پیدا ہوا تھا مگر پھر بھی ائمہ فن ان کی مرویات کو قابل استدلال سمجھتے ہیں، جیسا کہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں

"فمنهم عطاء بن السائب فاحتجوا برواية الأكابر عنه كالثوري وشعبة، إلا حديثين سمعهما شعبة بآخرة."(۱)

''ان محدثین میں سے عطاء بن سائب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں، تو اہل فن نے موصوف کو اکابرین کا ان سے روایت کرنے کی وجہ سے قابل حجت مانا ہے جیسا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان سے روایت کرتے ہیں۔ صرف دو حدیثیں شعبہ نے اختلاط کے بعد ان سے سنی ہیں۔''

اسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عطاء بن السائب سے اختلاط کے بعد روایت کرنے والے محدثین کے ایک گروہ کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں، اس کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''صحیح بخاری'' میں ان سے ایک روایت لی ہے جو موصوف سے آخری زمانے میں سنی تھی۔(۲)

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اصولیین کی تصریح کے مطابق مختلطین کی وہ روایات قابل اعتبار نہ ہوں گی جو حافظے میں تغیر اور اختلاط کے بعد ان سے منقول ہوں،

(۱) تقریب النواوی (ص ۶۲۲)
(۲) تدریب الراوی (ص ۶۲۲)

تاہم اگر زمانہ اختلاط والی کسی روایت کی تائید کسی دوسری حدیث سے ہوتی ہو تو وہ قابلِ قبول ہوسکتی ہے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق عفان رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت کو جو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

عبدالباقی بن قانع رحمہ اللہ تعالیٰ اور فنِ جرح وتعدیل:

عبدالباقی بن قانع رحمہ اللہ تعالیٰ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ اسماء رجال سے بھی واقف تھے، رواتِ حدیث کی ثقاہت یا ضعف بھی بیان کرتے تھے۔ چنانچہ نامور ائمہ حدیث ان کی آراء کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح علامہ یوسف مزی نے متعدد رواۃ حدیث کی "وفیات" میں موصوف کے اقوال ذکر کیے ہیں۔[1] علامہ مغلطائی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اکمال تہذیب الکمال" میں موصوف کی "کتاب الوفیات" سے استفادہ کیا ہے۔[2]

اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ابوعاصم نبیل رحمہ اللہ تعالیٰ" کے بارے میں موصوف سے بھی ان کی توثیق نقل کی ہے۔ اسی طرح "تہذیب التہذیب" کے مختلف جگہوں میں ان کی آراء نقل کی ہیں۔[3]

علامہ ذہبیؒ وسخاویؒ کی نظر میں فنِ جرح وتعدیل میں موصوف کا مقام:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کو امام جرح وتعدیل تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنے رسالہ "ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل" میں "طبقہ تاسعہ" کے فن شناس ائمہ جرح وتعدیل ابن حبان اور ابن عدی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ

---

(۱) تهذيب الكمال (۱۸/۱۸۹)

(۲) مقدمة المحقق على تهذيب الكمال (ص ۳۲، ۳۳)

(۳) تهذيب التهذيب (۱/۳۹۷)

موصوف کا اسم گرامی بھی ذکر کیا ہے کہ ان دونوں کی طرح موصوف کے اقوال بھی رواتِ حدیث کی توثیق یا تضعیف میں قابلِ حجت ہیں۔[1]

اسی طرح علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی منہج پر قائم ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی "الاعلان بالتوبیخ لمن ذمّ التاریخ" میں موصوف کو قرنِ رابع کے نامور ائمہ جرح وتعدیل میں شمار کیا ہے۔[2]

عبدالباقی بن قانع رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

عبدالباقی بن قانع رحمہ اللہ تعالیٰ چوتھی صدی کے نامور حنفی محدث ہیں۔ چنانچہ علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو "طبقات الاحناف" میں شمار کیا ہے، نیز انہوں نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ صاحب "احکام القرآن" ابوبکر رازی رحمہ اللہ تعالیٰ معروف بالجصاص، المتوفی ۳۷۰ھ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر "احکام القرآن" میں ان سے خوب استفادہ کیا ہے۔[3]

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی "تاج التراجم" میں موصوف کی حنفیت کی تصریح کی ہے۔[4]

اسی طرح تقی الدین مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی "الطبقات السنیۃ" میں ان کو علمائے احناف میں شمار کیا ہے۔[5]

رحمه الله تعالى

---

(۱) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۲۰۸)

(۲) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۵)

(۳) الجواهر المضية (۲/۳۵۵)

(٤) تاج التراجم (ص ۳۲)

(٥) الطبقات السنية (رقم الترجمة ۱۱۳۲)

⑱ امام ابوسعد السمانؒ

(المتوفی ۴۴۳ھ یا ۴۴۵ھ)

نام ونسب:

ابوسعد اسماعیل بن علی بن الحسین بن محمد بن زنجویہ الرازی السمان، المعروف بابی سعد السمان۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۳۷۱ھ یا ۳۷۶ھ میں ہوئی۔

مشہور شیوخ:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سیر اعلام النبلاء" میں موصوف کے شیوخ کی

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے۔
- کتاب الانساب للسمعانی (۳/۲۹۲)
- وفیات الاعیان لابن خلکان (۲/۱۵۸)
- سیر اعلام النبلاء للذھبی (۱۸/۵۵)
- تذکرۃ الحفاظ للذھبی (۳/۱۱۲۱)
- العبر للذھبی (۲/۲۸۷)
- میزان الاعتدال للذھبی (۱/۲۳۹)
- البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر (۱۲/۶۵)
- لسان المیزان لابن حجر (۱/۴۲۱)
- طبقات الحفاظ للسیوطی (ص۴۲۹)
- طبقات المفسرین للداودی (۱/۱۱۰)
- ھدیۃ العارفین (۱/۲۱۰)
- الاعلام للزرکلی (۱/۳۱۹)

تعداد تین ہزار چھ سو بتائی ہے اور ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق ابوسعد السمان نے چار سو شیوخ سے استفادہ کیا، ان میں سے چند مشہورین کے نام ہدیہ ناظرین ہیں۔

موصوف نے بغداد میں ابو طاہر مخلص رحمہ اللہ تعالیٰ سے حدیث کا سماع کیا، رے میں عبدالرحمن بن محمد بن فضلۃ رحمہ اللہ تعالیٰ سے، مکہ میں احمد بن ابراہیم بن فراس رحمہ اللہ تعالیٰ سے، دمشق میں عبدالرحمن بن ابی نصر تمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے۔

مشہور تلامذہ:

مشہور تلامذہ میں سے مؤرخ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اور عبدالعزیز کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، اس کے علاوہ فقہاء کی ایک جماعت نے ان سے استفادہ کیا ہے۔[1]

موصوف کے رحلاتِ علمی:

مؤرخ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ ابوسعد السمان "علم کے سچے طالبگاروں میں سے تھے، زمانہ تحصیل میں بلادِ اسلامیہ کی دور دراز پُر مشقت سفر کیے، ان میں سے حجاز، شام، عراق اور بلادِ مغرب قابلِ ذکر ہیں۔[2]

علومِ حدیث میں موصوف کا مرتبہ ومقام:

ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ "تاریخ دمشق" میں رقمطراز ہیں

"وروی بسندہ الی ابن عمر مرفوعا علم لایفادبہ ککنز لا ینفق منہ."[3]

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱۸/۵۶)
(۲) تھذیب تاریخ دمشق (۳/۳۹)
(۳) تھذیب تاریخ دمشق (۳/۳۸)

"ابو سعد السمان رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی متصل سند کے ساتھ اتنی مرفوع روایات نقل کرچکے ہیں کہ جس سے (کما حقہ) فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ جیسا کہ (کسی کے پاس ایک محفوظ) خزانہ ہو جسے خرچ نہ کیا جاتا ہو۔"

موصوف کو حدیث کے ساتھ ایک گہری محبت اور والہانہ شغف تھا، چنانچہ ان کا یہ جذبہ زندگی کی آخری دم تک جوں کا توں برقرار رہا۔ اور اسی حالت میں بھی حصول حدیث کی خاطر اصفہان کا سفر کیا اسی بناء پر ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ

"ماشاهد مثل نفسه." ( )

"انھوں نے اپنے جیسا (اس طرح طلب وحرص) میں نہیں دیکھا۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ "سیر اعلام النبلاء" میں امام، حافظ، علامہ، باکمال اور قوی الضبط جیسے اوصاف سے ان کو یاد کرتے ہیں اور حفاظ محدثین میں بھی ان کو شمار کیا ہے۔ (۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے۔ (۳)

اسی طرح صاحب "طبقات المفسرین" نے ابن بانویہ رحمہ اللہ سے ان کی توثیق نقل کی ہے، نیز ابن بانویہ رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کو حافظ اور مفسر بھی مانتے ہیں۔ (۴)

موصوف کے معمولاتِ زندگی:

ابو سعد رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کا یہ معمول تھا کہ اپنے تمام تر اوقات کو تلاوت

(۱) تهذيب تاريخ دمشق (۳۹/۳)
(۲) سير اعلام النبلاء (۵۵/۱۸)
(۳) طبقات الحفاظ للسيوطي (۴۲۹)
(٤) طبقات المفسرين للداوودي (۱۱۱/۱)

کلام پاک، درسِ حدیث، فقہ، علم قراءت اور خلقِ خدا کی رشد و ہدایت میں بالکل مصروف رکھتے تھے، اور اپنی عمر بھر کی کتابوں کا نہایت قیمتی سرمایہ بھی مسلمانوں کے لیے وقف کردیا تھا۔ موصوف کی قابلِ رشک اعلیٰ اوصاف وخصائل کی بناء پر ان تاریخی حقائق کی پس منظر میں مؤرخ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

"كان تاريخ الزمان وشيخ الاسلام، وبقية السلف والخلف" (۱)

"ابو سعد السمان (کی زندگی) ایک (مکمل) تاریخ ہے، وہ شیخ الاسلام اور اگلے پچھلوں کی یادگار ہیں۔"

تصنیفی خدمات:

موصوف اپنے دور کے ایک بہترین مصنف بھی تھے، چنانچہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے اس امر کا اعتراف کیا ہے اور شیخ ابو غدہ حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تصانیف میں سے "الموافقة بين أهل البيت والصحابة" اور "المسلسلات" وغیرہ کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ (۲)

اسی طرح صاحب "کشف الظنون" نے بھی اول الذکر کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳)

صاحب "طبقات المفسرین" نے دس جلدوں میں ان کی ایک تفسیر کا بھی ذکر کیا ہے۔ (۴)

فقہی بصیرت:

ابو سعد السمان رحمہ اللہ تعالیٰ کو حدیث کی طرح فقہ سے بھی ایک خاص تعلق

(۱) تهذيب تاريخ دمشق (۳۹/۴)
(۲) اربع رسائل (ص ۱۱۷)
(۳) كشف الظنون لحاجي خليفة (۱۸۹۰/۲)
(٤) طبقات المفسرين للداوودي (۱۱۱/۱)

واقتناء رہا چنانچہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"كان إماما في فقه أبي حنيفة." [(۱)]

"ابوسعد السمان رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ حنفی کے امام ہیں۔"

اور انہوں نے اس بات کی تصریح بھی کی ہے کہ شوافع اور احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان مختلف فیہا مسائل پر بھی عبور رکھتے تھے۔

فنِ اسمائے رجال اور دیگر علوم میں مہارت:

ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ابوسعد السمان رحمہ اللہ تعالیٰ فنِ رجال اور انساب میں بھی اپنے زمانے کے نادرۂ روزگار محقق تھے، جس کی بدولت وہ ان علوم میں امامِ وقت تسلیم کیے جاتے تھے۔

اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فقہ اور حدیث کی طرح فنِ رجال کی معرفت بھی حاصل تھی، اسی بناء پر وہ رجال اور انساب کے ماہر مانے جاتے تھے، نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مذکورہ علوم کے علاوہ میراث، حساب وغیرہ میں بھی سب سے فائق اور ممتاز تھے۔[(۲)]

علامہ ذہبیؒ کے نزدیک فنِ جرح وتعدیل میں موصوف کا مرتبہ مقام:

مذکورہ بالا بیانات سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوا کہ ابوسعد السمان رحمہ اللہ تعالیٰ کو علوم حدیث، رجال اور انساب میں ایک خاصی مہارت حاصل تھی، جس کی وجہ سے ان علوم میں وہ اپنے وقت کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مؤرخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رواۃ حدیث پر ناقدانہ بصیرت کی وجہ سے اپنے وقت کا امامِ جرح وتعدیل تسلیم کیا ہے کہ

(۱) مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر اختصرہ ابن منظور الافریقی (۴ ۱۶۹)
۲ مختصر تاریخ دمشق (۴ ۳۶۹)

رواۃ حدیث کی توثیق اور تضعیف میں دیگر ائمہ اعلام کی طرح موصوف کی رائے بھی قابلِ عمل ہوگی۔[(۱)]

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

متاخرین میں سے قرن عاشر کے نامور محدث علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی علوم حدیث اور رجال کی فن شناسی اور اس باب میں ان کی قابلِ ذکر کاوشوں کی وجہ سے رواۃ حدیث کی جانچ پڑتال اور ان پر ناقدانہ کلام میں ان کے درجہ امامت کو تسلیم کیا ہے کہ دیگر ائمہ اعلام کی طرح رجال کی توثیق وتضعیف میں ان کے اقوال وآراء سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔[(۲)]

ابوسعد السمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق موصوف عقائد میں معتزلی تھے تاہم فروع میں حنفی المذہب تھے اور فقہ حنفی میں بھی گہری بصیرت کے مالک تھے، جس کی وجہ سے اپنے دور کے نامور فقہائے احناف میں ان کا شمار ہوتا ہے۔[(۳)]

اسی بناء پر علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الجواہر المضیۃ" میں اور علامہ تقی الدین مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الطبقات السنیۃ" میں ائمہ احناف میں ان کو شمار کیا ہے۔[(۴)]

رحمه الله تعالى.

(۱) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۲۱۴)
(۲) الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۹)
(۳) مختصر تاريخ دمشق (۴ ۳۶۹) وتهذيب تاريخ دمشق (۳ ۳۸) وسير أعلام النبلاء (۵۷/۱۸)
۴ الجواهر المضية (۱ ۲۵۴) والطبقات السنية في تراجم الحنفية (۲ ۱۹۷)

(۱۹) علامہ عمر بن احمد بن العدیم حلبیؒ

(المتوفی ۶۶۰ھ)

نام ونسب:

علامہ کمال الدین ابوالقاسم عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ بن ابی جرادۃ العقیلی الحلبی، المعروف بابن العدیم۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۵۸۸ھ میں ہوئی۔(۱)

مشہور شیوخ:

ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور شیوخ میں سے حلب میں، ابن طبرزد رحمہ اللہ تعالیٰ اور دمشق میں ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اسی طرح بغداد، قدس اور ان کے

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے
- معجم الادباء لیاقوت الحموی (۱۶/۵)
- العبر للذھبی (۳/۳۰۰)
- المعین فی طبقات المحدثین للذھبی (ص۲۰۸)
- فوات الوفیات والذیل علیھا لمحمد بن شاکر (۳/۱۲۶)
- البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر (۱۳/۲۳۶)
- النجوم الزاھرۃ لابن تغری (۷/۲۰۸)
- شذرات الذھب لابن العماد الحنبلی (۵/۳۰۳)
- کشف الظنون لحاجی خلیفہ (۱/۳۰، ۲۴۹، ۲۹۱)
- الاعلام للزرکلی (۵/۴۰)

اطراف واکناف میں بھی مختلف شیوخ سے حدیث کے سماع کا شرف حاصل کیا ہے۔ اور بہت سارے شیوخ نے ان کو اجازتِ حدیث بھی دی ہے۔

علومِ حدیث میں مرتبہ ومقام:

ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے میں ایک بلند پایہ محدث تھے، حدیث، علل اور رجال کو خوب جانتے تھے۔ چنانچہ صاحب "معجم الادباء" یاقوت حموی رحمہ اللہ تعالیٰ علومِ حدیث میں ان کے مرتبے کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

"قرأ حدیث الرسول وعرف علله ورجاله وتأویله وفروعه واصوله.(۱)

"ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کیا۔ حدیث کے علل اور رجال کو جانتے تھے، حدیث کی تاویلات اور اس کے اصول وفروع سے (بھی) واقف تھے۔"

نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ موصوف حدیث کی عبارت سبک رفتاری سے پڑھتے تھے لیکن سرعت کے ساتھ صحت کا بھی پورا لحاظ رکھتے تھے، بولنے میں فصاحت وسلاست وشستگی میں درجہ کمال حاصل تھا، جو بھی ان کی عبارت سنتا داد دیے بغیر نہ رہتا۔(۲)

دیگر علوم میں مہارت:

حدیث کی طرح دیگر علوم میں بھی ملکہ تامہ حاصل تھا، اس کی وسعت علمی اور علوم وفنون میں بیش بہا صلاحیتوں سے اپنے دور کے ارباب کمال بھی بے حد متأثر تھے۔ چنانچہ مورخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے بے مثل کارناموں کو سراہتے

(۱) معجم الادباء (۱۶/۳۷)

(۲) معجم الادباء (۱۶/۳۸)

ہوئے "العبر" میں رقمطراز ہیں:

"وكان قليل المثل، عديم النظير، فضلا ونبلا ورأيا وحزما وذكاء وبهاء وكتابة وبلاغة، درس وأفتى، وصنف وجمع "تاريخ حلب" في نحو ثلاثين مجلدا."(۱)

"ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ فضل، شرافت، تدبیر، دور اندیشی، ذہانت، خوش مزاجی، عمدہ کتابت اور حسنِ بیان میں لاثانی اور یکتائے زمانہ تھے۔ موصوف نے درس وتدریس اور افتاء کی خدمت (بھی) انجام دی ہے، (کئی کتابوں کے) مصنف ہیں۔ (چنانچہ بلادِ شام میں سے) حلب پر تقریباً تیس جلدوں میں ایک بڑی تاریخ (بھی) تالیف کی۔"

(واضح رہے کہ تاریخ کا مطبوعہ نسخہ جو مکہ مکرمہ سے ۱۴۰۸ھ میں ڈاکٹر سہیل زکار کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکا ہے وہ کل بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ نیز ڈاکٹر صاحب نے مقدمہ "تاریخ" میں اس امر کی وضاحت بھی کی ہے کہ ہمیں یہی بارہ جلدیں میسر ہوئیں۔ اس وجہ سے شاید یہ نسخہ ناقص ہو، تاریخ کی مزید تفصیل آ رہی ہے)۔

علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی علوم وفنون میں ان کی خداداد صلاحیتوں کو ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ موصوف کی صلاحیتوں پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں

ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ ادب کے شہسوار تھے، شعر وشاعری میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے، انشاء پردازی پر قادر تھے، فقہ میں بھی گہری بصیرت وادراک کے مالک تھے اور تدریسی خدمات بھی بڑی ذہانت وجانفشانی اور عمدگی وسلیقے سے ادا کرتے رہے، چنانچہ اس میدان میں بھی وہ اپنے معاصرین پر فوقیت لے گئے تھے، اس بناء پر تشنگانِ علم ان سے بے حد متاثر تھے اور آخر دم تک ان سے علمی سیرابی کرتے

(۱) العبر، ۳: ۳۰۰)

رہے۔(۱)

تصنیفی خدمات:

علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کی تصنیفی خدمات کو بھی بیان کیا ہے اور چند قابلِ ذکر تصنیفات کے نام بھی ذکر کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱. الدراري في ذكر الذراري.
۲. ضوء الصباح في الحث على السماح
۳. الأخبار المستفادة في ذكر بني أبي جرادة
۴. كتاب في الخط وعلومه ووصف آدابه
۵. بغية الطلب في تاريخ حلب.(۲)

بغية الطلب في تاريخ حلب:

علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مصنف کی تصنیفات میں سے مذکورہ کتاب پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے، چنانچہ وہ ارقام فرماتے ہیں:

ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب سلاطینِ حلب، شہر کی ابتدائی آبادکاری، علمائے حلب اور باہر سے وارد ہونے والے محدثین، فقہاء، سربراہانِ مملکت، امراء اور کاتبین کے تذکروں پر مشتمل ہے۔ موصوف کی کتاب کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ پوری اسلامی قلمرو میں اس کا شہرہ رہا، خود مصنف کی بہترین کتابت کی وجہ سے ہر اپنا، پرایا ان کی بہترین خطاطی سے کتاب کو پہچانتا تھا (کہ یہ ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کی تصنیف ہے) چنانچہ جب اس کتاب کا چرچا عام ہوا تو شاہانِ مملکت بھی پروانوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے اور گوہرِ نایاب کی طرح اس کو محفوظ کرنے لگے، حتیٰ کہ

(۱) معجم الأدباء (۳۷/۱۶)
(۲) معجم الأدباء (۱۶/۴۳، ۴۴)

مصنف کی زندگی میں ان کی بہترین کارکردگی اور شاندار کاوش کی وجہ سے اس کتاب کی مثال دی جاتی تھی۔ اور بعد میں آنے والوں کے لیے ''تاریخ'' میں ایک بہترین قابل تقلید نمونہ پیش کر گئے۔(۱)

مذکورہ بالا بیان سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ''تاریخ حلب'' مصنف کی کاوش کا ایک علمی اور تاریخی شاہکار ہے، جو نادر معلومات کا گنجینہ اور بلاد شام کی تاریخ کا ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا ہے۔

مصنف نے مذکورہ کتاب میں پہلا باب ''فضیلت حلب'' پر قائم کیا ہے اور اس شہر کی فضیلت پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کا پہلا جملہ یہ ہے:

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاتقوم الساعة حتى ينزل الروم بالأعماق، أو بدابق "(۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک اہل روم اعماق اور دابق (یہ دونوں حلب کے قریبی علاقے ہیں) میں آ کے نہ ٹک جائیں۔''

علامہ ذہبیؒ کے نزدیک فنِ جرح وتعدیل میں ابن العدیمؒ کا مقام:

ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ علوم وفنون میں باکمال صلاحیتوں کے ساتھ ایک فن شناس امام جرح وتعدیل بھی تھے اور اپنی ناقدانہ بصیرت کی وجہ سے رواۃ حدیث کی

(۱) معجم الادباء (ص ۱۶/۴۵)

(۲) بغية الطلب في تاريخ حلب (۱/۳۹)

تحقیق وتفتیش اور ان پر نقد وجرح کے اہل مانے جاتے تھے۔ اس بناء پر علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے موصوف کو قرن سابع کے نامور ائمہ جرح وتعدیل میں شمار کیا ہے۔(۱)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

قرن عاشر کے نامور محدث علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے زمانے کے بالغ النظر محقق، ناقد تسلیم کرتے ہیں کہ دیگر ائمہ اعلام کی طرح موصوف کی رائے بھی رواۃ حدیث کی جانچ پڑتال میں قابل عمل سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ ''الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ'' میں ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی بھی اسی منصب کے حاملین میں ذکر کیا ہے۔(۲)

ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار قرن سابع کے نامور علماء احناف میں ہوتا ہے، حلب میں ان کے سلسلہ نسب میں بہت سارے حنفی قاضی گزرے ہیں، چنانچہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق نویں صدی ہجری تک ان کے خاندان میں یہ سلسلہ برقرار رہا۔(۳)

اسی طرح علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس حقیقت کو آشکارا کیا ہے۔ جیسا کہ وہ رقمطراز ہیں:

"وأجداده وأولاده وأهل بيتهم علماء حنفية، فضلاء أدباء، قد ذكرت بعضهم في هذا الكتاب."(۴)

(۱) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۲۲۴)

(۲) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۶۶)

(۳) الضوء اللامع (۴/۲۱۸)

(۴) الجواهر المضية (۲/۶۳۵)

"ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے آباء، اجداد، اولاد اور اس خانوادے کا عالم، فاضل، ادیب یہ سب حنفی تھے اور میں نے اس کتاب (الجواہر المضیۃ) میں ان میں سے بعض کا تذکرہ بھی کیا ہے۔"

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی موصوف کے حالاتِ زندگی "الفوائد البہیۃ" میں ذکر کئے ہیں اور ان کی نسل میں بعض دیگر نامور علماء کے حالات پر بھی تبصرہ کیا ہے۔[۱]

رحمہ اللہ تعالیٰ.

(۱) الفوائد البهية في تراجم الحنفية (ص ١٤٦)

(۲۰) علامہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن ظاہریؒ

(المتوفی ۶۹۶ھ)

نام ونسب:

نام، محدث جمال الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن عبداللہ بن قدر حلبی المعروف بابن الظاہری۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۶۲۶ھ کو حلب میں ہوئی۔[۱]

مشہور شیوخ:

ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور شیوخ میں سے ابن اللتی، محمد بن ابراہیم اربلی، ضیاء مقدسی احمد بن عبداللہ حلبی، شعیب زعفرانی، یوسف ساوی، ابن رواحہ، ابن

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے

- تذكرة الحفاظ للذهبي (١٤٧٩/٤)
- معرفة القراء الكبار للذهبي (٧٣٥/٢)
- معجم الشيوخ للذهبي (٩٣/١)
- دول الاسلام للذهبي (١٥٢/٢)
- الوافي بالوفيات للصفدي (٣٦/٨)
- النجوم الزاهرة لابن تغري (١٩٩/٨)
- طبقات الحفاظ للسيوطي (ص ٥١٥)
- شذرات الذهب لابن العماد الحنبلي (٤٣٥/٥)
- الاعلام للزركلي (٢٢١/١)

یعیش، کریمہ بنت عبد الوہاب اور صفیہ بنت عبد الوہاب رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام قابل ذکر ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق سات سو تک ان کے شیوخ کی تعداد پہنچتی ہے۔

تلامذہ:

مشہور تلامذہ میں سے مؤرخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی، حافظ علم الدین اور علامہ یوسف مزی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔ ان کے علاوہ سینکڑوں نے بھی موصوف سے استفادہ کیا ہے۔(1)

رحلاتِ علمی:

ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ علوم حدیث کے بہت دلدادہ تھے، زمانہ تحصیل علم میں اس شوق وجذبے کا غلبہ رہا جس کی وجہ سے انہوں نے مختلف بلادِ اسلامیہ کا رخ کیا اور محدثین کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کی سماعت کا شرف حاصل کیا۔ چنانچہ تحصیل علم کی خاطر جن اسلامی شہروں کی طرف سفر کیے ان میں سے دمشق، حمص، اسکندریہ، مصر، خراسان، حران، ماردین اور حرمین قابل ذکر ہیں۔(2)

علومِ حدیث میں مرتبہ ومقام:

موصوف مضبوط قوتِ حافظہ کی وجہ سے علوم حدیث میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ اپنے معاصرین پر فائق اور ممتاز رہے، اس بناء پر اپنے دور کے جلیل القدر حفاظ حدیث میں شمار کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ "تذکرۃ الحفاظ" میں قمطراز

(1) تذکرۃ الحفاظ (4/1480)
(2) تذکرۃ الحفاظ (4/1480)

ہیں:

"كان ثقة، خيرا، حافظا، سهل العبارة، مليح الانتخاب، خبيرا بالموافقات والمصافحات"(1)

"ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ، ایا خیر، حافظ ہیں، رواں عبارت والے، عمدہ انتخاب والے، احادیث موافقات اور مصافحات سے بھی پوری طرح واقف ہیں۔"

احادیثِ موافقات اور مصافحت کی وضاحت:

موافقات وہ حدیث ہے کہ جس میں کتب حدیث کے مصنفین تک ان مصنف کے علاوہ کسی دوسرے طریقے سے پہنچا جائے تو اس میں اس مصنف کے شیخ سے موافقت ہوتی ہے اور سند بھی عالی ہو جاتی ہے، یہ علو نسبی کی ایک قسم ہے۔

اور مصافحت علو نسبی کی ایک قسم ہے کہ جس میں کسی مصنف کے کسی شاگرد کے ساتھ کم واسطوں میں موافقت ہو جائے۔(2)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو "طبقات الحفاظ" میں قرن سابع کے نامور حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے اور ان کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:

"ابن الظاهري الإمام المحدث الزاهد مفيد الجماعة"(3)

"ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ (اپنے زمانے کے) امام، محدث، زاہد اور محدثین کے سرتاج ہیں۔"

اسی طرح زندگی بھر علوم حدیث کی خدمات انجام دیتے رہے، اور یہی ان کا اوڑھنا بچھونا رہا۔

علوم حدیث میں موصوف کی جلالت شان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔

(1) تذکرۃ الحفاظ (4/1480)
(2) شرح نخبۃ الفکر (ص 114)
(3) طبقات الحفاظ (ص 515)

مورخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے شاگرد ہیں۔

جن کے بارے میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"وهو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال."(1)

"علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ رجال (اہل علم) کی کامل تحقیق اور ان کی چھان بین کرنے والے ائمہ اعلام میں سے ہیں۔"

اسی طرح صاحب "تہذیب الکمال" علامہ یوسف مزی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کے نامور تلامذہ میں سے ہیں۔

موصوف سے علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "معجم شیوخ" میں اپنے اس یگانۂ عصر حافظ اور محدث شیخ کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی سند سے منقول ایک روایت بھی ذکر کی ہے جو درج ذیل نقل کی جاتی ہے:

"عن عبد الرحمن بن أبي بكر قال: أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن أردف عائشة فأعمرها من التنعيم."(2)

"حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی (سواری) کے پشت پر سوار کروں اور مقام تنعیم سے ان کو عمرہ کراؤں۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے

(۱) شرح نخبة الفكر (ص ۱۳۶)
(۲) معجم الشيوخ للذهبي (۲/ ۹٤)

اور انہیں یہ روایت اپنے شیخ ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے دو واسطوں سے پہنچی ہے جو دوسری اسانید سے عالی ہے۔(1)

کبار قراء میں ان کا شمار:

ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے میں علم قراءت کے بھی امام مانے جاتے تھے، اور قراءت سبعہ پر عبور حاصل تھا، چنانچہ حسب ذیل مشہور قاری شیخ ابو عبد اللہ کی المتوفی ۶۹۰ھ سے ان علوم کو حاصل کیا تھا۔ اس بنا پر علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس میدان کے شہسواروں میں بھی گردانا ہے اور اپنی کتاب "معرفة القراء الكبار" میں اس دور کے مشہور قراء کے زمرے میں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔(2)

علامہ ذہبیؒ کی نظر میں فن جرح وتعدیل میں ابن ظاہریؒ کا مقام:

ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ایک بلند پایہ امام جرح وتعدیل بھی ہیں اور اپنی ناقدانہ نظری حیثیت کی وجہ سے رواۃ حدیث کے پرکھنے اور ان کی توثیق وجرح میں موصوف کا قول حجت مانا جاتا ہے، چنانچہ موصوف کے تلمیذ رشید علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قرن سابع کے نامور ائمہ جرح وتعدیل کے زمرے میں ذکر کیا ہے اور "سیر اعلام النبلاء" میں بعض جگہ رجال کی "وفیات" وغیرہ میں ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے استدلال بھی کرتے ہیں۔(3)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس رائے پر قائم ہیں کہ جرح وتعدیل کی بابت میں ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کا اعتبار رہا ہے

(۱) معجم الشيوخ (۲/ ۹٤)
(۲) معرفة القراء الكبار (۲/ ۷۳۵)
(۳) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص ۲۲۵)

تقدم کیا جاتا ہے چنانچہ انہوں نے موصوف کو "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں حافظ دمیاطی اور ابن دقیق العید رحمہما اللہ تعالیٰ کے طبقہ میں ذکر کیا ہے جو ان کی رفعتِ شان کے لئے ایک بیّن ثبوت ہے۔(1)

ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ حنفی ہیں:

موصوف کا شمار حلب کے نامور علماء احناف میں ہوتا ہے، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "طبقات الحفاظ" میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ ابن ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ مذہباً حنفی ہیں۔(2)

اسی وجہ سے صاحب "طبقات الحنفیۃ" علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الجواہر المضیۃ" میں ان کو علمائے احناف میں شمار کیا ہے۔(3)

علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد صاحب "الطبقات السنیۃ" تقی الدین مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو علمائے احناف میں ذکر کیا ہے۔(4)

رحمہ اللہ تعالیٰ.

(1) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ (ص ۱۶۶)
(2) طبقات الحفاظ (ص ۵۱۶)
(3) الجواهر المضية (۱/۲۸۹)
(4) الطبقات السنية (۲/۱۲)

(۲۱) علامہ عبدالکریم بن عبدالنور المعروف بالقطب الحلبیؒ

(المتوفی ۷۳۵ھ)

نام ونسب:

نام محدث، قطب الدین ابو علی عبدالکریم بن عبدالنور بن منیر الحلبی، المعروف بالقطب الحلبی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۶۶۴ھ کو حلب میں ہوئی۔(1)

مشہور شیوخ:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو کثیر الشیوخ محدثین ابن عساکر اور ابن

(1) عبدالکریم بن عبدالنور کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے
- العبر للذهبي (۴/۱۰۶)
- معجم الشيوخ للذهبي (۱/۴۱۲)
- ذيل تذكرة الحفاظ لابي المحاسن الحسيني (ص۱۳)
- الدرر الكامنة لابن حجر (۳/۱۲)
- النجوم الزاهرة لابن تغرى (۹/۳۰۶)
- طبقات الحفاظ للسيوطي (ص۵۲۳)
- ذيل تذكرة الحفاظ للسيوطي (ص۳۴۹)
- درة الحجال في اسماء الرجال، ذيل وفيات الاعيان لابن القاضي (۳/۱۵۲)
- شذرات الذهب لابن العماد الحنبلي (۶/۱۱۰)
- الاعلام للزركلي (۴/۵۳)

ابو زرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔(۱)

ابن القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ "ذیل وفیات الاعیان" میں لکھتے ہیں کہ موصوف نے جن شیوخ سے حدیث کا سماع کیا ہے، وہ ایک ہزار سے متجاوز ہیں۔(۲)

جن میں سے معدودے چند یہ نامور ہیں۔

محمد بن ابراہیم مقدسی، ابن دقیق العید، علی بن احمد مقدسی، زینب بنت مکی حرانی، غازی الحلاوی اور اس طبقہ کے دیگر شیوخ سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا۔ عبد الرحمن بن محمد بن قدامہ اور محمد بن علی بن الساعاتی وغیرہ نے ان کو اجازت حدیث دی ہے۔ اسی طرح علم قراءات میں بھی متعدد شیوخ سے استفادہ کیا رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

موصوف کے مشہور تلامذہ میں سے مؤرخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب "الطبقات الشافعیة الکبریٰ" ہیں۔

رحلاتِ علمی:

موصوف کے طلب و شوق علم کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اتنے کثیر شیوخ سے حدیث کا شرف سماع اور بعض سے اجازت کی سعادت حاصل ہوئی، جو بلا شبہ اس دور میں سفر و رحلت کے بغیر آسان نہ تھا۔ چنانچہ ابن القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ "ذیل وفیات الاعیان" میں ان کے زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے طلب حدیث کی خاطر کئی بار دور دراز کے سفر کیے، جن میں سے دیار مصر،

(۱) فتح المغیث للسخاوی (۲۹۹/۴)

(۲) درة الحجال فی اسماء الرجال (۱۵۲/۳)

حجاز، شام، دمشق وغیرہ شامل ہیں، اور یہی ان کی صدق طلب اور سعی پیہم کا حقیقی مظہر ہے۔(۱)

علوم حدیث میں موصوف کا مرتبہ و مقام:

قطب حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے ایک بلند پایہ حافظ حدیث تھے اور صاحب "طبقات الحفاظ" نے ان کو جلیل القدر حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے "طبقات الحفاظ" میں ان الفاظ سے ان کا تذکرہ شروع کیا ہے:

"القطب الحلبي الإمام العالم المقرئ الحافظ المحدث مفيد الديار المصرية."(۲)

"قطب حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ امام، عالم، مقری، حافظ، محدث، دیار مصر میں مفید (کے منصب پر ممتاز) تھے۔"

مفید محدثین کا ایک مرتبہ و منصب ہے جو شخص کے لحاظ سے محدث سے بھی اعلیٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ شیخ ابو غدہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الرفع والتکمیل" کے حاشیہ میں اس پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے، مزید تحقیق کے لیے اصل کتاب کی طرف مراجعت کیجئے۔(۳)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کا مشغلہ علمی نہایت اور حسین تالیف تھا۔ جو اتقان کی شان رکھتے تھے۔ کئی بار حج کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مکہ میں ہمیں اجازت حدیث بھی دی ہے۔ اسی طرح انہوں نے مصر میں بھی موصوف سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا ہے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی تصریح کی ہے۔ موصوف نے کئی مجلسوں میں ان

(۱) درة الحجال فی اسماء الرجال (۱۵۲/۳)

(۲) طبقات الحفاظ (ص ۵۲۳)

(۳) حاشیة الرفع والتکمیل لعبدالحی اللکنوی (ص ۵۹-۶۳)

حدیث دیا ہے۔(۱)

تصنیفی خدمات:

درس حدیث کی طرح موصوف نے تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی اپنی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، چنانچہ اپنی حیات میں کئی بہترین کتابیں تصنیف کی ہیں، اُن میں سے چند قابل ذکر کے نام درج ذیل ہیں۔

١. قطب حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری کے آدھے حصے کی ایک شرح لکھی جو کئی مجلدات پر مشتمل ہے، چنانچہ قرن ثامن کے نامور محدث ابن ملقن رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی شرح سے استفادہ کیا ہے۔

٢. مصر کی ایک بڑی تاریخ لکھی جو تقریباً بیس جلدوں پر مشتمل ہے، اُن میں سے صرف بعض حصے کی تبییض کر گئے ہیں۔

٣. حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "کتاب السیرۃ" کی دو جلدوں میں ایک نفیس شرح تحریر کی جو "المورد الهني" کے نام سے مشہور ہے۔

٤. ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ کی "الإلمام" جو احادیث احکام پر مشتمل ہے، کی تلخیص کی جو "الاهتمام بتلخيص الإلمام" کے نام سے مشہور ہے، اور اس میں بعض قابل اصلاح امور پر بھی توجہ کی، اور جہاں احادیث اپنی اصل مراجع کے علاوہ منسوب کی گئیں تھیں ان کے اصل مراجع متعین کئے۔ موصوف کی یہ خدمت بھی نہایت قابل ستائش ہے۔(۲)

علامہ ذہبی کی نظر میں فن جرح وتعدیل میں قطب حلبی کا مرتبہ ومقام:

مذکورہ بالا بیانات سے بالکل واضح ہے کہ علامہ قطب حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے

(۱) العبر ۳/ ۱۰۱-۱۰۲

(۲) ذيل تذكرة الحفاظ لأبي المحاسن الحسيني مع الهامش (ص۱٤)

دور کے نامور محدث شمار کئے جاتے تھے، ان کا زیادہ شغل علم اور کثرت مطالعہ سے رہا، رواۃ حدیث کے حالات زندگی سے واقف تھے اور احادیث کی جانچ پرکھ اور صحت وضعف میں ان کا بنظر غائر جائزہ لیتے تھے۔

چنانچہ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالیٰ حنفی لکھتے ہیں:

"وله غير ذالك مع الفهم والبصر بالرجال."(۱)

"تصنیف وتالیف کے علاوہ موصوف کی دیگر خدمات بھی ہیں، اور اس کے ساتھ فہم وفراست اور فن رجال کی بصیرت سے بھی آراستہ ہیں۔"

اس بناء پر مؤرخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قرن ثامن کے جلیل القدر ائمہ جرح وتعدیل میں شمار کیا ہے۔(۲)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کی محدثانہ اور ناقدانہ شان وشوکت تسلیم کرتے ہیں، اس بناء پر "الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ" میں ان کو اپنے دور کے نامور ائمہ جرح وتعدیل ابن تیمیہ اور علامہ یوسف مزی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا، کہ رواۃ حدیث کی توثیق وتعدیل یا ان پر نقد وجرح میں جیسے ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ یا علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے قابل عمل ہے تو اسی طرح اس باب میں قطب حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے بھی قابل حجت ہے۔(۳)

قطب حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو طبقات احناف میں شمار کیا ہے۔

(۱) تاج التراجم (ص۳۸)

(۲) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (ص۲۲۷)

(۳) الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص۱٦۷)

چنانچہ انہوں نے موصوف کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کیا ہے

"كتب بخطه، وسمع الكثير، وحدث، وأفاد، واحسن، ودرّس لطائفة المحدثين بالجامع الحاكمي۔"(۱)

"موصوف نے اپنے خط سے (کتابیں) لکھیں، اور بہت زیادہ (حدیث) کا سماع کیا، درس حدیث دیا (جس سے خلق خدا کو) فائدہ پہنچایا، بہت خوش اسلوبی سے یہ خدمت انجام دی اور جامع حاکمی میں (بھی) محدثین کی ایک جماعت کو درس حدیث سے روشناس کیا۔"

اسی طرح علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تاج التراجم" اور علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "فوائد البہیہ" میں موصوف کو اپنے دور کے نامور احناف محدثین کے زمرے میں داخل کیا ہے۔(۲)

رحمه الله تعالى

(۱) الجواهر المضية (۲/۱۵٤)

(۲) تاج التراجم (ص ۳۸) وايضا الفوائد البهية (ص ۱۰۰)

(۳۲) علامہ احمد بن عبدالقادر بن احمد بن مکتوم رحمہ اللہ

(المتوفی ۷۴۹ھ)

نام ونسب:

تاج الدین ابو محمد احمد بن عبدالقادر بن احمد بن مکتوم بن احمد بن محمد بن سلیم بن محمد القیسی الحنفی النحوی، المعروف بابن مکتوم۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۶۸۲ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔(۱)

مشہور شیوخ:

موصوف کے مشہور شیوخ میں سے علامہ صدر الدین ابن الحنفی اور حافظ دمیاطی مفسر

(۱) ابن مکتوم کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے

- الوافي بالوفيات للصفدي (۷/۷٤)
- الدرر الكامنة لابن حجر (۱/۱۸٦)
- الدليل الشافي على المنهل الصافي لابن تغري (۱/۵٤)
- الضوء اللامع للسخاوي (۳/۱۳۷)
- بغية الوعاة للسيوطي (۱/۳۲٦)
- طبقات المفسرين لابن الداوودي (۱/۵۲)
- درة الحجال في اسماء الرجال لابن القاضي (۱/۸۲)
- شذرات الذهب لابن العماد الحنبلي (٦/۱۵۹)
- كشف الظنون لحاجي خليفة (۱/۲۲٦)
- الاعلام للزركلي (۱/۱۵۳)

ابوحیان اندلسی اور شمس الدین سروجی حنفی مصری رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ ہیں۔

تلامذہ:

موصوف کے نامور تلامذہ میں سے محی الدین عبد القادر بن محمد قرشی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب "الجواهر المضية في طبقات الحنفية" ہیں۔

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

ابن مکتوم رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے دوسرے علوم میں مشغول رہے، حدیث کی طرف کوئی خاص توجہ نہ تھی، چنانچہ حافظ دمیاطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اتفاقاً سماع حدیث کا شرف حاصل ہوا، اس کے بعد حدیث کی طرف خاص توجہ ہوئی اور پوری زندگی اسی میں منہمک رہے، علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ "الدرر الکامنہ" میں اس امر کی وضاحت اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ورأيت بخطه أنه حضر درس البهاء ابن النحاس وسمع من الدمياطي اتفاقا قبل أن يطلب ولزم أبا حيان دهرا طويلا وأخذ عن السروجي وغيره ثم أقبل على سماع الحديث ونسخ الأجزاء"(1)

"میں نے ابن مکتوم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لکھا ہوا (مضمون) دیکھا (جس میں وہ لکھتے ہیں) کہ موصوف بہاء الدین ابن نحاس رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس میں شریک ہوئے اور علوم حدیث کو طلب کرنے سے قبل حافظ دمیاطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اتفاقاً سماع حدیث کی سعادت حاصل ہوئی اور مفسر ابوحیان اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک طویل مدت صحبت اٹھائی، (اسی طرح) حافظ سروجی مصری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے بھی استفادہ کیا، پھر

(1) الدرر الکامنة (1/186)

اس کے بعد پورے انہماک کے ساتھ سماع حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور (حدیث کے) کئی اجزاء، کتاب الطباق اور کتب تحصیل ہوئے۔"

تفسیر میں مرتبہ ومقام:

ابن مکتوم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے نامور مفسر تھے، علوم حدیث کی طرح اس علم میں بھی ان کا قابل ذکر حصہ رہا، چنانچہ شمس الدین محمد بن علی داودی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب "طبقات المفسرین" نے آٹھویں صدی کے مشہور مفسرین میں ان کو شمار کیا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں:

"ومن تصانيفه الدر اللقيط من البحر المحيط في التفسير، قصره على مباحث أبي حيان مع ابن عطية والزمخشري"(1)

"ابن مکتوم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفی خدمات میں سے تفسیر "الدر اللقیط" بھی ہے جو "بحر المحیط" کی تلخیص ہے۔ موصوف نے (اس تفسیر کو) ابوحیان اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر اور اس کے ساتھ ابن عطیہ اور زمخشری رحمہما اللہ تعالیٰ کے (بعض مباحث) تک محدود رکھا ہے۔(2)

تصنیفی خدمات:

ابن مکتوم رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث وتفسیر کے علاوہ فقہ، نحو، لغت وغیرہ کے بھی ماہر جانتے تھے۔ اور ان مختلف علوم وفنون پر کئی تحقیقی کتابیں تحریر کیں، جو بلا شبہ مصنف کی فہم اور ان علوم پر عبور پانے کے بعد ممکن ہے۔ ان میں سے چند مشہور تصنیفات درج ذیل ہیں

(1) طبقات المفسرین (1/53)

(2) ابن مکتوم کی یہ تفسیر مصر قاہرہ سے چھپی ہے۔

1. فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب "ھدایة" کی کئی مجلدات میں شرح لکھی۔
2. لغت میں "الجمع بین العباب والمحکم" لکھی۔
3. نحو میں "الجمع المتناه فی اخبار النحاة" لکھی۔ محمد بن علی الداودی اور ابن قاضی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "الجمع المتناهی فی اخبار النحويين واللغويين" ذکر کیا ہے۔ موصوف کی یہ کتاب دس جلدوں پر مشتمل ہے لیکن اس کی تبییض سے قبل ہی ابن مکتوم رحمہ اللہ تعالیٰ وفات پا گئے اور کتاب کا وہ مسودہ منتشر ہوگیا اس بناء پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ میں نے "البغیة" اور ... صرف اسی وجہ سے مختصر لکھا کہ زیادہ طوالت کی وجہ سے اصل نام رہ جائے گا۔
4. نحو میں ابن حاجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور کتاب "کافیہ" کی شرح لکھی، صرف میں ان کی کتاب "شافیہ" کی بھی شرح تحریر کی۔
5. تفسیر میں مفسر ابو حیان اندلسی المتوفی ۷۴۵ھ کی تفسیر البحر المحیط کی تلخیص کی جس کا تذکرہ گزر گیا۔(1)

فنِ جرح وتعدیل میں مرتبہ ومقام

گزشتہ بیانات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ابن مکتوم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ محدث تھے اور دوسرے علوم پر بھی دسترس حاصل تھی، اسی طرح فن جرح وتعدیل میں بھی ناقدانہ بصیرت رکھتے تھے، چنانچہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو قرن ثامن کے نامور ائمہ جرح وتعدیل ابن تیمیہ، علامہ یوسف مزی، قطب الدین حلبی اور ابن سید الناس رحمہم اللہ تعالیٰ کے حلقہ میں شمار کیا ہے، لہٰذا روات حدیث کی چھان بین اور ان کی توثیق وتعدیل یا نقد وجرح میں ان مذکورہ علماء کی طرح موصوف کی رائے بھی قابل عمل ہوتی ہے۔

(۱) طبقات المفسرين (۱/۵۳) وايضاً درة الحجال (۱/۸۳)

موصوف کا شمار ائمہ احناف میں:

موصوف اپنے دور کے نامور حنفی محدث گزرے ہیں چنانچہ علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں جن کی کتاب "الجواہر المضیة" احناف محدثین، فقہاء اور دیگر علمائے احناف کے حالات زندگی سے واقفیت کے لئے ایک قابل قدر مجموعہ ہیں اور یہی اس کتاب کی خصوصیت ہے۔

تو اس وجہ سے علامہ قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ کو محدثین احناف میں شمار کیا ہے۔(1)

اس کے بعد قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی "تاج التراجم" میں موصوف کو علمائے احناف میں شمار کیا ہے۔(2)

اور صاحب "طبقات السنیة" بھی اسی کے نقش قدم پر قائم ہیں۔ چنانچہ انہوں نے موصوف کو قرن ثامن کے مشہور علمائے احناف کے زمرے میں ذکر کیا ہے۔(3)

رحمه الله تعالى.

(۱) الجواهر المضية (۱/۱۹۲)
(۲) تاج التراجم (ص ۱۲)
(۳) الطبقات السنية (۱/۳۸۱)

(۲۳) علامہ مغلطائی بن قلیجؒ

(المتوفی ۷۶۲ھ)

نام ونسب:

علامہ محدث ابوعبد اللہ علاء الدین مغلطائی بن قلیج بن عبد اللہ البکجری المصری۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت ۶۸۹ھ یا ۶۹۰ھ کے بعد ہوئی ہے۔(۱)

مشہور شیوخ:

علامہ مؤمن بن خلف دمیاطی، ابن دقیق العید، ابوالحسن بن الصواف، الحسن بن عمر،

(۱) موصوف کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے
- البداية والنهاية لابن كثير (۲۸۲/۱۴)
- طبقات الشافعية للسبكي (۴۰۸/۱۰)
- الدرر الكامنة لابن حجر (۲۱۵/۴)
- لسان الميزان لابن حجر (۷۲/۶)
- الدليل الشافي على المنهل الصافي لابن تغرى بردى (۷۷۳/۲)
- النجوم الزاهرة لابن تغرى بردى (۹/۱۱)
- لحظ الالحاظ ذيل طبقات الحفاظ لابن فهد مكي (ص ۱۳۳)
- طبقات الحفاظ للسيوطي (ص ۵۳۸)
- ذيل طبقات الحفاظ للسيوطي (ص ۳۶۵)
- شذرات الذهب لابن العماد الحنبلي (۱۹۷/۶)
- الاعلام للزركلي (۲۷۵/۷)

ابن تیمیہ، ابن سید الناس، علی بن عبد الکافی سبکی، ابن الشحنہ الحنفی اور علامہ یوسف مزی وغیرہ ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

عمر بن علی بن الملقن، سراج الدین البلقینی، زین الدین العراقی، اسماعیل بن ابراہیم الکنانی الحنفی اور صاحبزادہ عبد اللہ بن مغلطائی ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعا۔

علوم حدیث میں مقام ومرتبہ:

علامہ مغلطائی رحمہ اللہ تعالیٰ قرن ثامن کے نامور محدث ہیں۔ معرفت حدیث ورجال میں اپنے معاصرین میں نمایاں تھے۔ چنانچہ حافظ ابن فہد مکی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی محدثانہ شان کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"الإمام، العلامة، الحافظ، المحدث المشهور."(۱)

علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ تعالیٰ (اپنے دور کے) امام، علامہ، حافظ اور مشہور محدث ہیں۔ علامہ زین الدین العراقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب پوچھا گیا کہ مغلطائی، ابن کثیر، ابن رافع اور حسینی رحمہم اللہ تعالیٰ یہ چار ہمعصر محدثین ہیں۔ ان میں کون زیادہ حافظ ہیں؟ تو علامہ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کہنے لگے کہ علامہ مغلطائی رحمہ اللہ تعالیٰ حافظے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔(۲)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کے بارے میں "لسان المیزان" میں رقمطراز ہیں

"وقد تنبه عليه أكثر مشايخنا وقلدوه فيه لأنه كان انتهت إليه رياسة الحديث في زمانه، فأخذ عنه عامة من لقيناه من المشايخ

(۱) لحظ الالحاظ ذيل طبقات الحفاظ (ص ۱۳۳)
(۲) مقدمة المحقق على اكمال تهذيب الكمال (۲۲/۱)

کالعراقی، والبلقینی والرجوی واسمعیل الحنفی وغیرھم"(۱)

"ہمارے اکثر مشائخ نے علامہ مغلطائی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حدیث میں استفادہ کیا ہے اور اس امر (حدیث) میں انہی کے پیروکار رہے، کیونکہ موصوف پر اس دور کے حدیث میں فرمانروائی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ سو اس وجہ سے ہمارے اکثر مشائخ جیسے عراقی، بلقینی، رجوی اور اسماعیل حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے ان سے حدیث لی ہے، نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ علامہ مغلطائی علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد "ظاہریہ" میں درس حدیث دیتے رہے اور "جامع قلعہ" میں بھی محدثین کو درس حدیث دیا ہے۔"

علامہ ابن عراقی "ذیل العبر" میں لکھتے ہیں کہ موصوف کئی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں اور وہ شیخ المحدثین ہیں۔(۲)

اسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حسن المحاضرۃ" میں لکھا ہے کہ علامہ مغلطائیؒ فنون حدیث سے باخبر تھے۔(۳)

تصنیفی خدمات:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "طبقات الحفاظ" میں لکھا ہے کہ موصوف کی تصنیفات سو سے متجاوز ہیں۔(۴)

چنانچہ ان میں سے چند مشہور کے نام درج ذیل ہیں۔

① اکمال تہذیب الکمال جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۱) لسان المیزان لابن حجر (۶/۷۲، ۷۳، ۷۴)
(۲) مقدمۃ المحقق علی اکمال تہذیب الکمال (۱/۲۳)
(۳) مقدمۃ المحقق علی اکمال تہذیب الکمال (۱/۲۳)
(۴) طبقات الحفاظ (ص ۵۳۸)

② الانابۃ الی معرفۃ المختلف فیھم من الصحابۃ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

③ بیس جلدوں میں بخاری شریف کی شرح لکھی۔

④ سنن ابن ماجہ کی ایک شرح لکھی جو "الاعلام بسنۃ علیہ السلام" کے نام سے مشہور ہے۔

⑤ سنن ابی داؤد کی بھی ایک شرح لکھی لیکن وہ مکمل نہ کر سکے۔

⑥ اصول حدیث کی مشہور کتاب مقدمۃ ابن الصلاح پر "اصلاح ابن الصلاح" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں صاحب مقدمۃ ابن الصلاح پر مؤاخذات اور تعقبات کئے ہیں۔

⑦ الاستدراک علی تحفۃ الأشراف لکھی اس میں علامہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اطراف صحاح ستہ پر کچھ استدراکات اور تعقبات کئے ہیں۔

⑧ ترتیب بیان الوھم والایھام لابن القطان۔

⑨ ترتیب زوائد ابن حبان علی الصحیحین۔

⑩ ترتیب صحیح ابن حبان علی ابواب الفقہ۔

⑪ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب الضعفاء پر ذیل لکھی۔

⑫ اور سیرت پر "الزھر الباسم فی سیرۃ ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم" لکھی۔(۱)

"اِکمال تہذیب الکمال":

علامہ مغلطائی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ زیر نظر کتاب علامہ یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "تہذیب الکمال" کے لئے جو صحاح ستہ اور اصحاب صحاح ستہ کے بعض دیگر کتب کے رجال کے احوال و تذکروں پر مشتمل ہیں

(۱) مقدمۃ المحقق علی اکمال تہذیب الکمال ص ۲۹

یہ بطور تکملہ اور تتمہ کے ہے۔ کیونکہ علامہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بعض اہم امور سے اعتناء نہیں کیا اور کچھ غیر ضروری اشیاء کا تذکرہ کیا ہے۔

❶ مثلاً بعض جگہ اپنے عالی سند احادیث کا تذکرہ کیا ہے جبکہ یہ رجال کی کتاب ہے۔

❷ اپنی شرط کے مطابق رواۃ حدیث کے شیوخ اور تلامذہ کا استیفاء کیا ہے حالانکہ ان کا استیعاب اور تمام کا احاطہ ایک مشکل امر ہے۔

❸ اسی طرح بعض اوقات رجال پر غیر ضروری تذکرہ کرتے ہیں جس سے رجال کی رفعت شان یا ان کا ضعف معلوم نہیں ہوتا جبکہ یہی امور تو رواۃ حدیث کی جرح و تعدیل اور ان کے حالات زندگی کو پرکھنے میں مقصود ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح موصوف نے مقدمہ میں کچھ دیگر وجوہ بھی بیان کئے ہیں۔(1)

"اکمال تہذیب الکمال" کل بارہ جلدوں میں ۱۴۲۲ھ کو بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ نیز دو جلدوں میں علامہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراضات اور ان کے اوہام کو الگ جمع کیا ہے۔(2)

کتاب کی کچھ خصوصیت درج ذیل ہیں:

❋ موصوف نے اپنی شرط کے مطابق صحاح ستہ کے رجال کا استیفاء کیا ہے، اس کے علاوہ علامہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ سے "تہذیب الکمال" میں صحاح ستہ کے جو رواۃ رہ گئے تھے ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

❋ رواۃ حدیث پر جرح و تعدیل میں بعض نادر کتابوں سے اقوال بھی نقل کئے ہیں ان میں سے رشاطی اور زبیر بن بکار کی کتابیں، عبدالباقی بن قانع حنفی کی "کتاب

(۱) مقدمة اكمال تهذيب الكمال (ص ٤)

(۲) لسان الميزان (٦/٧٤)

الوفیات" احمد بن ابی خالد کی کتاب "التعریف بصحیح التاریخ" اور "تاریخ قرطبہ" قابل ذکر ہیں۔

❋ موصوف نے متاخرین میں سے امام حاکم، ابن شاہین، ابن حزم، اور ابو اسحاق صریفینی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں، جس سے علامہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعتناء نہیں کیا۔

❋ جس راوی سے اگر ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ابن جارود رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کوئی روایت لی ہے تو اس کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں جو اس راوی کے توثیق کے لئے مزید تائید بنتی ہے۔(1)

علامہ مغلطائی کی کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی "تہذیب التہذیب" اور "تعجیل المنفعة" جیسی اپنی دونوں کتابوں میں اس سے استفادہ کیا ہے، چنانچہ انہوں نے دونوں کتابوں کے مقدمات میں اس امر کی تصریح بھی کی ہے۔(2)

الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة:

علامہ مغلطائی کی یہ کتاب ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تذکرہ پر مشتمل ہے جن کی صحابیت میں محدثین سے اختلاف ہے۔ چنانچہ موصوف اپنی اس کتاب میں کسی شخص کی صحابیت اور غیر صحابیت کے لئے محدثین وائمہ رجال جیسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ، ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ، ابن مندہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابوموسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے علاوہ عبدالباقی بن قانع حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "معجم الصحابہ" اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۶۳ھ کی "الاستیعاب" سے مختلف اقوال پیش کرتے ہیں، تاہم زیادہ تر ابن الاثیر جزری رحمہ

(١) مقدمة المحقق على اكمال تهذيب الكمال (ص ٣٢، ٣٣، ٣٤)

(٢) مقدمة تهذيب التهذيب (٧/١) ومقدمة تعجيل المنفعة (ص ٨)

(۲۴) علامہ بدرالدین العینیؒ

(المتوفی ۸۵۵ھ)

نام ونسب:

قاضی القضاۃ، شیخ الاسلام، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود العینتابی الحنفی المعروف بالعینی۔

ولادت:

موصوف کی ولادت باسعادت حلب کے قریب عنتاب نامی بستی میں ۷۶۲ھ کو ہوئی۔ تخفیف کی وجہ سے عنتاب کو عینی کہا جانے لگا۔ (۱)

مشہور شیوخ:

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کثیر شیوخ سے استفادہ کیا اس وجہ سے اپنے

(۱) علامہ عینی کا تذکرہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے

- النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة لابن تغرى بردى (۸/۱۶)
- الضوء اللامع للسخاوی (۱۰/۱۳۱)
- بغية الوعاة للسيوطي (۲/۲۷۵)
- نظم العقيان في اعيان الاعيان للسيوطي (ص ۱۷٤)
- شذرات الذهب لابن العماد الحنبلي (۷/۲۸٦)
- البدر الطالع للشوكاني (۲/۲۹٤).
- كشف الظنون لحاجي خليفه (۱/۲۸۷)
- الفوائد البهية لعبد الحي اللكنوي (ص ۲۰۷)
- الاعلام للزركلي (۷/ ۱٦۳)

شیوخ پر ''معجم الشیوخ'' کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف کی ان میں سے چند مشہورین کے نام درج ذیل ہیں۔

زین الدین عراقی، سراج الدین بلقینی، العلاء السیرامی، ابن الملک حنفی، نور الدین ہیثمی، جمال الدین الملطی حنفی، تقی الدین دجوی، عیسیٰ بن الخاص حنفی، جبریل بن صالح بغدادی اور تغری برمش حنفی وغیرہ ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مشہور تلامذہ:

کمال الدین بن الہمام صاحب فتح القدیر، شمس الدین سخاوی، احمد بن صدقہ معروف بابن الصیرفی، عیسیٰ بن سلیمان طنوبی، ابو البرکات عسقلانی حنبلی، ابن تغری بردی صاحب النجوم الزاہرۃ، ابن قاضی عجلون، نور الدین دمادی، محمد بن خلیل الحلبی اور محمد بن محمد حجاری، رحمہم اللہ جمیعا۔ (۱)

رحلات علمی:

دیگر علماء ومحدثین کی طرح علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تحصیل علم کی خاطر کئی سفر کئے اور مختلف شیوخ سے زانوئے تلمذ طے کئے۔ چنانچہ موصوف نے پہلا سفر حلب کی طرف کیا جو عنتاب کے قریب ہی جو رہیں واقع ہے، جمال یوسف بن موسیٰ ملطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ''ہدایہ'' اور حیدر رومی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ''سراجی'' کی شرح پڑھی۔ پھر اس کے بعد مصر میں شیخ سیرامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مختلف فنون کی تکمیل کی۔

اس کے بعد قاہرہ آئے اور وہاں کے کبار محدثین سے علوم حدیث کی تحصیل کی جن میں سے علامہ عراقی، سراج الدین بلقینی اور نور الدین ہیثمی رحمہم اللہ تعالیٰ قابل

(۱) بدر الدين العيني وأثره في علم الحديث (ص ۱٤٥-۱٦٥)

ذکر ہیں۔(۱)

علوم حدیث میں مرتبہ ومقام:

علامہ ابو المعالی الحسینی رحمہ اللہ تعالیٰ موصوف کی محدثانہ شان بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وهو الإمام العالم العلامة الحافظ المتقن المفرد بالرواية والدراية، حجة الله على المعاندين وآيته الكبرى على المبتدعين"(۲)

"علامہ عینی (اپنے وقت کے) امام، عالم، علامہ، حافظ، متقن، روایت اور درایت میں یگانہ ہیں، معاندین پر اللہ کی حجت ہے اور مبتدعین کے خلاف اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانی ہیں۔"

نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے میں علم و تقویٰ اور بزرگی میں مشہور تھے، فقہ اور حدیث میں بلند رتبے پر فائز ہے، چنانچہ مسلمان ان کے فنا ہونے پر افسردہ ہیں۔(۳)

موصوف کے بارے میں علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے امام، عالم، اور علامہ ہیں، فن صرف اور عربیت وغیرہ میں ماہر ہیں، لغت اور تاریخ کے حافظ ہیں، کثرت سے ان کا استعمال بھی کرتے ہیں، مطالعہ اور کتابت سے اکتاتے نہیں۔(۴)

ابن ایاس حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موصوف کے بڑے مداح ہیں، چنانچہ ان کا بیان

---

(۱) بدر الدين العيني وأثره في علم الحديث (ص ۶۰، ۶۱)

(۲) بدر الدين العيني وأثره في علم الحديث (ص ۸۳)

(۳) بدر الدين العيني وأثره في علم الحديث (ص ۸۳)

(٤) الضوء اللامع (۱۰/۱۳۱)

ہے:

"كان علامة نادرة في عصره عالما فاضلا، له عدة مصنفات جيدة"(۱)

"موصوف علامہ، یکتائے روزگار ہیں، عالم فاضل ہیں، کئی جلیل القدر کتابوں کے مصنف ہیں۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی محدثانہ شان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث میں کئی نادر کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے بعض پر تفصیلی تبصرہ آ رہا ہے۔

مبانی الأخبار ونخب الأفكار ومغانی الأخيار:

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا کتاب "شرح معانی الآثار" امام طحاوی متوفی ۳۲۹ھ کی شرح ہے۔ علامہ یوسف محتون کی تحقیق کے مطابق دار الکتب المصریہ میں "مبانی الاخبار" کا ایک ناقص نسخہ موجود ہے جو چھ اجزاء پر مشتمل ہے اور دوسرا ناقص نسخہ عثمانیہ والے نسخے کا عکس ہے جو پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔ جبکہ خود مصنف علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق مذکورہ کتاب کل گیارہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد مصنف نے مذکورہ کتاب کو مختصر کر کے "نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار" کے نام سے ایک دوسری کتاب لکھی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اس شاندار کتاب میں پہلے ابواب حدیث کے تراجم، ابواب کے ماقبل اور مابعد کا آپس میں ربط بیان کرتے ہیں۔ پھر قال محمود کے عنوان سے اس کی تشریح بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث کی تشریح میں درج ذیل طریقہ پر تبصرہ کرتے ہیں۔

❁ نوع اول میں حدیث کے رجال پر کلام کرتے ہیں۔

---

(۱) بدر الدين العيني وأثره في علم الحديث (ص ۸۳)

* نوع ثانی میں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث سے اس کی تخریج کرتے ہیں۔
* نوع ثالث میں حدیث کی صحت، ضعف وتعیین کرتے ہیں۔
* نوع رابع میں لغات حدیث کی تحقیق کرتے ہیں۔
* نوع خامس میں حدیث کی صرفی ونحوی تحقیق کرتے ہیں۔
* نوع سادس میں حدیث سے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔
* نوع سابع میں بعض جگہ وجہ حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ماقبل حدیث سے مؤخر کیوں ذکر کی گئی ہے۔(۱) تاہم موصوف نے ہر حدیث کی تشریح میں ان تمام مباحث کا التزام نہیں کیا۔

واضح رہے کہ موصوف کی مذکورہ بالا کتاب کی پہلی جلد جو "باب الجنب یرید النوم والاکل الخ" تک ہے، دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث مولانا سید ارشد مدنی صاحب نے اپنی تحقیقات سمیت دیوبند سے سن ۲۰۰۲ء میں شائع کی ہے۔(۲)

یہاں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ نے معانی الآثار کے رجال پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو "مغانی الاخیار" کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ مصنف کی یہ کتاب مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ سے ۱۴۱۹ھ میں تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔(۳)

عمدۃ القاری:

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ کتاب عمدۃ القاری صحیح بخاری کی شرح ہے جو متداول ہونے کے ساتھ اہل علم کے ہاں محتاج تعارف نہیں، البتہ کچھ امور سے

(۱) بدر الدین العینی وأثره فی علم الحدیث (ص ۱۹٤)

(۲) نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار للعینی مطبوعة [illegible] دیوبند الهند

(۳) مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار للعینی مکتبة نزار مصطفی الباز

واقفیت ضروری ہے۔ چنانچہ مصنف اپنی اس مذکورہ کتاب میں علامہ کرمانی اور علامہ قطب الدین حلبی حنفی رحمہما اللہ تعالیٰ (جس کا تذکرہ اس رسالے میں گذر چکا ہے) کی شروح بخاری سے نقل کرتے ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "اعلام السنن وغریب الحدیث"، ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی "نہایہ" اور "جامع الاصول"، خلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کی "کتاب العین"، جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی "الصحاح"، قرطبی وزمخشری رحمہما اللہ تعالیٰ کی تفاسیر، صغانی کے "عباب"، مزی کی "تحفۃ الاشراف" وغیرہ کتب سے نقل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ نامور ائمہ محدثین جیسے امام بخاری، امام ابو حاتم، امام طحاوی، دارقطنی، خطیب بغدادی، قاضی عیاض، بیہقی، نووی، امام الحرمین، سہیلی، ابن ماکولا، ابن الصلاح، ذہبی اور ابن کثیر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ سے احادیث کی تشریحات اور رجال پر کلام وغیرہ میں بعض اقوال نقل کرتے ہیں۔(۱)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ کتاب میں احادیث کی تشریح کے لئے درج ذیل عنوانات قائم کیے ہیں۔

* حدیث اور ترجمۃ الباب کا تعلق
* رجال حدیث کا بیان
* رجال کے انساب کا بیان
* سند حدیث میں لطائف کا بیان
* نوع حدیث کا بیان
* صحیح بخاری میں اس حدیث کی تعداد
* تخریج حدیث کا بیان
* صرف وترکیب نحوی کا بیان
* معانی، بیان اور بدیع کا بیان

(۱) بدر الدین العینی وأثره فی علم الحدیث (ص ۲۱۳)

- سوالات وجوابات
- استنباط احکام
- فوائد حدیث کا بیان

مذکورہ بالا عنوانات کے لئے بطورِ نمونہ عمدۃ القاری میں "باب وعاؤکم ایمانکم" ملاحظہ ہو۔[1]

لیکن واضح رہے کہ مصنف کی حدیث کی تشریحات کی مذکورہ بالا ترتیب صرف ابتدائی مجلدات میں ہیں۔ اس کے علاوہ پوری کتاب میں تفصیل کا التزام نہیں کیا گیا۔ چنانچہ بعض جگہ تو ان تفصیلی مباحث کی ضرورت نہیں سمجھی، اس بناء پر یہ عنوانات کم کرتے گئے اور تا آخر اس پر قائم نہ رہ سکے۔

شرح سنن ابی داؤد:

مصنف کی یہ کتاب بھی ایک بہترین علمی شاہکار ہے "نخب الافکار" اور "عمدۃ القاری" کی طرح موصوف نے اس کتاب میں بھی اپنی علمی جوہر دکھائے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی حدیث کے رجال، تشریحات مستنبط شدہ مسائل، فوائد اور دیگر فنی مباحث پر تذکرہ کیا ہے۔ تاہم یہ کتاب نامکمل ہے اور صرف "سنن ابی داؤد" کی "کتاب الصلوۃ" سے "باب فرض الوتر" تک کی احادیث پر مشتمل ہے۔

مذکورہ کتاب سن ۱۹۹۹ء میں "مکتبۃ الرشد الریاض" نے کل چھ جلدوں میں محقق خالد بن ابراہیم مصری کی تحقیق کے ساتھ شائع کی ہے۔[2]

بہرکیف مذکورہ تینوں کتابوں کے مطالعے سے مصنف کی علمی وسعت، علوم حدیث وفقہ میں بصیرت، فنی جدت، حسن ترتیب اور بعض دیگر اہم امور سے واقفیت ہو جاتی ہے جو ان کی محدثانہ شان کو نمایاں کرتی ہے۔

---

(۱) عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری (۱/۱۱۷-۱۲۱)

(۲) دیکھئے شرح سنن ابی داؤد للعینی، مکتبۃ الرشد الریاض،

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دیگر تصنیفی خدمات:

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علوم حدیث کی طرح دیگر علوم وفنون میں بھی کئی تصنیفات کی ہیں جن میں سے بعض تو طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور بعض غیر مطبوع مخطوطوں کی شکل میں پائی جاتی ہیں۔ تاہم موصوف کی اکثر کتابیں نایاب ونا پید ہو چکی ہیں، چنانچہ محقق عوض یوسف معتوق کے مطابق ان میں سے اکثر مخطوطے مکتبات عالم میں بھی نہیں ملتے۔

ان میں سے بعض مطبوعہ کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. كشف القناع المرني عن مهمات الاسامي والكنى
2. البناية في شرح الهداية.
3. رمز الحقائق شرح كنز الدقائق.[1]
4. مقاصد النحوية في شرح شواهد شروح الالفية
5. فرائد القلائد في مختصر شرح الشواهد.
6. ملاح الألواح في شرح مراح الارواح[2]
7. غیر مطبوعہ کتابوں میں سے "عقد الجمان في تاريخ اهل الزمان" جس کا قلمی نسخہ "دار الکتب مصریہ" میں، انیس جلدوں پر مشتمل ہے۔
8. "التاريخ البدري في اوصاف اهل العصر" آٹھ جلدوں پر مشتمل اس تاریخ کا قلمی نسخہ "المكتبة الاحمدية" تیونس میں موجود ہے۔
9. العلم الهيب في شرح الكلم الطيب جس کا قلمی نسخہ "دار الکتب المصریہ"

---

(۱) واضح رہے کہ مذکورہ کتاب [illegible] بھی شائع کی ہے دیکھئے رمز الحقائق شرح كنز الدقائق [illegible]

(۲) بدر الدين العيني واثره في علم الحديث (ص ۹۰-۹۷)

میں موجود ہے۔

❿ "شرح مجمع البحرین فی فقه الحنفیة" دو جلدوں پر مشتمل اس کتاب کا قلمی نسخہ بھی "دار الکتب مصریہ" میں موجود ہے۔(۱)

محقق عالم یوسف معتوق کی تحقیق کے مطابق علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی کل تعداد تیس تک پہنچ جاتی ہے، چنانچہ موصوف کی بعض کتابوں کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے مگر اب ان کے "مخطوطے" قلمی نسخے بھی نایاب ہو چکے ہیں۔ اور محقق عالم یوسف کو ان کا سراغ نہ مل سکا جن کی مجموعی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ لیکن ان تمام غیر مطبوعہ کتابوں کی یہ تفصیل ۱۴۰۷ھ سے پہلے کی ہے، اس کے بعد ممکن ہے کہ ان میں سے بھی کئی کتابیں طباعت سے آراستہ ہو چکی ہوں۔ جیسا کہ ان کتابوں میں سے "مغانی الاخیار" بھی ہے جو ۱۴۰۷ھ یعنی عالم یوسف کی تحقیق کے بعد سن ۱۴۱۸ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

یہاں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ موصوف کی دیگر تصنیفات ذکر نہیں کی گئیں بغرض اختصار اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اور فن جرح و تعدیل:

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نویں صدی کے نامور امام جرح و تعدیل ہیں۔ چنانچہ موصوف کی رجال شناسی اور ناقدانہ بصیرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ "عمدۃ القاری"، "مبانی الاخبار"، "نخب الافکار"، "شرح سنن ابی داود" اور "شرح الکلم الطیب" لابن تیمیہ وغیرہ کتب حدیث میں رجال حدیث پر تبصرہ کرتے ہیں، ان کے اسماء، کنی، اور انساب واضح کرتے ہیں، اسی طرح ائمہ فن کی آراء کی روشنی میں ان کی صحت و ضعف کو متعین کرتے ہیں، چنانچہ یہ مذکورہ امور موصوف کی اس فن میں مہارت

(۱) مقدمہ بدر العینی واثرہ فی علم الحدیث ص ۹۸-۱۰۸

اور گہری بصیرت کی صحیح آئینہ دار ہیں اور رجال پر مستقل کتاب "مغانی الاخیار" (جس کا تذکرہ گزر چکا ہے) اس امر کی بین ثبوت ہے۔

اسی بنا پر علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو قرن تاسع کے نامور محدث ناقد، معاصر علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ رجال پر تنقید اور ان کی توثیق میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آراء بھی مسلم ہیں اور دونوں علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیوخ ہیں۔(۱)

موصوف کا شمار ائمہ احناف میں:

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے مشہور حنفی محدث ہیں۔ محدثین اور دیگر ارباب فن سب اس امر کو تسلیم کرتے ہیں جیسے کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، صاحب "شذرات الذهب" اور صاحب "النجوم الزاهرة" وغیرہ۔(۲)

رحمه الله تعالى ورضي الله عنه وعن جميع ائمة الاسلام والمسلمين

الحمد لله اولاً وآخراً ... الخ

وصل اللهم وسلم على نبيه المصطفى ورسوله المجتبى وحبيبه المرتضى وعلى اله ومن اقتداه بهداه

(۱) الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ (ص ۱۹۷)

(۲) نظم العقيان في اعيان الاعيان للسيوطي (ص ۱۷٤) وايضا شذرات الذهب (۲۸٦/۷) والنجوم الزاهرة (۸/۱٦)

المآخذ والمراجع

(۱) ابن ماجة اور علم حدیث لعبد الرشید النعمانی مکتبة میر محمد کراتشی

(۲) أبو حنیفة وأصحابه المحدثون لظفر احمد العثمانی ادارة القرآن کراتشی

(۳) أثر الحدیث للعوامة دار السلام بیروت

(۴) الاجتهاد في علم الحديث وأثره في الفقه الإسلامي للدكتور علي نايف بقاعي دار البشائر الإسلامية بيروت

(۵) أخبار أبي حنيفة وأصحابه للقاضي أبي عبد الله الصيمري عالم الكتب بيروت ۱۹۸۵ء

(۶) الأزهار المتناثرة لجلال الدين السيوطي مطبعة دار التاليف مالية مصر

(۷) الاستذكار لابن عبد البر دار الكتب العلمية بيروت

(۸) الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر العسقلاني مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر

(۹) الأعلام لخير الدين الزركلي دار العلم للملايين بيروت ۱۹۷۹ء

(۱۰) الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ للسخاوي مطبعة القدسي دمشق ۱۳۴۹ھ

(۱۱) إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال لعلاء الدين مغلطاي الحنفي مطبعة الفاروق الحديثية مصر ۲۰۰۱ء

(۱۲) إمعان النظر شرح شرح نخبة الفكر لمحمد أكرم السندي أكاديمية شاه ولي الله بحيدر آباد السند باكستان

(۱۳) الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة لعلاء الدين مغلطاي الحنفي مكتبة الرشد الرياض ۲۰۰۰ء

(۱۴) الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء لابن عبد البر مكتبة [illegible] كراتشي

(۱۵) الأنساب لأبي سعد عبد الكريم السمعاني دار الجنان بيروت ۱۹۸۸ء

(۱۶) الإنصاف في بيان أسباب الاختلاف لشاه ولي الله الدهلوي مكتبة [illegible] دهلي

(۱۷) الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث لابن كثير دار الفيحاء دمشق ودار السلام الرياض

(۱۸) البداية والنهاية لابن كثير مكتبة النصر الحديثة الرياض ۱۹۶۸ء

(۱۹) بدر الدين العيني وأثره في علم الحديث لصالح يوسف معتوق دار البشائر الإسلامية بيروت

(۲۰) البدر الطالع للقاضي محمد بن علي الشوكاني دار المعرفة بيروت

(۲۱) بغية الطلب في تاريخ حلب لابن العديم الحنفي مكتبة تجارية مصطفى احمد الباز مكة المكرمة

(۲۲) بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة للسيوطي دار الفكر ۱۹۷۹ء

(۲۳) بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني لمحمد زاهد الكوثري ايچ ايم سعيد كراتشي

(۲۴) تاج التراجم في طبقات الحنفية لقاسم بن قطلوبغا مطبعة العاني بغداد ۱۹۶۲ء

(۲۵) تاريخ الإسلام وطبقات المشاهير والأعلام للذهبي دار الكتاب العربي ۱۹۹۱ء

(۲۶) تاريخ أسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم لابن شاهين دار الكتب العلمية بيروت ۱۹۸۶ء

(۲۷) تاريخ بغداد للخطيب البغدادي دار الكتاب العربي بيروت

(۲۸) تاريخ تهذيب دمشق الكبير لعبد القادر بدران دار إحياء التراث العربي ۱۹۸۷ء

(۲۹) التاريخ الكبير للإمام محمد بن إسماعيل البخاري دائرة المعارف حيدر آباد

١٣٦١ھ

(٣٠) تاریخ الثقات لأحمد بن عبدالله العجلی مکتبة الرایة لاهور

(٣١) تاریخ یحیی بن معین مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الإسلامی مکة المکرمة ١٩٧٩ء

(٣٢) تبییض الصحیفة فی مناقب الإمام أبی حنیفة لجلال الدین السیوطی ادارة القرآن کراتشی

(٣٣) تدریب الراوی شرح تقریب النواوی للسیوطی دار احیاء التراث العربی بیروت ٢٠٠١ء

(٣٤) تذکرة الحفاظ للذهبی. واحیاء التراث العربی بیروت ١٣٧٤ھ

(٣٥) ترتیب المدارك و تقریب المسالك لمعرفة أعلام مذهب مالك للقاضی عیاض منشورات دار مکتبة الحیاة بیروت.

(٣٦) تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة لابن حجر العسقلانی دائرة المعارف النظامیة بحیدر آباد الدکن با لهند ١٣٢٤ھ

(٣٧) التعدیل والتجریح لسلیمان بن خلف الباجی دار اللواء للنشر والتوزیع ریاض ١٩٨٦ء

(٣٨) تقدمة الجرح و التعدیل لابن أبی حاتم مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد الدکن با لهند ١٩٥٣ء

(٣٩) تقریب التهذیب لابن حجر مکتبة قدیمی کراتشی

(٤٠) تلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر لابن حجر مکتبة نزار مصطفی الباز مکة المکرمة الریاض

(٤١) تهذیب التهذیب لابن حجر دار الفکر بیروت ١٩٨٤ء

(٤٢) تهذیب الکمال فی أسماء الرجال للمزی. دار الفکر بیروت ١٩٩٤ء

(٤٣) تأنیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمة أبی حنیفة من الأکاذیب للکوثری مطبعة الأنوار مصر ١٣٦١ھ

(٤٤) جامع المسانید لأبی المؤید الخوارزمی. دار الکتب العلمیه بیروت

(٤٥) الجرح و التعدیل لابن أبی حاتم مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد الدکن بالهند ١٩٥٣ء

(٤٦) الجمع بین رجال الصحیحین لمحمد بن طاهر المقدسی دائرة المعارف النظامیة بحیدر آباد الدکن بالهند ١٣٢٣ھ

(٤٧) الجواهر المضیّة فی طبقات الحنفیة لعبد القادر القرشی دار العلوم الریاض ١٩٧٩ء

(٤٨) حجة الله البالغة لشاه ولی الله الدهلوی، مکتبة قدیمی کراتشی

(٤٩) خلاصة تذهیب تهذیب الکمال فی أسماء الرجال لأحمد بن عبدالله الخزرجی المطبعة الخیریة ١٣٢٢ھ

(٥٠) الخیرات الحسان فی مناقب أبی حنیفة النعمان لابن حجر الهیثمی. ایچ ایم سعید کراتشی

(٥١) درة الحجال فی أسماء الرجال، ذیل وفیات الأعیان لابن القاضی دار التراث القاهرة مصر

(٥٢) الدرر الکامنة فی أعیان المئة الثامنة لابن حجر دار الکتب العلمیة بیروت

(٥٣) دول الإسلام للذهبی دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد دکن الهند ١٣٦٤ھ

(٥٤) الدلیل الشافی علی المنهل الصافی لیوسف تغری بردی مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الإسلامی مکة المکرمة

(٥٥) ذکر من یعتمد قوله فی الجرح و التعدیل للذهبی قد طبع مع أربع رسائل لعبد الفتاح أبی غدة مکتبة المطبوعات الإسلامیة بحلب وطبع فی دار البشائر الإسلامیة

بیروت
(۵۶) ذیل تذکرۃ الحفاظ لأبی المحاسن، دار احیاء التراث العربی بیروت
(۵۷) ذیل تذکرۃ الحفاظ للسیوطی دار احیاء التراث العربی بیروت.
(۵۸) رجال صحیح البخاری لأبی نصر الکلاباذی دار المعرفۃ بیروت
(۵۹) رجال الفکر والدعوۃ فی الإسلام لأبی الحسن علی الندوی مکتبۃ دار الفتح دمشق ۱۹۶۵ء
(۶۰) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل لعبد الحی اللکنوی مکتبۃ الدعوۃ الاسلامیۃ بشاور
(۶۱) رمز الحقائق شرح کنز الدقائق لبدر الدین العینی الحنفی ادارۃ القرآن کراتشی
(۶۲) سیر أعلام النبلاء للذهبی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۸۳ء
(۶۳) سنن الدارمی للإمام الدارمی، دار الحدیث القاهرۃ ۲۰۰۰ء
(۶۴) السنۃ قبل التدوین لمحمد عجاج الخطیب مکتبۃ وهبۃ مصر ۱۹۶۳ء.
(۶۵) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابن العماد الحنبلی، مکتبۃ القدسی القاهرۃ مصر ۱۳۵۱ھ
(۶۶) شرح سنن ابی داؤد للعینی مکتبۃ الرشد الریاض ۱۹۹۹ء
(۶۷) شرح علل الترمذی لابن رجب الحنبلی مکتبۃ الرشد الریاض
(۶۸) شرح مسند أبی حنیفۃ لملا علی القاری، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۷۵ء.
(۶۹) شرح معانی الآثار لأبی جعفر الطحاوی، ایچ، ایم، سعید کراتشی
(۷۰) شرح نخبۃ الفکر لابن حجر الرحیم اکادمی کراتشی
(۷۱) شروط الائمۃ الخمسۃ للحازمی مع تعلیق الکوثری الرحیم اکادمی کراتشی
(۷۲) صحیح مسلم للإمام مسلم ایچ، ایم، سعید کراتشی
(۷۳) الضوء اللامع لاهل القرن التاسع للسخاوی مکتبۃ القدسی ۱۳۵۵ھ

(۷۴) طبقات الحفاظ للسیوطی دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۷۵) الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ لتقی الدین التمیمی مصری دار الرفاعی الریاض ۱۹۸۳ء
(۷۶) طبقات الشافعیۃ الکبری لتاج السبکی دار احیاء الکتب العربیۃ القاهرۃ
(۷۷) الطبقات الکبری لابن سعد دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء
(۷۸) طبقات المحدثین بأصبهان لأبی الشیخ الأنصاری مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
(۷۹) طبقات المفسرین للسیوطی دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۳ء.
(۸۰) طبقات المفسرین لمحمد بن علی الداوودی دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۳ء
(۸۱) ظفر الأمانی شرح مختصر السید الشریف الجرجانی لعبد الحی اللکنوی مکتب المطبوعات الإسلامیۃ بحلب
(۸۲) العبر فی خبر من غبر للذهبی، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۵ء
(۸۳) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ النعمان لیوسف صالح الدمشقی مکتبۃ الإیمان المدینۃ المنورۃ
(۸۴) عقود الجواهر المنیفۃ للسید مرتضی الزبیدی، مطبوعۃ مصر.
(۸۵) العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد بن حنبل المکتب الإسلامی بیروت ۱۹۸۸ء
(۸۶) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری لبدر الدین العینی مکتبۃ الرشیدیہ کوئٹہ
(۸۷) فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر مکتبۃ دار السلام الریاض
(۸۸) فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث للسخاوی، دار الإمام الطبری ۱۹۹۲ء
(۸۹) فقه اهل العراق وحدیثهم لمحمد زاهد الکوثری ایچ ایم سعید کراتشی
(۹۰) فوات الوفیات والذیل علیها لمحمد بن شاکر الکتبی دار صادر بیروت
(۹۱) الفوائد البهیۃ فی تراجم الحنفیۃ لعبد الحی اللکنوی نور محمد کارخانہ تجارت کراتشی ۱۳۹۳ھ.

(٩٢) قواعد في علوم الحديث لظفر احمد العثماني، إدارة القرآن كراتشي.
(٩٣) الكامل لا بن عدى الجرجاني، المكتبة الأثرية شيخو پوره.
(٩٤) كتاب الآثار للإمام محمد، الرحيم اكادمي كراتشي.
(٩٥) كتاب الثقات لمحمد بن حبان البستي، دار الفكر بيروت ١٩٧٩ء.
(٩٦) كتاب الزهد والرقائق للإمام عبد الله بن المبارك، دار الكتب العلمية بيروت.
(٩٧) كتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل لا بن حزم الاندلسي، مكتبة المثنى بغداد.
(٩٨) كتاب الفقيه والمتفقه للخطيب البغدادي، طبعت على نفقة دار الافتاء السعودية ١٣٨٩هـ.
(٩٩) الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة للذهبي، مطبعة دار التاليف ماليه مصر.
(١٠٠) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون لحاجي خليفه مكتبة المثنى بغداد.
(١٠١) الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي، دائرة المعارف العثمانية بحيدرآباد الدكن بالهند ١٣٥٧هـ.
(١٠٢) لحظ الألحاظ بذيل طبقات الحفاظ لمحمد بن فهد المكي، دار إحياء التراث العربي بيروت.
(١٠٣) لسان العرب لابن منظور الأفريقي نشر ادب الحوزة قم ايران ١٤٠٥هـ.
(١٠٤) لسان الميزان لا بن حجر، إدارة القرآن كراتشي.
(١٠٥) محاسن الاصطلاح للسراج الدين البلقيني، مطبعة دار الكتب ١٩٧٤ء.
(١٠٦) المحدث الفاصل بين الراوي والواعي للرامهرمزي دار الفكر بيروت ١٤٠٤هـ
(١٠٧) مختصر تاريخ دمشق لابن منظور الأفريقي، دارالفكر بيروت ١٩٨٧ء.
(١٠٨) مرقات المفاتيح على مشكوة المصابيح لملا على القاري، مكتبة إمدادية ملتان.

(١٠٩) مسند الإمام عبد الله بن المبارك، مكتبة المعارف الرياض.
(١١٠) مشاهير علماء الأمصار لابن حبان البستي، دارالكتب العلمية بيروت
(١١١) مشكوة المصابيح للتبريزي، مكتبة قديمي كراتشي.
(١١٢) المصنف لعبد الرزاق بن همام الصنعاني، المكتب الاسلامي بيروت ١٩٧٢ء.
(١١٣) المعارف لا بن قتيبة، مكتبة قديمي كراتشي.
(١١٤) معجم الأدباء ليا قوت الحموي، دار إحياء التراث العربي بيروت ١٩٨٨ء.
(١١٥) معجم الشيوخ، المعجم الكبير للذهبي، مكتبة الصديق طائف ١٩٨٨ء.
(١١٦) المعجم الوسيط دار الدعوة استانبول تركية ١٩٨٩ء.
(١١٧) معرفة أنواع علم الحديث لابن الصلاح، دارالكتب العلمية بيروت ٢٠٠٢ء.
(١١٨) معرفة الرواة المتكلم فيهم بما لا يوجب الرد للذهبي، دار المعرفة بيروت.
(١١٩) معرفة علوم الحديث للحاكم النيسابوري، دار إحياء العلوم بيروت ١٩٩٧ء.
(١٢٠) المعرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار للذهبي، موسسة الرسالة بيروت ١٩٨٤ء.
(١٢١) المعين في طبقات المحدثين للذهبي، دارالكتب العلمية بيروت.
(١٢٢) مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار للعيني، مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ١٩٩٧ء.
(١٢٣) مقدمة فتح الملهم بشرح صحيح مسلم لشبير احمد العثماني، مكتبة الحجاز كراتشي.
(١٢٤) مقدمة كتاب التعليم للمسعود بن شيبة السندي، لجنة إحياء الأدب السندي بحيدر آباد باكستان.
(١٢٥) مقدمة المحقق على إكمال تهذيب الكمال، مطبعة الفاروق الحديثة مصر ٢٠٠١ء.

الوردة الحاضرة

في

أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم
وأحاديث العلماء الأحناف في
الجامع الصحيح للإمام البخاري

تاليف:
محمد مفيض الرحمن بن أحمد حسين الشاتغامی

زمزم ببلشرز

تدوين مذهب الأحناف وأصوله في الحديث

تاليف:
محمد مفيض الرحمن بن أحمد حسين الشاتغامی

فريج جامعة دار العلوم بديوبند وخريج قسم التخصص في الفقه الإسلامي وقسم التخصص في الحديث النبوي بجامعة العلوم الإسلامية علامة بنوري تاؤن كراتشي

زمزم ببلشرز
للطباعة والنشر والتوزيع

تذکرۃ الحبیب ﷺ

تسہیل

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ

تالیف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کاوش

حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب فاروقی

استاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳